

سلسلہ سخنِ برقی اردو

نپولین اعظم جس کا دل

جس کو سید محمد معین الدین صاحب ہمایوں نے نگاشٹ ٹیٹو سٹرکٹ اسکول کی پہلی بھیت و مستبرم
اورنگ زیب نے

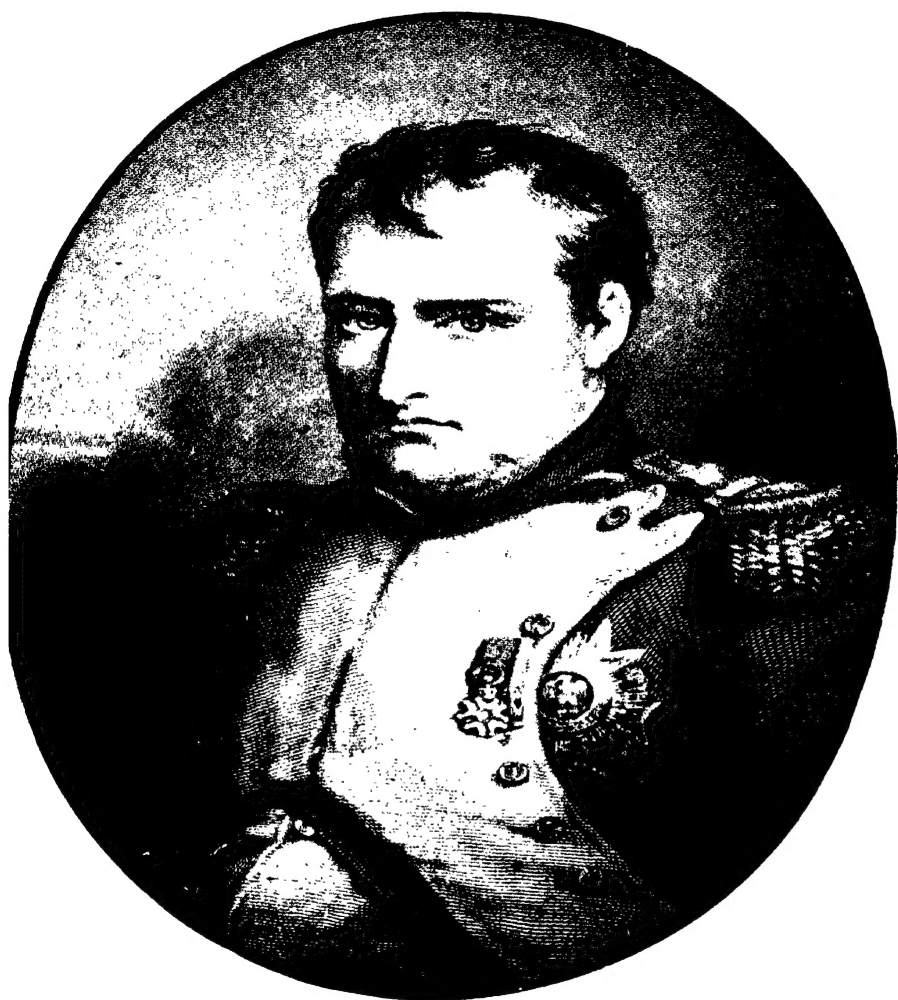
جوزف ایس۔ سی۔ ایٹ۔ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں
ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی سخنِ برقی اردو

بہ تمام خاکسار رشید احمد

مطبع محمد علی گڑھ میں طبع ۱۹۰۸ء

(پیشتر ایم لے اوکلی بک پو۔ علی گڑھ)



NAPOLÉON.
1815.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مہتید منجانب مہرم

سحٰن آن بہ کہ بعد حمد خدائے

بود از لعت خواجہ دوسرے

نپولین اعظم کے کارنامے مورخوں نے نہایت کثرت سے لکھے ہیں اور ان تمام کارناموں کے پڑھنے سے یہ بات ثبوت کی محتاج نہ رہی کہ انیسویں صدی کے شروع میں نپولین تمام عالم کے فرماں رواؤں۔ سپہ سالاروں اور مدبروں میں اپنا نام نہ رکھتا تھا تاہم ناظرین کے لئے یہ کوئی آسان بات نہیں ہے کہ ان کارناموں کو پڑھ کر وہ اس حیرت انگیز شاہنشاہ کی اصلی اور زندہ تصویر اس کے سچے اور صحیح حالات کے اعتبار سے اپنے دل میں قائم کر سکیں۔ اس لئے کہ ایک طرف تو اس کے جت طراز اس کی جت طرازیوں میں رطب اللسان ہیں اور دوسری طرف اس کے برخلاف ہمتوں اور نکتہ چینیوں کے وہ طوفان ہیں کہ نپولین

کے نام سے ہوا گندی نظر آتی ہے۔ پس ایسے متباہن حالات میں کچھ کر ممکن ہے کہ ایک غیر طرفدار شخص کوئی قطعی اور صحیح رائے قائم کر سکے۔ مگر اس میں کسی کو کوئی شبہ باقی نہیں ہے کہ فرانس میں نپولین ایسا محبوب تھا کہ اُس کی پرستش ہوتی تھی۔ اور اُن بادشاہوں کا بھی نپولین کے ساتھ یہی حال تھا جن کو اُس نے فتح کیا اور شاہنشاہ دنیا کے بڑے حصے نے اُس کی شاہگیری میں ایک دوسرے پر غاب ہونے کی سعی کی۔

لیکن نپولین کو ایک دم سے ایسا اچانک زوال ہوا کہ خود فرانس میں بقیوں کو طوفانوں کے درے کھل گئے۔ اور یورپ کے متحدہ بادشاہوں کی سرکار سے نپولین ملعون اور خفاقت قانونی سے خارج قرار دیا گیا اور مخالف اور خوشامدی مورخوں نے اب موقع پا کر اپنی سهامِ مطاعن کی ترکشوں کو نپولین پر پورا خالی کر دیا۔ لیکن جب یہ زمانہ گزرا اور عداوت و عناد کے جذبات ٹھنڈے پڑے تو اس انوکھے سپہ سالار اور عظیم الشان شاہنشاہِ عالمیہ کے اصل چال چلن اور صفاتِ حمیدہ کا ماہِ منیر ابھی سیاہ کے نقاب کو چہرہ سے اتار کر نئی اور غیر معمولی منیا کے ساتھ نمودار ہوا۔ اور ۱۸۳۳ء سے لیکر ۱۸۶۶ء تک مومنین نے بڑی محنت اور انصاف سے اُس کے کارنامے کو لکھا۔ چنانچہ ان تذکروں میں سے ہر ایک ترجمہ کئے جانے کا مستحق ہے مگر اُن میں بھی یہی ایک خاص دشواری ہے کہ پڑھنے والا ایک صحیح رائے قائم کرنے میں الجھتا ہے۔ لیکن زمانہ کا وہی حال نہ رہا جو ۳۰ سال تذکرہ ہلاکے درمیان تھا اور صد اکیس کی جستجو کرنے والوں کے رستہ میں تازہ موانع حائل ہوئے اور شاہِ عالم سے لیکر شاہِ عالم کے دوران کی مہیب جنگ نے نپولین کے حق میں پھر زہر گلا اور بھتانوں کے نئے نئے دفر کھل پڑے۔

سینٹ ہلینا کی اسیری کے دوران میں نپولین نے اپنی فراںِ روانی کو مستحقِ خود شمع لکھی ہے اور اُس کو شائع ہوئے ایک عرصہ ہو گیا اور اُس نپولین کے حالات پر ایک روشنی پڑتی ہے مگر وہ اُس کا مفصل کارنامہ نہیں ہے۔ سینٹ ہلینا میں ہی طبع اور بھی شہیں لکھی گئی ہیں مگر وہ یک طرفہ اور نپولین کی حامی ہیں۔ بہت سی ایسی

خدا و کتابت بھی موجود ہے جو پولین کے حالات پر روشنی ڈالتی ہے۔ لیکن اُس کا برا حصہ مخفی رہا۔ اور اصل تو یوں ہے کہ شاہنشاہ پولین کا تمامی دور زندگی ایسا ماجرا خیز اور تاریخی معاملات سے اسقدر مملو ہے اور تمامی متحدہ یورپ کے مقابلہ میں اس تنہا شاہنشاہ کو معاملات ملکی کی لانا پھیرا بھول بھلیوں میں بچھس کر ایسا کام کرنا پڑا جو کہ ایک مورخ کی طاقت سے اس کا بسوط کا زمانہ لکھنا خارج تھا چنانچہ شاہنشاہ کے تذکرہ نویسوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا ہے۔

اب منجملہ کثیر التعداد کارناموں کے جو بڑی وقت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں میں چند کا تذکرہ کرتا ہوں میٹرنگ اور ہارڈن برگ کی تصانیف سے صرف اسی قدر پتہ چلتا ہے کہ شاہنشاہ پولین کے چال چلن اور حکمت عملی کے بارے میں آسٹریا اور پرتگیا کے سربراہ اور وہ لوگوں کی کیا رائے تھی اور زیادہ تر یہ تصانیف پولین کے عہد حکومت کے آخری حصہ کی تاریخیں ہیں۔ میلمر انڈ کا لکھا ہوا تذکرہ بغض و حسد کے زہر سے منہمک ہو گیا ہے اس لئے کہ فیلڈ انڈ اپنے آقا پولین سے باغی ہو کر دشمنوں سے جاملتا تھا مگر یہ ضرور اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس تذکرے سے پولین کے حالات پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔ اور دانشا کی کانگریس کے متعلق تمامی خط و کتابت اور سازشوں کا پورا حال معلوم ہوتا ہے۔ لارڈ کاسلر اور نیزویلنگٹن کے مراسلات اور خط و کتابت اور مسٹر فالس۔ لارڈ ویلر کی۔ لارڈ ولینگٹن۔ اور دوسرے برطانیہ کے مدبروں کے اُس زمانہ کے خطوط۔ اور برطانیہ کے پارلیمنٹ کے نامی اراکین کی تقریروں سے جو شہرہ سے شہرہ تک ہوئیں محض اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ دزرائے انگلستان اور خود انگریز قوم کا اپنے قومی اور عظیم الشان دشمن پولین کی طرف سے کیا خیال تھا۔ فرانس کے شاہی اخبار مانیٹور کے مضامین سے علاوہ پاک سن اور مکتی باؤ کے تذکروں کے جو فرانسیسی پہلو لئے ہوئے ہیں پولین کے حالات اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں۔ باقاعدہ عظیم الشان تاریخوں میں مختصر س کی بڑی جسامت کا کتاب موجود ہے۔ لیکن وہ بالکل فرانسیسی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے تاہم ایک باعزم تلاش کرنے والے

کے لئے اُس میں واقفیت کا ایک خزانہ موجود ہے۔ دوسری بڑی ضخیم کتاب ایلی سن کی تاریخ ہے۔ لیکن یہ تعصب سے خالی نہیں ہے کیونکہ لٹری و ذرائع انگلستان کے خیالات میں ڈوبی ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وزیرِ حقوقِ جمہور کی مسادات کے تحت مخالفت تھے تاہم اس کتاب میں کثرت سے واقعات اور صحیح حالات موجود ہیں لیکن اس کی تاریخ پڑھنے کے لائق ہے لیکن وہ نیپولین کی عہدِ حکومت کو صرف ایک جزو پر جانم ہے۔ مسٹر قیٹ کی تصنیف اُس زمانہ کی صرف حکمتِ علی کی جامع تاریخ ہو سکتی ہے۔ مسٹر فین نے بھی نیپولین کا کارنامہ لکھا ہے لیکن مصنف نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بستان بندی اور ہمت لگانے کے فن کا بجائے خود ایک فلسفی تھا۔ مگر ان تمام بستان لگانے اور اصلیت کے چھپانے والوں کو تاریخ ہی سادہ اور قدرتی جواب دیتی ہے کہ اگر شاہنشاہِ نیپولین محض خود غرضی، و نادت، عیاشی، بد معاشی، اور ظلم و فریب کا شیطان ہوتا تو یہ محالِ عقلی ہے کہ وہ خصوصاً انیسویں صدی اور یورپ جیسے شائستہ براعظم میں اتنا عظیم الشان اور با اثر فرما سکتا۔

نیپولین اعظم کے مختلف کارناموں سے یورپ کی مختلف قوموں کے کتب خانے بھرے پڑے ہیں لیکن اردو زبان کی حرمانِ نصیبی تھی کہ ایسے جلیل القدر شاہنشاہِ نیپولین کا کوئی مکتوب تذکرہ اس زبان میں موجود نہ تھا۔ لیکن ترجمے کے لئے کتاب کا انتخاب کرنا کئی آسان کام نہ تھا۔ انتخاب کی دشواریاں اور اختصار کے ساتھ بیان ہوئی ہیں لیکن جہاں ارادہ ہوتا ہے خود رستہ بناتا ہے، کو شمشِ بلنج کے بعد جو زلیف۔ ایس۔ سی۔ ایٹب کے کارنامہ نیپولین کا انتخاب کیا گیا۔ یہ ایسا کارنامہ ہے جس نے قبولیت کا ناچ پہنا ہے اور یہی وہ انمول کارنامہ ہے جس کے لکھنے میں مصنف نے وفروں کی خاک چھانی اور جو اہرِ القدر کو سنگریزوں سے جدا کیا ہے۔ اور اس جادو نگارِ انتشار پر داز نے ایسی زلفیت کر لینے والی پرداز سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ شاید منشی بازل نے یہ افتخار اسی کی قسمت کا حصہ کر دیا تھا۔ نیپولین کی ہر پہلو سے ایسی تصویر کشی کی کہ پڑھنے والا مینہ حیرت بناتا ہے۔ رزم۔ رزم۔ شان و شوکت و ربار۔ قدرتی منظر

وہ ان عام - شاہنشاہ کے اخلاق - سجاوٹ و بہت - اور مصروفیت اُس کی فوق العادہ جھانکشی - رعایا پر بھی وغیرہ وغیرہ کو وہ پایہ ثبوت کو پہنچے ہوئے مرتے اتارے ہیں کہ اس خاتمہ کو دیا ہے اُس کی براہین قاطعہ اور دلائل روشن ہیں - منطق سادہ لیکن مقرر ص کو پسند کر دینے والی ہے - واقعات - افسانے نظر آتے ہیں - باوجودیکہ تاریخی ہے - اور صحیح حالات ہیں - ناول نویس کا انشا - کیا ہستی رکھتا ہے کہ اسٹیل کے طرز اور نزلے انداز کی گرد کو بھی پاسکے چونکہ مترجم نے ایک ایک لفظ اور ایک جملہ کے ترجمے میں خاک اڑائی ہے اور تنہائی کی ساعتوں میں کاوش سے کوئی جگر پا ہے اُس کو یقین ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے - سچ کہتا ہے - لیکن ترجمہ کے فن کے نقاد اچھی طرح واقف ہیں کہ اصل اور ترجمے میں سیدھے اور افسانے کا فرق ہے - بہر حال جہاں تک ایک تہا مترجم سے جس کو ایک حرف لکھنا پڑا کوئی دوسرا میرزا آیا کہ مدد دیتا جہاں تک ہو سکتا تھا اُس نے محنت کی اور اب یہ ترجمہ اردو واں پبلک کے سامنے آتا اور اپنے تئیں ادب سے پیش کرتا ہے - ممکن ہے کہ ہمدردی کی نگاہ سے دیکھا جائے -

اس ضخیم ترجمہ کو جب میں نے شروع کیا تو دوسری بڑی دشواریوں کے علاوہ ایک بڑی دشواری یہ پیش آئی کہ بجائے اس کے کہ مجھے کسی طریقے سے مدد دی جانی میرا دل دکھایا جاتا تھا اور ”نپولین“ میری چڑھتور کی گئی تھی - اور بہت دفعہ میں بیز اثر ہوا لیکن چونکہ میری تقدیر میں اس کا ختم کر دینا لکھا ہوا تھا میں خاموشی سے اور بعض اوقات مخفی گوشے میں ترجمہ کرتا رہا اور جب ایک اچھا خاصہ جزو ختم ہوا تو ایک کتاب اور محض الفاظ سے میرے سامنے آگئی اور یہ اور ننگ زیب مصنفہ پروفیسر اینیلین پول تھی - جس کو میں نے ترجمہ کر کے اپنے عالی قدر ممدوح حضور نواب وقار الدہلہ وقار الملک اقتصاد جنگ مولوی مشتاق حسین صاحب بہادر کے اسم گرامی سے ممدوح کی اجازت لیکر منسوب کر دیا - اور الحمد للہ کہ یہ ترجمہ مقبول ہوا - ہندوستان کی کتب خانوں کی ٹکسٹ بک کمیٹیوں میں پیش ہو کر سرکاری کتب خانوں کے لئے منظور ہوا اور ڈاکٹر سررشتہ تعلیم مالک متحدہ مسٹر ٹی سی لیوس بہادر نے مجھے الہ آباد سے ایک چمچی جھجک

اپنی مسرت کا اظہار فرمایا اور اُس کے بعد حضورِ محترمؐ کو لاکھوں صاحبِ بہادر بالاعمال نصیب
 گوہرِ ملک متحدہ نے بمقامِ سنی بھیت میرے ہاتھ سے اوزنگ زیب کا ایک نسخہ قبول
 فرما کر زبانی اظہارِ خوشنودی اور شکریے سے میری عزت افزائی فرمائی اور اوزنگ زیب
 کی مقبولیت کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ آج تک اُس کی قیمت میں کمی کرنے کی ضرورت
 نہ ہوئی اور سوائے ڈیوٹی بک ڈپوسٹ کے کہ وہ ہماری قومی دکان ہے اوزنگ زیب کسی
 عرصہ میری ڈپو کو باوجود طلبِ بے حد کے نہ دیا گیا۔ چنانچہ اوزنگ زیب کے ترجمے اور
 اشاعت کے دوران میں یہ پتہ چلا کہ کارنامہ ملتوی رہا۔ لیکن جب اوزنگ زیب سے
 فراغت ہوئی تو ایک اور کتاب سلسلہ فرمانروایانِ ہند میں سے یعنی کارنامہ حیدر علی و
 شیو سلطان فرمانروایانِ ملکِ میسور کا سامنے آگیا۔ اور اس کا بھی میں نے اردو ترجمہ
 کر دیا۔ لیکن اسنوس اس ترجمے کی وہ قسمت نہ ہوئی جو اوزنگ زیب کی ہوئی تھی۔ یعنی
 میرے ایک نہایت مکرم اور محسن نے جن کا نام مذکور لگا اس ترجمہ کو دفترِ اخبار و کتب
 میں امرتسر بھیجا کہ کاپی رائٹ فروخت کر دیا جاوے۔ اس وقت وکیل کے اوپر ہمارے
 شفیق مسٹر حاج علی صاحب صدیقی سہارنپوری تھے لیکن یکسے تعجب کی بات ہے کہ اخبار
 وکیل کے دفتر کی زمین بھٹ گئی اور ترجمہ سکا گیا اور اس سے میرے محسن کو جنموں نے
 اپنی ذمہ داری پر ترجمہ بھیجا تھا بڑا اسنوس ہوا۔

اس وقت میں نے پھر کسی ترجمے کی طرف آنکھ نہ اٹھائی اور اسی عظیم الشان ترجمہ
 پر اپنا وقت صرف کیا اس کی پہلی جلد قلمی میرے مکرم مولوی محمد عبدالرافع خاں صاحب
 دہلی کلکتہ کی نظر سے گزری اور اُس کے ملاحظہ کے بعد آپ نے جو خط مجھ کو بھیجا وہ میں نے
 اوزنگ زیب کے دیباچہ میں شائع کر دیا ہے۔ یہی جلد پھر اب وقار الملک بہادر کے
 امر و ہدایت پر طبعی اور اس کے متعلق جو خط و کتابت فرمائی اور جیسی میری ہمت
 بڑھائی محض طوالت کے ڈر سے یہاں پر نقل نہیں کرتا۔ اس خط و کتابت سے یہ بھی
 معلوم ہوتا ہے کہ مدوح اس کارنامے کے پہلے سے حامی ہیں اور جو بھی شاعر
 میں پنہاں کا ایک چھوٹا سا کارنامہ شیفک سو سائے علی گڑھ کے لئے ترجمہ کیا تھا۔ چنانچہ

اس کی ایک جلد مجھ کو اسی دوران میں ارسال فرما کر بڑی تاکید سے لکھا کہ میں اس جوہرِ
اسیت کے مصنفہ کا زندے کو حقیقی المقدور بڑے عزم و ثبات سے ترجمہ کئے جاؤں اور جو
ختم کر دوں۔ چنانچہ اپنے فرصت کے اوقات میں میں یہ کام برابر کرتا رہا۔

جب میرے شفیق مولوی محمد صیب الدخاں صاحب علی گڑھ کے ڈیپٹی کلکٹر
ہوئے تو میرا علی گڑھ آنا جانا زیادہ ہوا اور میں اپنے ہمراہ یہ ترجمہ لے جایا کرتا تھا اور اگر کچھ محنت
بلجاتی تو ترجمہ لکھا کرتا۔ یہاں ترجمے کا چرچا ہوا اور دنیا میں اصحاب نے بڑی ہمدردی کا
اظہار کیا اب ترجمہ کا ایک معتد بہ حصہ ختم ہو چکا تھا اور میں قلمی ترجمہ کے ایک ہزار صفحے سے
پار لکل چکا تھا لیکن مئی ۱۹۰۷ء کی ۲۴ تاریخ عجب نحوست سے نمودار ہوئی اور مجھ کو اپنی
ملازمت کے لئے پڑ گئے۔ چنانچہ مئی جون۔ جولائی اور اگست کے مہینے بڑی روحانی
تکلیف سے گزرے لیکن میرا خون ناحق بہانے والوں کو آخر میں اپنی غلط فہمی کا یقین
ہوا اور ممکن ہے کہ اُن کو امنوس بھی ہوا ہو۔ جب میری طبیعت افکار سے ہلکی ہوئی
تو پھر کام شروع کیا اور اس عزم سے ترجمہ کیا کہ آخر کار یکم شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ ہجری
مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء کو قلمی کتاب کے اعتبار سے ایک ہزار چار سو بیس صفحے پر آخر ترجمہ ختم
ہو گیا۔ اور پانچ جلدوں میں یہ نامہ آخر ہوا۔

میں نے اس کے پانچ سو صفحے تو اُسی پابندی اور لفظی رعایت سے لکھے تھے۔
جیسے اورنگ زیب کے لکھے تھے لیکن حضور نواب وقار الملک بہادر بالقاء نے مجھ کو
لکھا کہ ”یہ ترجمہ نہ قرآن مجید کا ہے نہ کسی کتاب حدیث کا ہے نہ کوئی قانونی کتاب
ہے پھر جو اپنے قلم کو یوں پابند کیا ہے آخر اس سے کیا نتیجہ ہے ترجمہ آزاد سی سے
ہوا اور مطلب ہاتھ سے نہ جائے“ اور اسی مضمون کا ایک خط مسٹر حامد علی صاحب
صدیقی کا بھی موصول ہوا اور کرمی مولوی محمد عبد الرافع خاں صاحب بہادر کے
خط سے بھی یہی اشارہ پایا گیا۔ اتنی تاکید پر آخر مجھے ترجمہ کی پر دلا بد نہ پڑی۔ اور
پچھلے نو سو صفحے میں انجیل اشاروں کی تعمیل سے آزادانہ وضع سے لکھے۔
لیکن پہلی اور پچھلی ترجمہ کی وضع میں بالکل غیر محسوس تبدیلی پائی جا چکی۔

میں نے کثرت سے اپنی طرف سے بھی نوٹ دیے ہیں کہ ناظرین کو کتاب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ قریب قریب تمامی تاریخی ناموں کا کافی پتہ دے دیا ہے۔ لیکن ایک کام جو مجھے پورا نہ ہو سکا وہ یہ تھا کہ یورپ کے جغرافیہ کے تمامی ناموں کی میں نے صراحت نہیں کی ہے تاہم جن کو ضروری خیال کیا ہے اُن کی صراحت کر دی ہے۔ تمامی ناموں پر خواہ وہ آدمیوں کے نام ہوں یا جگہ وغیرہ کے نام ہوں میں نے خطوط کھینچ دیے ہیں کہ پوری وضاحت ہو جائے۔ اپنی طرف سے نوٹ دینے میں مجھے بڑی محنت اور جستجو سے کام لینا پڑا ہے۔

شاہنشاہ نپولین کی اصلی تصویر میا کرنے میں بھی مجھے بڑی وقت پیش آئی۔ میں نے اخباروں میں بھی اشتہار دیے لیکن جو بیذہ یا بیذہ۔ انجام کار مجھے وہ تصویر مل گئی جو ضرور اصلی ہے۔

اب میں کتاب کے نفس مضمون پر چند سطور اس غرض سے اور لکھتا ہوں کہ اردو داں پبلک کو کتاب کے متعلق پہلے سے کچھ آگاہی ہو جائے اور وہ کتاب کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

اٹھارہویں صدی جب نصف سے زیادہ گزر چکی تو ممالک متحدہ امریکہ میں جواستو بادشاہ جارج ثالث فرمانروائے انگلستان کے زیر نگین تھا آزادی کے لئے عام بغاوت ہوئی اور جمہور امریکہ کی طرف سے بڑا سپہ سالار جنرل واشنگٹن انگریزی افواج کے مقابلہ میں صف آرا ہوا اور طویل جنگ کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ انگریزوں کو امریکا سے اپنا قبضہ اٹھا لینا پڑا اور امریکہ میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی اور جمہور کو مساوات کے ساتھ حقوق حاصل ہو گئے لیکن امریکا اور تاجداروں کے لئے جنہوں نے عام جمہور کے تمام دنیا میں حقوق غصب کر لئے تھے یہ امریکا کا واقعہ شگون بد ہوا۔ امریکا کی مثال کی یورپ میں جس ملک نے اقلید کی وہ فرانس تھا۔ یہاں اس وقت بوربون خاندان کا بادشاہ لوئی شانزدہم فرمانروا تھا۔ چنانچہ فرانس میں جمہور نے عام بغاوت کر دی جو تاریخ میں انقلاب عظیم کے نام سے مشہور

ہے اور جمہور نے غلبہ کر کے اپنے بادشاہ کو اپنی شانزدہم اور اس کی ملکہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اب فرانس میں وہ طوائف الملوکی برپا ہوئی کہ اس میں چین کا پتہ نہ رہا اور برون خاندان کے لوگ اور بڑے بڑے اراکے اور برون بادشاہ اور فریق شاہی کے حامی تھے ٹوٹ پھٹ گئے قتل کئے گئے اور بہت سے موقع پاکر تارکان وطن کی صورت سے فرانس کو چھوڑ کر دوسرے یورپ کے ممالک میں پناہ گیر ہوئے۔ اسی طوائف الملوکی کے سیوئی سے آخر جمہوری حکومت کی وضع قائم کی گئی اور پانچ ڈاکٹر اور مملکت کے سربراہ کا مقرہ ہوئے اور اراکین کی جو جمہور کے دکھلا رہے تھے ڈاکٹر کی مدد کو اور چند مجالس قائم کی گئیں۔ لیکن اس وضع حکومت کے دو بڑے دشمن تھے۔ ایک تو طوائف الملوکی کے برخلاف سرخندہ جو فرانس میں کسی قسم کا امن ہونا نہ چاہتے تھے اور دوسرا جلیج شدہ اور برون خاندان جس کی حمایت اور پشتی پر یورپ کے تمامی تاجدار تھے اور ان بادشاہوں کا اس طرفداری سے یہ مدعا تھا کہ فرانس کی جمہوری حکومت کو ضرر میٹ دینا اور برون خاندان کو فرانس کے تحت پر پھر بحال کر دینا اس لئے ضروری تھا کہ فرانس کی مثال کی پیروی میں ان کی خود رعایا بغاوت ذکر بیٹھیں اور جمہوری حکومت قائم کر کے ان تاجداروں کو قتل نہ کر دے۔

چنانچہ فرانس پر ان یورپ کے تاجداروں نے یورش کی اور وہ طوائف الملوکی کے حامیوں نے شیرخوار جمہوری حکومت کے قلع فتح کی تجویزیں کیں۔

لیکن مشیت اپنے انتظام میں مخفی مصروف تھی یعنی سولہ ۱۷۹۳ء میں نیولین و نابارٹ جو بعد کو نیولین عظیم ہوا پیدا ہو کر اب مدرسہ حرب میں تعلیم پا چکا تھا اور یہی حالات فرانس کے نازک ہو رہے تھے کہ فوج میں بغاوت مقرر ہوا اور اپنی ضد اولیاء سے وہ وہ کام انجام دئے کہ طوائف الملوکی کے رخساروں کی سرکوبی کر کے تو لوں میں کہ فرانس کے جنوبی ساحل پر ایک بند گاہ ہے انگریزوں کو ہزیمت دے کر نکال دیا اور بہت جلد اٹلی کی فرانسیسی افواج کا ڈاکٹر کی حکم سے سپہ سالار بنا دیا گیا۔ جہاں امنیاد کا سامنے نمایاں کر کے اسٹریا کی فوج کو ہزیمت دے کر اپنی مرضی کے موافق

صلحا سکھایا اور فتح و فیروز فرانس کے دارالحکومت پیرس کو واپس آیا۔ نپولین کی شہرت عالم گیر ہو گئی۔ پھر وہ ہم مصر میں مصروف ہوا اور وہاں سے واپس آکر اُس نے ڈائرکٹری کو توڑ دیا اور شکر گذار قوم نے اُس کو فرسٹ کانسل مقرر کر کے جملہ اختیارات دے دیئے۔ اس عہدہ پر پہنچ کر اُس نے متحدہ یورپ کو بڑی بڑی ہزیمتیں دیں اور پھر فرانسیسی قوم نے اُس کو تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل بنایا۔ اور اس کے بعد ایک زبان ہو کر تاج شاہنشاہی اُس کے سر پر رکھ دیا۔ فرانس کے اس عظیم الشان جمہور کے منتخب کئے ہوئے شاہنشاہ سے متحدہ یورپ نے سالہا سال سخت جنگ کی لیکن اُس کے سامنے کچھ پیش نہ چلی اور نپولین نے ایسی خوبی سے مدافعت کی کہ اُس کی حیرت انگیز فتوحات سے دنیا حیران ہو گئی آخر کار نپولین متحدہ بادشاہوں کے اجتماعی زور کے سامنے مغلوب ہوا اور سینٹ ہلینا میں جو بحر اعظم اٹلانٹک میں ایک چھوٹا سا سنگلاخ جزیرہ ہے قید کیا گیا اور وہیں ۱۸۲۱ء میں انتقال کیا۔

اس کتاب سے بہ صراحت معلوم ہو گا کہ معاملات ملکی کی یورپ میں اُس تمامی زمانہ میں کیا صورت تھی اور صرف ایک نپولین اعظم کو مغلوب کرنے میں تمامی تاجداران یورپ اور خصوصاً انگلستان کو کیا کیا تدبیریں اختیار کرنا پڑیں اور انجام کار انگلستان کا نپولین پر غالب آنا سرکار انگلستان کی بحری و بری قوت کا کیسا بین ثبوت ہے اور جبکہ اس سو برس میں گورنمنٹ انگلستان کے اقتدار میں سجدہ اصناف ہو چکا ہے کسی قسم کا اُس سے آنکھ ملانے کا خیال کرنا کمال تک اور کیسا خیال خام ہے۔

اس کتاب سے اخلاق - غم - خود داری - دور اندیشی - اپنی حکمران سرکار سے وفاداری - علم کی پروری - صداقت - کذب و دروغ سے نفرت - مصیبت میں ثابت قدم رہنے - اور جب الوطنی کے ایسے ایسے سبق ملتے ہیں کہ کہیں کسی ایک کتاب میں نہ ملینگے۔ اس کے ساتھ ہی کتاب ایسی دلچسپ اور صحیح تاریخی حالات کی خوشنما تصویر ہے کہ پڑھنے پر حال کھل جائیگا۔

ترجمہ میں انگریزی الفاظ کو حتی الوسع کم دخل دیا گیا ہے لیکن اس کے خلاف

جنرالیہ کے نام کو زیادہ تر اسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح اور جس تلفظ کے ساتھ موجودہ انگریزی جنرالیوں میں پائے جاتے ہیں لیکن بہت زیادہ مشہور مقامات میں اس کلیہ کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔

اصل بڑی غرض اس ترجمے سے یہ ہے کہ اردو خواں بیک اس سے ایک بڑا قیمتی اور مفید اخلاقی سبق حاصل کرے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک میں باقاعدہ حکومت کو نادران۔ طوائف الملوکی کے حامی۔ محض خود غرضی اور طمع نفسانی سے اُٹھا دیئے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہرگز ملک کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے اور ملک پر ایسی ہی مٹا کا طوفان برپا کرتے ہیں جیسا فرانس پر نازل ہوا۔ غرت۔ امن۔ ترقی ایسے ملک کو خیر باد کہتے ہیں۔ مصنف نے یہ ہولناک منظر دکھا کر ہکوا آگاہ کیا ہے کہ ترقی وہی ملک کر سکتا ہے جس میں امن و امان ہو جس پر باقاعدہ عادل بادشاہ حکمراں ہو مصنف نے یہ بھی دکھا دیا اور ثابت کر دیا ہے کہ فرانس باوجود اپنی ترقی کے ہرگز اس وقت جمہوری حکومت کرنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا اور اسے جمہور اپنولین کو اپنا شاہنشاہ بنایا جس کے بغیر فرانس کو چارہ کار ہی نہ تھا۔

اب میں حضور نواب وقار الملک ہادر کے ایک خط کا جو اسی ترجمہ کے متعلق ہے ذرا سا اقتباس مدوح کی اجازت سے کرتا ہوں۔ ”اللہ تعالیٰ اس کار خیر کی آکھو جزا دے۔ اس مضمون کی کتابوں کا کسی ملک اور قوم اور زبان میں شائع ہونا اُس ملک اور قوم اور زبان کے لئے عزت و افتخار کا موجب ہے۔ اُس سے اعلیٰ سن اخلاق کی تعلیم ہوتی ہے جس میں شجاعت۔ تحمل۔ فیاضی۔ استقلال۔ محنت۔ اور اپنے اور ہر دوسرے کو نافرمانی و غیرہ سب کچھ شامل ہو۔“

آخر میں میرا فرض ہے کہ جناب مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب ثرانی سکریٹری انجمن ترقی اردو اور میر ولایت حسین صاحب بی اے کا دلی شکریہ ادا کروں جنکی توجہ اور سعی سے یہ ترجمہ انجمن ترقی اردو میں مقبول ہوا۔

خالسہ۔ سید محمد معین الدین۔ ابن سید محمد صالح صاحب جم شامی پوری

فہرست مضامین

صفحہ ۱	-	-	-	-	-	تہذیب منجانب مترجم
صفحہ ۱	-	-	-	-	-	دیباچہ مصنف

فہرست ابواب جلد اول

باب	مضمون	صفحہ
۱	نیولین کا بچپن اور شباب	۷
۲	آغاز اقبال	۴۱
۳	اسٹریا کی افواج کو شکست دینا اور بلوے کا فوکرنا	۶۶
۴	اٹلی کی مہم - پڈیانٹ	۸۶
۵	اسٹریا کی فوج کا تعاقب	۱۱۴
۶	مانٹوا کا محاصرہ	۱۴۵
۷	مانٹوا کی فتح	۱۷۰
۸	وینس پر یورش	۲۰۴
۹	ملان کا دربار	۲۲۳

سلسلہ مخبرین قی اردو

پروین بوٹا

مصنفہ جوزلیف۔ ایس۔ سی۔ اینٹ

جلد اول

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہا پوری مترجم اورنگ آباد

نے
انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا

مطبع می علی گڑھ میں طبع ۱۹۰۸ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

نہولین کی تیاج اکثر اُسکے مخالفوں نے لکھی ہے۔ مگر یہ تذکرہ اُس شخص کے قلم سے لکھا جاتا ہے جو عشا ہنشاہ نہولین کی عزت کرتا ہے اور اُس سے الفت رکھتا ہے۔ مصنف نہولین کو حیرت آمیز تعریف کی نظر سے اسلئے دیکھتا ہے کہ وہ جنگ سے متفر تھا اور حتی الامکان اس خوفناک مصیبت کے ٹالنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور وہ اُس بادشاہت کے شایاں تھا جس پر گزرا قوم نے اُسے سرفراز کیا تھا۔ اور اسنے اپنے ملک کی بیہودی کو دیکھ کر وہ حیرت انگیز ہمت صرف کی جو انسان کو نصیب نہوئی ہوگی۔ وہ عیش و عشرت کی طرف متوجہ نہ کرتا تھا بلکہ نہایت خندہ پیشانی سے اُن تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتا تھا جسے ہر نوع انسان کی ہلائی اور سرسبزی میں ترقی ہوتی۔ وہ بڑا صاحب غیرت تھا۔ مذہب کی عزت اور حقوق ایمانیہ کی وقعت کرتا تھا۔ اور اُس نے بڑی علومیستی سے انسان کے

صفو

برابر حقوق کی حمایت کی۔ پچا چال چلن نپولین بونا پارٹ Napoleon Bonaparte کا یہ تھا اور ان صفحوں میں جو کچھ بیان ہو وہ اس دعوے کی راستی کے ثبوت میں ہے۔
 اُن اختلافات راے سے جو نپولین کی بابت پیش کئے گئے ہیں دنیا تنگ آگئی ہے مخالف مورخین نے اسپر فاصب ہونیکا دسبہ لگایا ہے مگر انکو یہ تسلیم ہے کہ رعایا کی راے نے اُسے تخت پر بٹھایا تھا۔ مونخ نے نپولین پر نیرودہ صدمہ کے مانند سفاک اور ظالم ہونیکا الزام لگایا ہے۔ پہرے ہی تسلیم کیا ہے کہ اُس کی قوم اُس سے اس درجہ محبت کرتی تھی جو بدرجہ پرستش تھی۔ نپولین کو یہ خون آشام دیو بھی کہتے ہیں جسے جنگ سے مزہ آتا تھا لیکن پہرے ہی مانتے ہیں کہ ہر لڑائی میں وہ فرانس کی حفاظت کے واسطے لڑتا تھا اور صلح کی التجا کیا کرتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہوس کی نہ بچنے والی پیاس نے دوسری قوموں کے حقوق کو اُس سے بیدریغ پامال کر لیا لیکن اسکے ساتھ ہی یہی تسلیم کیا جاتا ہے کہ اپنی مفتوح دشمنوں سے صلح میں جو نرمی اور فیاضی نپولین سے ظہور میں آتی تھی اُس سے سارا یورپ رنگ ہو ہو جاتا تھا۔ نپولین کو کہتے ہیں کہ انسانوں کے حق میں قصاب تھا جسے کسی کی مصیبت وادیت کی پروا نہ تھی اور جو اپنے سپاہیوں کو باروت کی خوراک سمجھتا تھا لیکن اُسی صفحہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ میدان جنگ میں خونریزی پر وہ روتا تھا اور جاں لبس سپاہیوں سے بڑی لفت سے ہاتھ ملاتا اور ان سپاہیوں کی محبت کا نپولین کے ساتھ جنہوں نے اپنی جانیں اُس پر نثار کیں وہ حال تھا جس کی نظیر دنیا میں نہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آخر کار فرانس کے باشندے نپولین سے تنگ آ گئے اور اُسے تخت سے اتار دیا مگر دوسرے ہی جملہ میں ہمیں خبر دیجاتی ہے کہ جیسے ہی متحدہ فوجوں کی سنگین فرانس سے غائب ہوئیں فرانسیسیوں نے منظر یکدلی سے نپولین کو جلا وطنی سے واپس بلا لیا اور اتحاد باہمی کی وہ حالت تھی کہ نپولین نے سارا فرانس طے کیا اور خون کا ایک قطرہ نہ بہا وہ پیرس میں آیا اور تخت پر بیٹھا۔ یہ بھی تصدیق کیا جاتا ہے کہ نپولین سے پروق ہو کر فرانسیسیوں نے اُسے دوبارہ نکال دیا۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی تجزیہ ہے کہ خاص انہیں فرانسیسیوں نے نپولین کی عزیز لعل کو اُس کے قاتلوں سے طلب کیا اور قومی ہمدردی سے اُس لعل کو لیا اور ناف شہر میں زمین کو سوئپ کر لیا عا لیا

مقبورہ اس پر تعمیر کیا کہ دوسرے آدمی کی قبر پر شاید ہی ہو۔ پس نپولین ایسا نپولین ہے جس کی تاریخ اسکے دشمنوں نے لکھی ہے۔

ناظرین شاہنشاہ نپولین کی بابت جو رائے قائم کریں گے وہ حسبِ میلِ تین سوالوں کے جوابوں پر منحصر ہوگی۔

اول۔ کیا نپولین نے فرانس کی بادشاہت کو تعصب کیا؟
دویم۔ کیا اعلیٰ اختیارات حاصل ہو جانے پر وہ ظالم ہو گیا اور ان اختیارات کو وہ خود غرضانہ بہبودی میں کام میں لایا؟

سوم۔ کیا ان رائیوں کو جن میں وہ ہمیشہ مصروف رہا اسکے گھمنڈ نے چھپا رہا تھا؟
یہی سوال میں جو طے ہونا چاہئے لیکن ان معاملات پر تحریر ہی شہادتِ اسقدر زبردست موجود ہے کہ اندھے سے اندھا تعصب صداقت کا مقابلہ کر نہیں پایوسی سے ناکام رہے گا۔ اسکا سبب صاف ہے کہ نپولین کے چال چلن کی بابت اسقدر بد باطنی سے کیوں کام لیا گیا ہے۔ نپولین قدیم حقوقِ امارت کا مخالف تھا لہذا انگریزی حکومت اُمرائے اسکے قلع قمع کا مستقل ارادہ کر لیا اور یہ منشا حاصل کر نیکے لئے یورپ کو ایک رچ صدی کے قریب خونریزی اور مصائب کے طوفان میں ڈال کر یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ تمام دنیا میں اور خصوصاً انگریزی قوم کے سامنے جسکا رزمہ کی رائیوں کی بدولت محصور لوگوں نے پہلا حال کر دیا تھا ثابت کیا جاوے کہ نپولین ظالم ہے اور دنیا کی آزادی کو دھکی دے رہا ہے اور میٹ ویسے جانے کے قابل ہے۔

صفحہ ۲

جلالہ بادشاہانِ یورپ کو جنہوں نے باہم الیکا کر لیا تھا اور جو اس جہانِ ناحق میں شریک تھے اپنے دشمن کو دنیا کی لعنت کا مورد کرانے میں یکساں لطف تھا جتنی کہ پہلے تھا چھپا گیا ہوا یورپوں نے۔ *Bismarck* خاندانِ جو فرانس کے تخت پر متحدہ بادشاہوں کی

۱۔ یورپوں قدیم خاندان جس میں بادشاہانِ فرانس تھے اسی خاندان کو رعایا سے فرانس نے بغاوت کر کے تخت سے علیحدہ کر دیا تھا اور بادشاہ کو قتل کر دیا تھا اسی خاندان کو تمام یورپ کے بادشاہوں نے الیکا کر کے تختِ فرانس پر دوبارہ بٹھایا تھا۔ مترجم۔

سنگینوں کے صرف سہارہ سے قائم رہتا رہایا کے حامی بادشاہ پتولین کے موافق بلند ہونے والی
صد اکو بند کرتا تھا اور اسکے نام پر لغزین بھیجنے والے کو خوشنودی مزاج دولت و عزت کا
الغام دیتا تھا۔ اس طرح یورپ کی بادشاہتوں کا انوکھا تماشا ہمارے سامنے ہے جو
ایک تنہا شخص کو اور وہ بھی کیسا جو امکان جو اب ہی سے محروم ہو بدنام کرنے میں ایسا
گہرا لطف کتنی نہیں۔ یقیناً مجھے توقع نہیں ہو سکتی کہ شاہنشاہ پتولین کی طرف ذاری میں
اس طرح بولوں اور نہایت ہی تندہیوں کا خود نشانہ بن جاؤں۔ لیکن چونکہ مجھے اپنی رائے اڑانے
سے ظاہر کرنے کے استحقاق کا دعویٰ ہے پس نہایت خوشی سے یہی حق میں دوسروں کو
عطا کرتا ہوں۔ اس میں بھی تو ایک نوع کی خوشی ہو کر تھی ہے کہ کوئی ایسے شخص کے
ساتھ جس پر ناحق حملے ہو رہے ہوں لامت اُٹھا نہیں شریک ہو جائے۔

اگر میری یہ کتاب اسباب صلح کا ایک قوی وکیل ثابت ہوئی تو میری بڑی باپوسی
کا سبب ہو گا۔ اس لئے کہ جنگ کو فعل اجتماع ثابت کرنے کے لئے جرائم اور ان خوفناک
لڑائیوں کی مصائب کی تفصیل سے جو متحدہ طاقتوں نے فرانس کی خود مختاری کو مقابلہ میں لڑیں
بڑے بڑے موثر دلیل لانا غیر ممکن ہے۔ ان لڑائیوں میں جو جو قومیں شریک تھیں سب پر یکساں
آفت رہی۔ میدان جنگ میں شمار سے خارج آدمی ہر طرح چھل کر اور اذیت جھیل کر مرے
لکھو لکھو گروں میں صدائے وادیا اور بیوہ اور یتیموں کی آہ و فریاد کا وہ شور و شین تھا کہ
میرنگو *Marrigou* اور ڈارل *Darl* کے پوچھناؤں کی گرج مارتی۔ تمام
یورپ غلغلہ مچ گیا تھا۔ بیدار فوجیں برباد کر نیا لے ہو تو کئی طرح دامن کوہ اور سبز میدانوں سے
کاشتکاروں کی فصلیں پامال کرتی۔ شہر و نگر اڑا تے۔ دیہات کو جلائی کوچوں اور سنگ و پتھر جہاں باشندوں
کی کثرت سے تیل و ہارنے کا ٹھکانا ہوتا اور تقاضا خانوں اور دیہاتوں پر جہاں مرد و عورتیں
بچے خوف سے پوشیدہ ہوتے ہیں کے گولے اور گولیاں برساتی آندہ ہی سنی کل جاتی تھیں۔
جنگ بربادی کا علم ہے۔ لاکھوں تو قطعی بیکار بننے کے ہو گئے تھے۔ ہر قوم اپنی
باری میں اہل و عکوف ہو گئی تھی۔ انگلستان اس بکیرے کی روح اور ان لڑائیوں کا بیدار و متوجہ

۱۱۔ میرنگو اٹلی میں ایک مقام پر جہاں پتولین فرانس کی فوج کو بڑی شکست دی تھی۔ اس کا مفصل حال آگے دیکھا جائے گا۔
۱۲۔ مترجم۔

دینے والا اپنے جہازوں کی وجہ سے اور اپنے جزیرہ کی بود و باش کی بدولت بے کمٹکہ دوسری قوموں کو بے مینڈر شوتیں دے دے کر فرانس پر پچھے سے حملے کرنا رہا اور اس طرح شاہنشاہِ نیپولین کی فوج کو اپنے ساحل سے جدارِ کُنسے پر کامیاب ہوتا رہا۔ پس انگلستان کی مزا کی گڑھی ملتی رہی۔ لیکن مکافات کا دن قریب ہے۔ انگلستان نو ارب روپیہ کے قرضہ کے بوجھ سے دبا ہوا کراہ رہا ہے جسکا بار انگلستان والوں کو پیسے ڈالتا ہے اور یہ بار دن بدن غیر قابلِ برداشت ہوتا جا رہا ہے۔

اس کتاب کی بندش بہت آسان ہے۔ اسمیں نیپولین کی کارروائیوں کا سلیس بیان ہے اور ان بیانات کی جو اس نے اپنی کارروائیوں کی بابت کئے ہیں تصریح ہے اور اسمیں قطعاً یا پُرسبوت کو پہنچے ہوئے واقعات اور مقولے جنہے اُسکے چال چلن کی تصویر کھینچتی ہے لکھے گئے ہیں مجھے یقین ہے کہ ہر واقعہ جو اس کتاب میں درج ہے یا ہر اسے جو نیپولین سے منسوب کی گئی ہے خوب مصدقہ ہے۔ مجھے کسی پورے ثابت واقعہ یا رائے کا جس سے نیپولین کے چال چلن پر دوسری طرح کا پرتو پڑے اور وہ قلم انداز کیا گیا ہو علم نہیں ہے مجھے تاریخ نگار مخصوص طور سے سترہ مضامین کا الزام عائد ہوتا ہے کیونکہ میں صرف وہی مناظر اور واقعات تحریر کر سکتا ہوں جنکی کاغذات سرکاری یا دوسرے کی تحریروں سے خوشہ چینی کی گئی ہے۔ پس یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہی واقعات جو لایق سے لایق مورخ لکھ گئے ہوں لکھ جاویں اور مضامین لڑ جائیں۔

میری یہ کوشش ہے کہ اس ری کتاب میں میں ایک سطر ہی ایسی نہ لکوں کہ مرتلے وقت اُسکے متادینے کو میرا جی چاہے۔ اسلئے کہ اُس پر عجب لحو میں مجھے اس خیال سے کرینے سب سے بڑے اور فضل شخصوں میں سے ایک شخص کو طعن و بہتانِ ناحق سے بچانے کی حتی الوسع کوشش کی ہو تھی تسلی ہوگی۔ فقط

جوزیف ایس۔ سی۔ ایڈیٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول نپولین کا بچپن اور شباب

*

جزیرہ کورسیکا۔ چارلس بوناپارٹ۔ خاندانی مکان۔ نپولین کی ولادت۔ اسکے باپ کا انتقال۔
نپولین کا والدہ کے اثر کے متعلق اندازہ۔ دیہی قیامگاہ۔ نپولین کا گویا۔ نپولین کا مزاج۔ اسکی
ماں کا رتبہ۔ اسکی ماں کے عادات و صفات۔ لطیفہ۔ کونٹ ماربو۔ جیا کوئی نے ٹانامی لڑکی۔
برین کے حربی مدرس میں داخل ہونا۔ بچپن ہی میں جمہوری اصول اختیار کرنا۔ کتب بینی کا شوق
ناول خوانی سے نفرت۔ مذہبی تعلیم۔ برف کا قلعہ۔ نازان جنرل۔ پاؤلی اور نپولین کی دوستی۔ خوشحالی کا
مدرس۔ گوشہ نشینی۔ فوج میں ترقی۔ میڈمو اے سیل کو لم بیر۔ میڈمو کی لیڈی کی سہروردی
اور اسکا معاوضہ۔ جمہوری خیالات کا اعلان۔ لطیفہ۔ سخت پریشانی۔ انشیورنیکار کے مکان
پر حملہ۔ بکسب اٹن کو نپولین کا جواب دینا۔ جواب کا اثر۔ کورسیکا کو جانا۔ سمندر میں سیر کرنا۔

فرانس کے ساحل سے قریب سومیل کے فاصلہ پر وسط بحر و مہلہ۔
میں جزیرہ کورسیکا۔ حصص معاپنے دشت خیر فارول اور ناہموار پہاڑوں کے عجیب
شان سے ابراہوا ہے۔ پہلے تو یہ جزیرہ اٹلی سے ایک ماتحت صوبہ تھا اور اپنی زبان

عاوات اور رسوم میں مثل اٹلی کے تباہ کن ۱۷۹۳ء میں فرانسیسی فوج نے اس پر حملہ کیا اور کئی سنگین لڑائیوں کے بعد کورسیکا کے باشندے طاقت غالب سے مغلوب ہو گئے اور کورسیکا سلطنت بوربون *Borbon* سے ملحق ہو گیا۔

اس یورش کے زمانہ میں ایک اٹلی نژاد جوان وکیل چارلس بوناپارٹ *Charles Bonaparte* نامی اس جزیرہ میں رہتا تھا خدانے اسے وجاہت اور بڑی قوت و عطا فرمائی تھی۔ اس کا خاندان ایک مشہور و معروف خاندان تھا۔ لیکن اس عالی شان خاندان کی دولت ثروت رخصت ہو گئی تھی اور اسے خاندانی شخص کو جسکی نسب کا پتہ نہاٹے اور ایک کی شفقت تک لگ سکتا ہے یہ خوش نصیبی کی ضرورت آپڑی تھی کہ اپنی معاش اپنے زور و مالغ کی مدد سے حاصل کرے۔ اُس نے کورسیکا کی ایک نہایت خوبصورت اور لائق سوگند لڑکی سے شادی کی۔ اس کا نام لیٹیشیا ریمولائی *Letitia Ramolini* تھا۔

انکے تیرہ اولاد میں ہوئیں جن میں سے آٹھ بچے کم سن بلوغت تک پہنچیں۔ ان سب بچوں کا باپ چونکہ ایک کامیاب وکیل تھا کافی فراغت سے انکی کفالت کرتا۔ اپنی عالی نسب کی بدولت اسے جماعت میں ایک اعلیٰ رتبہ حاصل تھا اور اپنے زور و مالغ کی وجہ سے جو اپنے مجال میں ہمیشہ قوی تھا اس کا لوگوں پر بڑا اثر تھا۔

جزیرہ کورسیکا کے خاص شہر اجیٹیو *Ajaccio* میں یہ کنڈہ ایک اچھی سنگین عمارت میں رہتا تھا اور اس شہر کے مکان سے چند میل کے فاصلہ پر انکی ایک نہایت فرحت افزا آب و ہوا میں قیام گاہ بھی تھی۔ موسم گرما میں یہ وہی قیام گاہ بچوں کا بڑا دلچسپ رہنہ رہتی تھی۔ جب فرانسیسیوں نے کورسیکا پر حملہ کیا تو چارلس بوناپارٹ نے جو ابھی ایک نوجوان مرد تھا اور شادی کو بھی چند ہی سال ہوئے تھے وکالت کے پرمین پیشہ کو چھوڑ کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور جنرل پاولی *Paulo* کے جنڈیکی ہمراہی میں حملہ آور و ناکام مقابلہ کیا۔ اس وقت اسکی بیوی لیٹیشیا کے صرف ایک بیٹا جو زخمی تھا لیکن دوسرے کی جلد امید تھی۔ باہمی خاموشیاں اس چھوٹے جزیرہ کو برباد کئے ڈالتی تھیں۔ پاولی اور دیگر مجاہدین وطن شکست پر شکست کھاتے اور اپنے فاتحوں کے سامنے سے ہلتے ہوئے پہاڑی گڑھوں میں پناہ گزین ہوئے۔ لیٹیشیا اپنے شوہر کی سمت کی شریک

رہی اور باوجود اپنی ایسی نازک حالت کے وہ ان خطرناک اور اماندہ کرنیوالی کمات میں گہڑی کی پشت پر اپنے شوہر کے ہمراہ رہی۔ یہ لڑائی جلد ختم ہو گئی اور سیکا فرانس کا صوبہ بن گیا اور اٹلی والے جو اس جزیرہ میں رہتے تھے بوربون سلطنت کے بیدل رعایا ہوئے چونکہ لیٹیشیا کو اپنے بچہ پیدا ہونیکا خطرہ تھا۔ لہذا سنہ ۱۵- اگست ۱۷۹۹ء کو اپنے اجیشیو والے مکان میں پناہ لی تھی اس دن صبح کو وہ گر جا گئی اور نماز کی حالت میں وہ فوراً مکان والیں آنے کو مجبور ہوئی اور ایک سہری چہرہ ایک پُرانا قالین کے ڈیلٹ کے سوراخوں اور لڑائیوں کی اس تصویر میں بنی تھیں۔ پڑا تالیٹ گئی اور اس کے نیولین بونا پارٹ پیدا ہوا اگر وہ ماہ قبل نیولین دنیا کی روشنی میں آنکھیں کھولتا تو اٹلی میں ہوتا نہ کہ فرانسیسی اس کے کہ آٹھ ہی ہفتے ہوئے تھے کہ یہ جزیرہ سلطنت بوربون سے ملحق ہوا تھا۔

اس رشک کے تولد کے بعد جسکی شہرت کی بعد کو چار دانگ عالم میں وہ ہم محکم کی اسکا باپ بہت برسوں زندہ رہا۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے حیرت انگیز قومی کی تعریف کرتا تھا اور جانکنی کی بیہوشی میں وہ نیولین کو اپنی امداد کے واسطے لکارتا تھا۔ میڈیم بونا پارٹ *Madame Bonaparte* اس حادثہ سے بیوہ ہو گئی اور آٹھ بچے جو بیوہ نیولین *Napoleon* کیوشن *Lucien* ٹولی *Louis* جیروم *Jerome* ایلیزا *Elega* پالین *Pauline* اور کیرولین *Caroline* ساتھ رہے اسکا ذریعہ معاش محدود تھا۔ لیکن اس کی وہی یاقیتیں اس ہامی ذمہ داری کے ہم پڑتیں جواب اس کے پلے آپڑی تھی۔ یہ سب بچے اپنی ماں کے برتر چال چلن کی قدر کرتے تھے اور بے عذر اس کے دباؤ کو پورا پورا مانتے تھے۔ نیولین ہانخصوص اپنی مانکا بڑا ادب کرتا تھا وہ بار بار کہتا تھا کہ یہ ہماری ماں ہی کی جسمانی و ماعی اور اخلاقی تعلیم کی برکت تھی جو ہم ان مراتب جلیلہ پر پہنچے۔ ان شکر گذاریوں کا اس کے قلب پر ایسا اثر تھا کہ وہ اکثر کہتا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ بچہ کا اچھا یا بُرا نشان ماں ہی پر منحصر ہے۔ جب نیولین کو عروج ہوا تو اسکا پہلا فعل یہی تھا کہ اس نے اپنی ماں کے لئے وہ وہ سامان

ملے بوربون قدیم خاندان شاہی جو خزانہ چمکرا رہا ہے اٹارہویں صدی کے آخر اسی خاندان کے بادشاہ ٹولی شازدہ کو قوم فرانسیسی نے بلوہ کر کے قتل کیا اور جمہوری سلطنت قائم کی ۱۲ مترجم۔

آسایش و آرام ہم پہنچاے جو دولت سے مہیا ہو سکتے ہیں۔ جب پولین فرانس کا حاکم ہوا تو اس نے بڑی سرگرمی سے فوراً تعلیم نسواں کے مدارس یہ کھلے کہ اپنے نئے جنم کے لئے فرانس کو اتنی کسی چیز کی حاجت نہیں جتنی لائق ماؤں کی۔

میدیم بوناپارٹ اپنے شوہر کے انتقال پر معہ اپنے بچوں کے دیہی مکان میں جا رہی یہ مکان ایک سب سے علیحدہ قیام گاہ تھا جہاں کو سایہ دار بلند درختوں سے چھائی ہوئی روشنی کے ذریعہ سے، جسکے کنارہ کنارہ پولدار پودے لگے تھے راستہ گیا تھا ایک سبزہ کا قطعہ مکان کے سامنے تھا جہاں خوب دھوپ آتی تھی۔ یہاں یہ لڑکے اس سے بچہ کہ انکی تقدیر میں کیسے کیسے بتے لکھتے ہیں بڑی اُمنگ سے اپنے طفلانہ کھیل کھیلنے جایا کرتے اور تیلوں کے پیچھے دوڑتے اور پانی کے گڑھوں میں ننگے پاؤں کھیلتے اور اپنی ناسمجھی کی کھیلوں میں اپنے وفادار کتے کی پیٹھ پر سواری لیتے اور یہ خبر نہ تھی کہ انکی قسمتوں میں بادِ تاج شاہی سے دروسر ہی لکھا ہوا ہے۔ سچ ہے اس کے ہمید وہی جانتا ہے عورت کا مقام ہے کہ اوپر تو نورانی بحروم کے جزیرہ کو رسید کیا میں وہ ایک پولین کی پرورش کر رہا تھا اور ادھر ویسٹ اینڈیز میں کالے کوسوں ناریل کے جھنڈوں اور نارنگی کے درختوں کے سایہ تلے منطقہ محرقہ میں سین وولر باجور لیفائین ~~میں~~ کے قالب کو سانچہ میں ڈال کر اُس کی الفت کو شرف بخش رہا تھا۔ یہ بات ایک ایسی رہنمائی سے جس کی پولین یا جوزیفائین کو جستجو نہ تھی واقع ہوئی کہ یہ دونوں اپنے گمنام وطنوں سے جن میں بعد المشرقین تھا دارالسلطنت فرانس میں پہنچے اور وہاں اپنے متحدہ ہمتوں سے جو انہیں تنہائی کے مطالعوں اور عمیق خوض کی بدولت حاصل ہوئی تھیں ایسا متکبر تخت حاصل کیا کہ چشمِ فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یعنی یہ وہ تخت تھا جس کی شان و شوکت نے اُس سب کو جو بروم۔ فارس اور مصر کی بابت لکھا گیا ہے ماند کر دیا۔

یہ کورسیکا کی اجڑی ہوئی تفریح گاہ جہاں پولیس نے اپنی نگین کا زمانہ صرف کیا ہونہ موجود ہے اور مضطرب ستیا ج جب اُس سبزہ پر جہاں یہ سب بچے کھیلتے ہیں پہنچا ہے اور مکان کے پیچھے اُس باغچے میں جو ان بچوں کو اپنی چوٹی چوٹی کھوپوں اور سیچوں سے

محنت کر نیکو لبھا تا مہتا جاتا ہے اور اُن جھاڑیوں میں جو اب جنگلی ہیں اور جہاں ان نامتھام بادشاہوں اور شہزادیوں کی کلکارین کبھی سنی جاتی تھیں کشتی سے پرتا ہے تو ایک اُداس سوچ میں گم ہو جاتا ہے مگر اب موت نے اُنکی آواز دنگو چپ کر دیا ہے۔ لیکن ہں تماشا گاہ عالم میں ان چھوٹے چھوٹے بونا پارٹیوں نے مد سے لحد تک جو جو پارٹ کو دیا پروا قعات نامک صفحات کتب میں نا پدید ہے۔

جزیرہ کورسیکا میں ایک سُنسان کنارے پر ایک چٹان واقع ہے جو تھما سنگلاخ اور ناہموار ہے اسکی دراڑوں میں سے ایک غار کی وضع کی درار ہے۔ جسے اب بھی نیپولین کی گویا کتے ہیں۔ اس تنہا پہاڑی پر یہ پُر خیال و پُر فکر لڑکا اسوقت میں جبکہ وہ بالکل بچہ تھا بڑے ذوق سے چلا جاتا اور جبکہ اُسکے بائی بہن باہم یا بچہ یا سبزہ پر کھیلتے اور اپنے شور سے آسمان سر پڑا تے ہوتے نیپولین خندانے علیحدہ ہو کر اس عزیز جگہ پناہ میں چلا جاتا اور یہاں کتاب ہاتھ میں لئے گرمی کی لمبی لمبی دو پہریوں میں دھوک لگاے وسیع بحر روم اور آسمان کو جو اُسپر چمکا ہوا تھا گنٹوں بغور دیکھا کرتا۔ اس حیرت افزا طبیعت میں جو جو فکریں اسوقت پیدا ہوتی تھیں انہیں بھلا کوئی کیا جان سکتا ہے نیپولین کو خندہ پیشانی لڑکا انہیں کہہ سکتے۔ وہ خلوت پسند اور چپ واقع ہوا تھا۔ چہ اُداس اُداس مگر طبیعت سے آتش مزاج اور چلبلا بچہ تھا۔ جلسہ داری لہو و لعب کا اُسے شوق نہ تھا۔ اُسین جلی بٹاشی۔ چھپو را پن اور بے تکلفی نہ تھی اُسکے بائی بہن اُسکے شائق نہ تھے اگرچہ اُس کی برتری کو تسلیم کرتے تھے۔ اسوقت میں ان بچوں کے ایک چچا نے کہا ہے کہ ”جو رلیف تو ان سب میں ہوا ہے لیکن نیپولین سب کا سردار ہے“ نیپولین ایسا تندہمت صاف چال چلن کا لڑکا تھا کہ ہکا بڑا بھائی جو رت جو ایک سلیم لمسار بے تحجر لڑکا تھا اُس سے ہمیشہ دبا رہتا تھا۔ یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ نیپولین کو کچا ہے جتنی سخت سزا کیوں نہ دی جاتی مگر وہ کبھی نہ دبتا اور ایسا ہٹ مضبوط لڑکا تھا کہ گڑھی سے گڑھی سزا پر ہی اُسکا آنسو نہ گرتا۔ ایک مرتبہ کسی دو سر سے لڑکے نے تو قصور کیا تھا مگر وہ نیپولین پر لگایا گیا اُس نے نہایت سکوت سے سزا اور ذلت کو برداشت کیا اور تین دن تک نہا مچ خراب کما نا جو اُسے دیا گیا اُس نے کیا مگر یہ نہ کیا کہ بھلا اپنے ساتھی

کا نام بتلا تو دیتا۔ فیصل پولین کا اصل ترکب کی خاص دوستی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اپنی مادر زاد تکبر اور مضبوطی ہمت کی وجہ سے تھا۔ چونکہ وہ تیز مزاج تھا بڑی آسانی سے عیط و غضب میں کھتا مگر یہ عرصہ فوسا ہی اتر ہی جاتا۔ اُسکے مزاج میں ظلم کے میلان نہ تھے اور کوئی عداوت کا عرصہ اُسے بہت عرصہ تک مغلوب نہ کئے رہتا۔

کورسیکا میں اب بھی ایک دھچپ یادگار موجود ہے یہ ایک چھوٹی سی برنجی توپ ہے جسکا وزن کوئی پندرہ سیر کا ہوگا اور پولین کو لڑکپن کا یہ عزیز کلمو نام تھا اس توپ کے دنا کے اُسکے ننھے کانوں کو پہلے معلوم ہوتے اور اپنی فرضی لڑائی میں اُسکو معلوم ہوتا کہ اُسکی زبردست توپ کے فیروں سے پرے کے پرے کچھ گئے ہیں۔ پولین اپنے باپ کا چیتا بیٹا تھا وہ اکثر اُسکے زانو پر بیٹھا اور پرتھم انکھوں دھڑکتے دل اور گرمی ماسوں سے اُن خونریز لڑائیوں کا حال سنتا جن میں کورسیکا کے مجھان وطن فاتح فرانسسیدو نے مغلوب ہوئے تھے۔ پولین فرانسسیدو سے نفرت کرتا اور وہ ان لڑائیوں کو پہر سے قہری لڑتا اور گریپ کے فیروں سے اپنے صفت آسا دشمنوں کو اڑاتے اور مفور اعدا کو سید سے ہلگتے اور جاں بلب اور کشتوں سے زمین کو پٹا دیکھنے سے حیاں ہی خیال میں کیسا شاد ماں ہوتا۔ اُسے اپنے گیند تلے اور گنڈل کو دوسروں کے واسطے چوڑا اور ان جنگی کسلیوں میں اُسے حد درجے کی مسرت پائی۔

اُسے اپنی ماں کی زبانی اُسکی مصیبتوں اور تکلیفوں کی داستان سننے کا جبکہ وہ اپنے شوہر کے ہمراہ تنگست خوردہ کورسیکا والوں کے ساتھ اپنے فاتح دشمنوں کے سامنے سے گاؤں گاؤں اور گدہ ہی گدہ ہی ہاگتی پہری تھی شوق تھا۔ غالباً اُنکو اُس جو شجہ جنگ کی جو اپنے بیٹے کے دل میں وہ اسطرح پہنکتی تھی کچھ خبر نہ تھی لیکن چونکہ وہ خود اعلیٰ دماغی عطیات سے سرفراز تھی وہ اُس حیرت انگیز مادہ سے جو اس خاموش پر فکر اور متین سامع کو نبٹا گیا تھا لاعلم نہ تھی پولین کے چال چلن میں میلان نشاط و طرب نہ تھے۔ نہ چمن نہ شباب میں وہی لکھنوی

یاد اہی اسراف کی طرف طبیعت رجوع تھی۔ پولین نے سینٹ ہیلینا میں کہا کہ میری ماں مجھے اتنی محبت کرتی ہے کہ میری خاطر اپنے لباس کا ایک ایک عدد پاؤں کچھ سکے پاس ہے سب فروخت کر ڈالے گی۔ جب پولین سینٹ ہیلینا میں مرا ہے تو اُسکے ایک سال بعد

بمقام بارسلیس ملازمین اس مشہور معروف خاتون نے انتقال کیا۔ اس وقت اسکے سات بیٹے بیٹیاں حیات تھے اور ہر ایک کے لئے ۹۰-۹۰ لاکھ روپیہ کے قریب ترکہ میں چھوڑ گئی اور اپنے بھائی کارڈینل فیش
اور سنگ تراشیوں کی زمینت سے آراستہ تھا جو یورپ میں میسر آسکتی تھیں۔ اس خاتون کی تکمیلت و عالی و نامی ذیل کی حکایت سے معلوم ہوتی ہے۔

پولین کو انخوانی خلعت شاہی زیب برکے بہت دن نمونے تھے کہ سینٹ کلاؤڈ
Cloud کے باغ میں اُس سے اُس کی ماں ملی پولین کے جلو میں
اس وقت اراکین دربار ہی تھے۔ پولین نے ہنسی سے اپنا ہاتھ مانگے سامنے کیا کہ تو
دے۔ اسپرماں نے بدلہ میں اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا ”بیٹا یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ فرض تھا رہا
ہے کہ تم اُسکا ہاتھ چومو جسکے پیٹ سے تم پیدا ہوے ہو۔“

پولین کہتا ہے کہ بے رہنما اور بے سہارہ ہو جائیے اہتمام خانہ داری میری نان
اپڑا لیکن یہ کام اُس کی طاقت سے بالا نہ تھا۔ اُس نے ہر شے کا اہتمام کیا اور اس پیشانی
سے ہر چیز میتا کی کہ کسی عورت سے ایسی عمر میں جسکی توقع نہیں ہو سکتی۔ ہاے کیا
ماں تھی اسکا ثانی ہم دوسرے کہاں پائیں وہ منظر نشی سے ہماری نگرانی کرتی تھی۔
ہر ایک دوں ہمتی اور بے فیض محبت سے ہمیں طور اگر باز رکھتی اور اُسے ناپسند کرتی۔
ہماری خورد و سال طبیعتوں میں وہی بات جھننے دیتی جو عالی اور عالیشان ہوتی۔ جوٹ
سے اُسے سخت نفرت تھی اور نافرمانی پر وہ کبھی درگزر نہ کرتی۔ ہماری کوئی تقصیر نظر انداز
نہ کرتی۔ نقصان و رماندگی اور کسی چیز کے نمونے سے اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوتا وہ سب
برداشت کرتی اور اسکا بڑی دلیری سے مقابلہ کرتی۔ آہیں مردانہ ہمت تھی جس میں
عورتوں کی تراکت اور نرمی شامل تھی۔“

ان بچوں کا ایک ناکہ خدا چچا اس دیہی قیام گاہ کا جہاں یہ خاندان رہتا تھا مالک
تھا۔ یہ امیر تو بہت تھا لیکن ساتھ ہی اسکے پرلے سرے کا کفایت شعار بھی تھا۔ ان
چھوٹے بونا پارٹیوں کو ضروریات زندگی کا تو بہت کچھ لطف حاصل تھا لیکن ان بہت سے

بہلا دے کی چر زخمی خریداری کو جس کو بچوں کا بی چاہا کرتا ہے پیسہ ملتا۔ جب کبھی یہ بچے جرت کر کے اپنے اس چچا سے پیسہ مانگتے تو وہ ہمیشہ یہی کہتا کہ ”ہیں نہیں“ اور ان بچوں کو ٹھیک دلاتا کہ اگر چہ میرے پاس آراضیات انگورستان بڑو گو سفند کبوتر و مرغ وغیرہ ہیں لیکن روپیہ نہیں ہے۔ آخر کار ان بچوں نے ایک مرتبہ ڈبلونوں *Doubleloon* کی بری ہوئی تیلی ایک الماری میں دھری دیکھ لی اور باہم صلاح کر کے پالاہین کی مدد سے جوابی اتنی چھوٹی تھی کہ اپنے حصہ تقصیر کو جو اس فخل میں اسکا تا نہیں سمجھ سکتی تھی وہ تیلی جبکہ چچا ایک موقع پر پیسہ نو نوکا عذر کر رہے تھے الماری سے گسٹوالی اور تمام سکے زمین پر رٹا کھنے لگے بچوں نے تو فتنہ لگایا اور چچا کا مارے نصے کے دم رگ گیا اس وقت میٹیم بونا پارٹ اگئی جسکے دیکھتے ہی بچوں کے جو اس اڑ گئے۔ اُسے اس حرکت پر ان سب کو بہت سخت دسست کما اور حکم دیا کہ ابھی ڈبلون کو زمین سے چٹکر جمع کرو۔

چونکہ جزیرہ کورسیکا فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا گیا تھا اسلئے فرانسیسی بادشاہت کی طرف سے کاؤنٹ ماربو *Count Marboeuf* کو رسیکا کا گورنر مقرر ہوا۔ میٹیم بونا پارٹ تو بلا کی حسین اور لائق تھی ماربو کی توجہ اُس پر مبذول ہوئی۔ یہ دونو امیرانہ لیکن چوٹے جلسوں میں جو اس جزیرہ میں بہم ہو سکتے ملا کرتے تھے ماربو *Marboeuf* کو بہت لطف خاطر کرنے لگا۔ اس لڑکے کی متانت اور پُر فکر و پر خیال وضع اور سنجیدہ گفتار نے جو اس خور دسالی میں پائی جاتی تھیں گورنر کو بہت کچھ اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اپنے پیشین گوئی کی کہ پولین اپنے لئے معمولی سے زیادہ پر شوکت زندگی میں اپنا دستہ پیدا کر لگا۔

پانچ چہ ہی برس کی عمر میں پولین مدرسہ بھیجا گیا مدرسہ میں اور بہت سے نچے تھے یہاں ایک حسین چھوٹی سی لڑکی نے پولین کا دل چپین لیا۔ یہ پولین کا پہلا عشق تھا اس کی اندھی دہندی طبیعت کو اس نے جذبہ نے اپنی طرف کی قلم کینچ لیا۔ پولین نے

۲۲ شنگ کی قیمت کا اس کا پوٹو بلوں بلانی سکھوتا ہے۔ مترجم

اپنی محبوبہ کے دل میں بھی ویسا ہی گرم شعلہ محبت پہونکدیا جیسا کہ خود اُسکے سینہ میں بڑکا ہوا تھا۔ وہ جیسا کومی نیٹا *Communion* کا ہاتھ پکڑے اسکول آتا اور اسی طرح ہاتھ میں ہاتھ لے اسکول سجاتا۔ اس لڑکی سے باتیں کرنے اور اُسکا جی بہلانے کی خاطر اُسنے تمام کھیل اور دوسرے لڑکوں سے دوستی چھوڑ دی۔ زیادہ عمر کے لڑکے ان دونوں کے اظہار محبت پر بڑا مذاق اور اُتاتے۔ انکے اس مذاق سے پولین کبھی نہ جھپٹتا۔ اگرچہ اُنکے مضحکہ آمیز مذاق پر اُسے اس شدت سے غصہ آجاتا کہ بلا لحاظ سن و تقداد اپنے دشمنوں کے تہر لکڑی یا جو اُسوقت ہاتھ میں پڑ جاتا لیکر اُنپر ایسا جھپٹتا کہ اُنکے درمیان گش جاتا اور ایسی بیباکی سے اور بلا خیال نتیجہ کے اُنپر ایسا حملہ کرتا کہ عموماً وہ ہہا گتے نظر آتی۔ اور پہر ایک فحشہ کی شان سے آتا اور اپنی محبوبہ کا ہاتھ تمام لیتا۔ اس زمانہ عمر میں پولین کو اپنی پوشاک کی طرف سے بہت بے پردائی تھی اور قریب قریب ہمیشہ دیکھنے میں آیا ہو کہ اُسکے پائتا بے ایڑیوں سے نیچے کسکے پڑے ہوتے تھے ایک ظریف لڑکے نے ایک بیت بھی جوڑی تھی جو کھیل کے میدان میں زور زور سے گائی جاتی تھی اور پولین کسیا کسیا جاتا تھا۔ مطلب شعر کا یہ تھا کہ پولین کے پائتا بے آدھے اُترے آدھے چڑھے اور جیسا کومی نیٹا کا عشق آپکو ہے۔

جب پولین قریب دس سال کا ہوا تو کاڈٹ مار بونے برین *Breiden* کے جنگی مدرسہ میں اُسکے داخلہ کی اجازت حاصل کی یہ برین پیرس کے قریب ہے۔ پولین نے چالیس برس بعد کما تھا کہ وہ صدمہ جو اپنی ماں سے جدائی کا اسوقت اُسے ہوا تھا کبھی نہ بھولے گا۔ اگرچہ پولین بڑا سخت دل تھا لیکن اسوقت وہ سختی جاتی رہی تھی اور وہ اسطرح رویا تھا جس طرح اور لڑکے رویا کرتے ہیں۔ اس سفر میں وہ اٹلی اور فرانس طے کرتا ہوا پیرس پہنچا۔ یہ کورسیکا کا چھوٹا لڑکا جب پیرس کی شان و شوکت پر حیرت کی نظر ڈالتا تھا تو اُسکے خیال میں یہ بات نہ تھی کہ یہ پُر اثر و نام شہر کی میری شہرت سے گونجنے والی ہیں اور ان عالی شان قصروں اور ایوانوں میں یورپ کے متکبر سے متکبر بادشاہوں اور شہزادوں کے سر میرے سامنے جھکیں گے۔

یہ سرگرم اور محنتی لڑکا مدرسہ میں داخل کر دیا گیا جب وہ اٹلی پہنچا تو اس کی زبان بولتا

کیونکہ فرانسیسی زبان سے وہ واقف نہ تھا تو اُسکے ساتھی اُسے ایک اجنبی خیال کرتے تھے۔ نپولین نے دیکھا کہ اُسکے ساتھی سب کے سب فرانس کے رئیس زادے ہیں انکی جیبیں پیسے پُر تھیں اور وہ بیدار بچ خرچ کرتے تھے ان عباس اور نامور رئیسوں کے نکتے لڑکوں نے جس نخوت کی نظر سے اس تھا اور بے یار لڑکے کو دیکھا اُس سے اُس کے دل پر ایک ایسا اثر پڑا جو کبھی نہ مٹا۔ پُر انقلابی فاضل *Franch Rousso*

یعنی طوفان اور بربادیوں کا دُہندہ اور درازوں اب تاریکی کے ساتھ نمود ہو چلا تھا اور اُس زلزلہ کا منحوس شور جسے سخت اور معبد دونوں کو خاک میں ملا دیا اور فرانس کی پاک سے پاک افادہ عام کے جلسہ گاہوں کو زیر و زبر کر ڈالا اُسی سے سنائی دینے لگتا۔

برن میں یہ امیر زادے نپولین کو طعنہ دیتے کہ یہ تو کورسیکا کے ایک وکیل کا لونڈا ہے۔ کیونکہ عملداری امراء کے ایام میں امراء ان سب کو جو معاش پیدا کرنے میں اُمحیت پر ہر دوسرے کہتے ہوں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے یہ نپولین کے سادے کپڑوں اور چھٹی پر طنز کرتے۔ ان توہینوں سے نپولین کو حد درجہ کا صدمہ ہوا اور اس حقارت سے جس کی برداشت کر نیکو وہ مجبور تھا اُسے عصہ آ جانا لیکن کوئی چارہ نہ تھا اور یہی سبب تھا کہ نپولین کے دل میں اُس رتبہ سے جو لیاقت سے نہ حاصل کیا گیا ہو بلکہ موروثی ہو ایک مخالفت بیٹھ گئی تھی اور جو بعد کو اُس سے صاف صاف ظہور میں آئی۔ اس طرح شروع ہی شروع میں وہ سلطنت جمہوری کے نمایاں اصول کا طرفدار ہو گیا ایک رتبہ بھگامی کی حالت میں نپولین نے کہا کہ ”ان فرانسیسیوں کو میں وہ وہ نقصان پہنچاؤں گا جو میری طاقت میں ہیں“

تین سب بعد نپولین نے کہا کہ ”جب سے جمہور کی آواز نے مجھے سخت پرہلا یا میرا ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ لیاقت والوں کے لئے ہمیشہ راستہ کھلا ہے جس میں خاندان کا کچھ لحاظ نہ ہو“

جب نپولین کے دل کی یہ حالت ہوئی تو اپنے ہم ملکیتوں سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے

پُر امن زندگی کے ہنروں سے جسے دنیا کی زینت اور ترقی ہو نفرت کیجاتی تھی۔ مرد وہی شمار ہوتا تھا جسکے کارنامہ میں آتش زدگی۔ ویرانی لکھنؤ کی بابو سی۔ بیوہ اور یتیموں کی آنسو مجروحوں مفتوں کی چھین اور گراہیں لکھی ہوں۔ ایسا اسکول تھا جس میں نپولین نے تعلیم پائی تھی۔ ڈاکٹر *Voltaire* اور *Rousseau* کی تصنیفوں نے فرانس کو تعلیم دی تھی کہ مسیحی مذہب ایک ہوئی کمائی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور حساب کتاب کا ہونا احقانہ ضعیف الاعتقاد ہی ہے۔ موت ایک خواب ہے جسکے بعد بیداری نہیں اور زندگی خود اگر بے مقصد اور بے غم ہو تو اُسکا فوراً اختتام بہت ہی ذرا سی بات ہے۔

ان خصوصیات تعلیم کو نپولین کے چال چلن کا سچا اندازہ کر نہیں ملخو ظارکنا چاہو اور یہ بات مشکل سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایسی سرزمین میں تعلیم دیا گیا تھا جہاں سچی دین کا عمل ہو۔

فرانس نے دین عیسوی ترک کر دیا تھا اور تاریک سے تاریک کفر کی ضلالت میں ڈوب رہی تھی۔ نہ کوئی مذہب تھا نہ خدا تھا۔ جہاد لگا ہوا اگرچہ بالکل تو نہ ہو گئی تھیں تاہم کفر کے اُس طوفان سے جو بلند بلند موجوں میں زمین پر پلہوریں لے رہا تھا انکی بنیادیں اندر اندر خالی ہو گئی تھیں نپولین کو دوسروں کی جانوں کی پروا نہ تھی جبکہ اپنی خود جان کی اس سے بھی کم پروا تھی۔ اُسے اوئی سے اوئی سپاہی کو بھی ایسی جگہ جانیکا کبھی حکم نہیں دیا جہاں

فرانس میری آرزو نہ مشہور فرانس کا مصنف تھا۔ ہجو کا خوب ملکہ تھا جب اسے کوئی چار و ہم شاہ فرانس کی ہجو لکھی تو قید کر دیا گیا تھا اسکے بعد ۱۷۹۲ء میں پیر قید ہوا اس پر تہ چہ پاد قید رہا بہت سی اسکی تصانیف ہیں ۱۷۹۳ء بمقام پیر مئی پیدا ہوا تھا اور شہر پیرس میں ۱۸۰۷ء میں انتقال کیا۔ ۱۲ مترجم۔

جان جیمس روسو ایک گھڑی ساز کا بیٹا تھا بڑا نامور فرانس کا مصنف گذرا ہے۔ موسیقی کا لغت اسنے لکھا ہے اپنی کتاب *Emile* میں اسنے حضرت مسیح کے معجزوں اور انکی پیشنگویوں پر حاکم کیا ہے پالمنٹ نے اسپر جرم قایم کیا اور یہ سوشلزمزینڈ کو بہاگ گیا لیکن بوجہ اپنے اصولوں کے وہاں بھی نہ جا اور ۱۷۹۲ء میں لندن چلا گیا۔ آدمیوں کو پناہ دشمن سمجھتا تھا۔ بائیس جلدوں میں اسکی تصانیف چھپی ہیں۔ مولد جنیوا ۱۷۱۲ء میں دفن قریب چیمبلی ۱۷۸۸ء مترجم ۱۲۔

خود اُس کی سرکاری کو آپ متعہ نہ تھا چونکہ اُسے کبھی سچے خیالات مزاج اس کے تعلیم نہیں کئے گئے تھے اسلئے اُس کے خیال میں بمقابلہ ملکی مصلحت کے اہم تدابیر کے جسے یورپ کی حالت میں صدیوں کے لئے ترقی ہو سبات کی کچھ وقعت نہ تھی کہ چند ہزار جاہل کسان سمورے دونوں زیادہ چلے پھرے سوئے کیا تو کیا اور نہ چلے پھرے سوئے کیا تو کیا۔

ہر شخص کی زندگی کو جس شے قیمتی ہو جیسے منسوب کیا ہو اور وقت کی ظاہری ذرات کو بہت کی قیمت بخشی ہو وہ سبھی نہایت واقع میں تعجب کی بات ہے کہ اتحاد و جنگ کے اس بین پوئین تعلیم کار کو کسری حاصل کی تھی اور یہ وہ نہایت سہل اور حق و باقی میں تمیز کرنا اور شخص تادافع میں تعجب کی بات ہے کہ نوپولین عیش و نشاط کو دلفریب سنانوں سے گرا ہونے کا وجود اس وقت کو حملہ یورپ سے بڑے صاحب حلاق حسنہ اور پاکد امن تھا۔

سشہ ۱۸۰۷ء میں غیر معمولی طور سے موسم سرد ماسخت ہوا اور اس شدت سے برف گری کہ برین کے جلاطلبا کو باہر نکلنے اور دل بہلانی کی کوئی صورت نہ رہی۔ پوئین نے تجویز کیا کہ برف کا ایک قلعہ بنا کر جی بہلایا جاوے چنانچہ اس قلعہ میں تفصیل و خندق و برج وغیرہ سب ضروری چیزیں تجویز کی گئیں۔ پوئین نے چونکہ انجیری بہت اچھی طرح پڑھی تھی لہذا اُس کی نگرانی میں بڑی خوبی سے فن عمارت کو ملحوظ رکھ کر اس برف کے قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ پوئین کی قوت و باغ کا اس وقت اظہار ہوا۔ کسی طالب علم کی مجال نہ تھی کہ اُس کی بڑی پرچوں کر سکے پوئین خاکے بناتا اور تجویزیں پیش کرتا اور سیکڑوں طالب علم قلعہ کی تعمیر میں بدل و جان مصروف تھے۔ قلعہ جلد جلد بلند ہونا شروع ہوا۔ فن عمارت کو اس تعمیر میں استفادہ نگاہ رکھا گیا تھا کہ برین کے ہزاروں آدمی اس کا تماشا دیکھنے آتے تھے جلد طلباء کی پوئین نے دو فوجیں بنائیں ایک کے سپرد تو قلعہ کی حفاظت کی اور دوسری سے اُس کا محاصرہ شروع کر دیا۔ دونوں فوجوں کا کمانڈر آپ رہا کہی تو محاصرین کے ساتھ قلعہ پر بڑے شد و مد سے لڑے کہ نہیں شریک ہوتا اور کہی قلعہ کی حفاظت میں محصورین کا بڑی سرگرمی سے ساتھ دیتا۔ یہ جنگ کئی ہفتے ہوئی اور فریقین میں سے کئی لڑکوں نے خوب خوب چوٹیں لگیں۔ ایک تیرہ جگہ بڑی سختی سے جنگ ہوئی تھی اور برف کے ڈولے اندھا ہند ہوا میں چل رہے تھے ایک تحت افسر طالب علم نے ایک افسر اعلیٰ طالب علم کی فرمانبرداری میں ذرا تاخیر کی۔ پوئین نے اُسے زمین پر دے مارا اور اُسے ایسا مجروح کیا کہ زخم کا نشان تمام عمر اُس کے باقی رہا۔

تیس کتابوں اور نقشوں میں غرق کر لیا وہ تو سب لہو و لعب اور بیودہ کیلوں میں مصروف ہوتے اور یہ رات دن نہ عاری آئینہ والی دھن سے مطالعہ میں لگا رہتا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے بہت جلد سبقت لیگیا اور وہ اس کی عزت کرنے لگے۔ پولین ورسکاء کا سب سے زیادہ نوزانی زیور شمار ہونے لگا۔ اُسے اپنی برتری چسکا اُسے علم تھا اطمینان تھا اور اس کی مسلمہ فصیلت اُس کی سرافزاری کا باعث تھی ریاضی میں وہ نہایت ہی ممتاز تھا۔ تیلخ۔ تمدن۔ علم مشقی کی کتابیں وہ بڑے شوق سے گویا چاٹ گیا ہو *Plutarch* اور اوسین *Plutarch* کی نظمیں وہ بار بار بڑی مسرت سے پڑھتا۔ اُس کی طبیعت میں شاعرانہ لطف اور علوم کا راند کا ذوق نہایت ہی متناسب اجتماع سے مخلوط تھے۔

اسی زمانہ میں ایک خط میں جو اُس نے ماں کو لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ نوار تو میری کمزوری ہوگی اور ہومر میری جیب میں ہوگا اور مجھے تو قہر ہے کہ میں اپنا راستہ بزور اس دنیا میں بناؤں لگتا بہت سے اُسکی ساتھی اُسے بدختر شرو سمجھتے تھے اگرچہ سوائے اُس کی عزت کرنے کے وہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے وہ اُسکی گوشہ نشینی کی عادت اور کیلوں میں عدم شرکت کی وجہ سے اُسے ناپسند کرتے تھے۔ بہت کم وہ کھیل کے میدان میں نظر آتا تھا اور فرصت کے وقت ہمیشہ کتب خانہ میں بیٹھا رہتا تھا پلوٹارک *Plutarch* کے تذکرے وہ اس شوق اور تعریف کی نظر سے پڑھتا کہ ان نامور شخصوں کی ہمت کا اثر اُسکے دل نے چوس لیا۔ یونانی۔ رومی۔ تواریخ کے پُر تاثیر واقعات سلطنتوں کے عروج و زوال اور اعلیٰ اعلیٰ الشجاعت کے کام اُسکے دماغ میں جذب ہو گئے تھے عقلی ترقی کا وہ ایسا دلدادہ تھا کہ جسدِ علم میں محسوس ترقی نہ پاتا تو اُس دن کو اکارت سمجھتا۔ یہی سخت دماغی ریاضت تھی جس سے اُسے وہ حیرت انگیز ملکہ ہو گیا تھا کہ دشوار سے دشوار اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے وہ چٹکی بجانے میں حل کر لیتا۔

پولین نے یہ کوشش نہ کی کہ اُسکے ساتھی اُسکے دست ہو جائیں یا انکا خیال اس کی طرف سے اچھا ہو جائے وہ ایسا روکھا اور وضع کا ایسا بے تکلف تھا کہ سب اُسے بے تکلف اسپارٹن کہتے تھے۔ اندوں وہ اپنے اٹلیکن رنگ۔ شوخ نیز آنکھ

سہ ہلاک شور پانی کتب کا مصنف تھا اسکی سوانح عمری انگریزی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے مولفیر نیا سیلا شمس کے قریب بہت دور لاہور کے واسے۔ مؤرخ ۱۲

اور سحر بیانی سے جس سے تمام عمر اس کی بیان میں وحی کا سا قریب رہا الگ تہلک پھانا جاتا تھا چونکہ اُس نے پڑھنے میں حد درجہ کی محنت کی تھی غالباً اُس کی بالیدگی میں نقصان واقع ہو گیا تھا اور اُس کا خوبصورت سر اُس کے نحیف بدن پر موزوں نہ تھا گو اپنے ہمسر کے ساتھ وہ سہلی اور خود راے تھا لیکن قواعد اور ضوابط کا سخت دوست تھا۔ مدرسہ کے ملازموں کو مدد دیتا تھا اس رویہ نے اُس کی محنت اور کامیابی سے لکر اُسے جملہ پروفیسروں کا بڑا پیارا بنا دیا تھا مگر ایک انوکھا پن بھی تھا کہ پتولین جرمنی زبان میں ذرا جی نہ لگتا۔ جس من ماسٹر کی پتولین کی ذکاوت کی طرف سے نہایت ہی خراب رائے تھی۔ اتفاقاً پتولین دسویں سے ایک دن غیر حاضر تھا۔ مسٹر بور *Mr. Bouer* کو دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ انجمنی کلاس میں کام کر رہے تو اُس ماسٹر نے ازراہ طنز کہا "آہ تو حضرت اُقت چکھ سیکھ رہے ہیں" اسپر ایک لڑکا بولا کہ "ماسٹر صاحب پتولین تو سارے مدرسہ میں درجہ کار یا صنی داں شمار کیا جاتا ہے۔" اس جملہ سے ہوئے ماسٹر نے یسٹر کہا کہ میں نے ہمیشہ یہ بات کہی جاتی سنی ہے اور مجھے یقین ہی ہے کہ ریاضی تو گدھے سے گدھا لڑکا بھی سیکھ سکتا ہے۔" پتولین جب یہ لطیفہ بعد کو بیان کر رہا تھا تو ہنسر کہنے لگا کہ معلوم نہیں مسٹر بور اتنا جتنے یا نہیں کہ میرا اصلی چال چلن انہیں معلوم ہوتا اور وہ اپنی رائے کے نتیجہ کا لطف اُٹھاتے۔

برین میں ہر طالب علم کو کچھ تھوڑی سی آرا صنی بھی دیجاتی تھی اور یہ طالب علم کی مرضی پر متا چاہے اُس میں کاشت کرے یا کرے۔ پتولین نے اپنی زمیں پر باغ لگایا اور تاکہ کوئی اُس میں مداخلت نہ کر سکے اُس کے چاروں طرف ترچھی ترچھی میخیں اور گھنے پیڑوں کی بار لگائی اس مستحکم باغچہ کے مرکز میں ایک چوٹا سا بنگلہ بنایا۔ یہ بنگلہ کورسیہ کی غیز گوپا کا قایم تھا تھا۔ یہاں آلتھ مینی اوز غور کرنے وہ چلا جاتا اور اُس کے کمداری ساتھی یہاں اُس کو سستا نہ سکتے تھے اُن بلند آواز فرمانوں میں جنہوں نے تھوڑے دنوں بعد یورپ میں ہل چل ڈال ڈال دی اس وقت کی دماغی محنت کا اثر دیکھا جاسکتا تھا۔

اس وقت سوائے فوجی ناموری کے پتولین کو کسی اور ناموری کا خیال نہ تھا۔ نوجوان یہی تعلیم دیجاتی تھی کہ اگر ناموری کا کوئی راستہ ہے تو صرف خون کے میدان میں ہی

آدمی نپولین کے خاندان کا پتہ لگانیکو مقرر کئے۔ نپولین کے اپنے شجرہ حسب و نسب کے مشترکہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں کسی ظالم اٹلی *Italy* کے بادشاہ کا بیٹا ہونے سے ایماندار غریب آدمی کا بیٹا ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری عالی نسب خود مجھے شرف ہو اور میرے جملہ خطابات رعایا سے فرانس سے پیدا ہوں اپنے خاندان کا راڈالف آف ہیسپرگ ہوں میری عالی نسب جنگ مانتینا سے شروع ہوئی ہے اس شادی کے وقت پوپ صاحب نے نپولین کے نسب کو اور زیادہ اعلیٰ بنانے کی خاطر ایک پادری بونا پارٹ نامی کو جسے مرے ہوئے کئی سو برس ہو گئے تھے ویلیوں کی قبرست میں داخل کرنا چاہا۔ اسپر نپولین نے پوپ صاحب سے کہا کہ اے پوپ صاحب اس کارروائی کے مضحکہ سے توجہ بوجھ مجھے معاف فرمائیں دنیا جانتی ہے کہ آپ میرے اختیار میں پس ہی کہا جائیگا کہ نپولین نے پوپ صاحب سے اپنا آباء اجداد میں ایک بزرگ مخلوق کر لیا جب اس شادی کے متعلق زیادہ روکد ہوئی تو نپولین نے صاف کہا کہ میں اس شادی کی طرف ہرگز توجہ نہ کرتا اگر میرا لوکیسا *Luigi* کو خاندان میں اپنی برابر نہ جانتا۔ باہیمہ نپولین اس وقت سے جو عالی نسب سے تعلق رکھتی ہے لاعلم تھا اس کی سوانح عمری میں اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اسکے دل میں اس کی بابت پچ و تاب رہا ہے دیکھو اگر چہ ذاتی لیاقتوں کے سبب نپولین نے ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے سپاہیوں کو جنرل اور مارشل بنا دیا تاہم اس نے اپنی وفا شعار عدیم النظر لاپتی بیوی جوزیفائن *Josephine* کو طلاق دیدی اور فیصلہ کے خاندان کی لڑکی سے

۱۷ راڈالف آف ہیسپرگ ایک مغز آدمی تھا جو ذاتی لیاقت اور شجاعت سے جو من کا بادشاہ ہو گیا تھا اور خاندان ہیسپرگ کا بانی ہوا۔ اسی راڈالف کو آسٹریا کے بادشاہ بڑے فخر سے اپنا مورث اعلیٰ کہتے تھے ۱۲ مترجم۔

۱۸ منشاء میں نپولین نے جوزیفائن کو طلاق دی اور آسٹریا کے بادشاہ کی بیٹی میرا لوکیسا سوشاوی کی۔ موزین نے اس نسل کا نپولین پر سخت الزام لگایا جو لیکن طلاق کا صرف یہ سبب کہ نپولین کے جوزیفائن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اپنے وارث کی بابت نپولین کو سخت تردد تھا پس جوزیفائن کی مرضی سے طلاق واقع ہوئی بعد طلاق کے نپولین اور جوزیفائن میں مثل قدیم کے الفت باقی رہی ۱۹ ع میں جوزیفائن نے انتقال کیا۔ ۱۲ مترجم۔

شادی کی تاک اس حشر قریب سو عام غلط خیالیوں سے جو اسکی نسبت دربارہ خاندان
ہو سکتی تھیں محفوظ رہے ظاہر ہے کہ کوئی عقل اسانی ایک گداور ایک شاہنشاہ کے بچہ کو ایک
نگاہ لطف سے نہیں دیکھا کرتی ہے۔

پولین کے اقبال کے خاتمہ کے قریب جبکہ سارا یورپ مسلح امپیریش کئے ہوئے آ رہا
تھا وہ باؤسانہ گردیزانہ حالت میں اسی برین کے میدان میں پہنچا جہاں لڑکپن میں برف
کا قلعہ بنایا تھا اور اسی ضعیفہ سے ملا جسے ایک دفعہ اُس نے اپنے سوانگ میں آنے
پر دیا تھا۔ پولین اس سے دو وہ میوہ وغیرہ خریدا کرتا تھا۔ پولین نے اس سے پوچھا
کہ تمکو بونا پارٹ نامی لڑکا جو اس مدرسہ میں ایک مدت ہوئی پڑھتا تھا یاد ہے؟ اُس نے جواب
دیا "ہاں خوب یاد ہے۔" پولین نے پوچھا کہ "بونا پارٹ تم کو ان چیزوں کی قیمت جو تم سے
خریدا کرتا تھا دیدیا کرتا تھا؟" عورت نے جواب دیا کہ "ہاں دیدیا کرتا تھا" اس کے سوا وہ
تو دوسرے لڑکوں سے جب وہ مجھے دعا دینا چاہتے تھے میرے دام جبریہ وصول کر دیا کرتا
تھا۔" پھر پولین یہ کہہ کر شاید بونا پارٹ پر تیرا کچھ باقی رہ گیا ہو" اُسے اشرفیوں سے بری ہوئی
ایک تہیلی عنایت کی۔

اس وقت پولین نے اپنے ایک رفیق کو اشارہ سے ایک درخت دکھا کر کہا کہ "اسکے
نیچے میں لڑکپن میں کتاب جیرو ویلم ڈیلورڈ *Jerusalem Delivered*
بڑے شوق سے پڑھا کرتا تھا اور گرجا کے گنبد کی گواہ بڑے ذوق سے سنا کرتا تھا" ایسے
خیالات پولین کے دل پر برقی اثر کی خاصیت رکھتے تھے پر ان باتوں کے بعد اپنے خیالات
ایام طفولیت کو کیسے گھر کے دشمن کی توپوں کے دھوئیں میں گھس جانے اور موت کی جستجو میں
پولین نے اپنے اس بوق دم کو ہمیں کیا اور وہاں سے چلتا ہوا احوال جہاں بانی میں
بچپن کی ذرا اور اسی باتوں کو اس طرح یاد رکھنا پولین کے چال چلن پر بڑا اثر لگانے پر توڑا لٹا ہوا
پولین بدھتا استہد تھا کہ اُسکا لکھا بڑی دشواری سے پڑھا جاتا تھا۔ سبب یہ تھا کہ
پولین طبعیت کا استقدر تیز واقع ہوا تھا کہ خیالات کی سرعت کو قلم کی روانی پہنچا سکتی تھی
برین کے ہائٹنگ ماسٹر کا جو پولین کو لکھنے کی مشق کراتا تھا ناک میں دم آگیا تھا اور اپنے
شاگرد پولین کا کچھ علاج نہ کر سکا۔ عرصہ دراز کے بعد حالت شاہنشاہی میں پولین جو زلفان

نپولین جب شاہنشاہ ہوا اور اسکا شہرہ اقبال و ج فلک تک پہنچا تو وہ ہی لڑکا جو نپولین کے ہاتھ سے مجروح ہوا تھا اُس سے ملنے آیا۔ یہ لڑکا اسوقت حالت افلاس و مصیبت میں تھا نپولین کو سر دست اسکا نام یاد نہ آیا اور اُس نے دریافت کرا یا کہ اُس سے پوچھو کہ لڑکپن کا اُسے کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جس سے میں اُسے پہچان لوں۔ درباری نے جواب دیا جہاں پناہ اُسکے چہرہ پر زخم کا ایک گہرا نشان ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ زخم جہاں پناہ کے خود ہاتھ سے لگا ہے ”نپولین نے مسکرا کر جواب دیا۔ ”ہاں مجھے یاد ہو گیا۔ برف کا ڈلا میں نے اسکے مارتا۔ اچھا اُسے اندر بلا لو“ یہ غریب آدمی اندر آیا اور نپولین سے جو مالگا پایا۔ ایک مرتبہ نپولین کے ساتھیوں نے برین میں ایک سوانگ بنایا۔ اس تماشے میں سہ کے قلی کی عورت نے بھی جو سب بسکٹ وغیرہ بچا کر تہی آنے کی اجازت چاہی۔ اُس شام قبصر روم کی موت کا تماشہ ہونی کو تھا۔ نپولین کے پاس حجاب نے تقاضہ کیا کہ ایک نامحرم عورت نوجوان طلبہ میں آئے اُس نے ساف انکار کر دیا کہ کوئی عورت ہمارے تماشے میں نہیں آسکتی۔“

برین کے مدرس میں نپولین ۱۸۰۴ء سے ۱۸۰۶ء تک یعنی پانچ برس رہا۔ تعطیلوں میں وہ کورسیکا رہتا تھا اپنے وطن سے اُسے بڑی محبت تھی اُسکے کو ہستانوں اور وادیوں میں پہرنے کا اُسے بڑا شوق تھا۔ آتش انوکھے پاس رات میں بیٹھ کر کورسیکا کے متعلق جو روئندی کے قصے جو ادنیٰ ادنیٰ کسانوں تک کو معلوم تھے وہ بڑے غور سے سنتا پاؤلی *Paoli* کا وہ بڑا مداح تھا۔ یہ پاؤلی نپولین کے باپ کا دوست اور کورسیکا کا ہیرو تھا۔ برین میں اسکول کا پرنسپل باری باری سے طلباء کو اپنے ساتھ شریک دعوت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ جبکہ نپولین پرنسپل کے ساتھ کمانا کمار رہتا تو ایک پروفیسر نے جسے معلوم ہوا کہ نپولین پاؤلی کا طرفدار ہے اس مشہور جنرل کی شان میں کچھ کلمات گستاخی مٹھنے سے ٹکائے۔ نپولین نے فوراً کہا کہ ”بس جناب۔ پاؤلی بڑا آدمی تھا اُسکو اپنے ملک سے محبت تھی۔ میں خود اپنے باپ کو معاف نہ کر دینا جس نے کورسیکا کے فرانس کا پیگیرین ہو جانے میں اپنی رضامندی ظاہر کی اُسے لازم تھا کہ پاؤلی کا ساتھ دیا ہوتا اور اُسکے ہمراہ مارا گیا ہوتا۔“

کوریسیکا کے فتح ہو جانے پر پاولی انگلستان چلا گیا تھا اور پھر بعد ایک سال کے کوریسیکا کو واپس آیا۔ نیپولین باعتبار سرن کے توڑ کا تھا لیکن دماغ اسکا مثل جوانوں کے تھا۔ نیپولین نے پاولی سے ملاقات کر لی اور پھر ان دونوں میں بڑی گارہی دوستی ہو گئی۔ یہ کارڈو جنرل پاولی اور یہ مردانہ لڑکا نیپولین کوریسیکا میں گشت کرتے پہلے اور پاولی نیپولین کو وہ مقامات جہاں جہاں فرانس اور کوریسیکا والوں میں سنگین لڑائیاں واقع ہوئی تھیں اور جہاں کوریسیکا کی کمزور فوج نے مورچہ بندیاں کی ستیں کھاتا تھا اور نیپولین بڑے ذوق سے دیکھتا نیپولین کی ہمت اور رائے سلیم کی بابت پاولی نے اسوقت اس سے کہا کہ نیپولین تم جھل کے لوگوں میں سے نہیں معلوم ہوتے ہو تم کو قدیم یونان کے Plutarch کے سوراہوں میں کر ہو۔

Holland.

اسی زمانہ میں جبکہ نیپولین برین میں پڑتا تھا پچھو Pichegu جس نے بعد کو ہالینڈ فتح کرنے سے بڑی ناموری حاصل کی اور پھر آخر میں اسے خود کشی کر لی اسکول کا ایک ممبر تھا پچھو نیپولین سے عمر میں بڑا تھا اور اسکو ریاضی پڑاتا تھا اسپر نیپولین کی متانت اور ذہانت کا بڑا اثر ہوا۔ مدت و راز کے بعد جب نیپولین جلد جلد ترقی اقبال حاصل کر رہا تھا۔ خاندان بوربون Bourbon نے پچھو سے جو اس خاندان کا طبس فدا ہو گیا تھا اشارہ کیا کہ وہ نیپولین کے دل کا حال دریافت کرے اور دیکھے کہ رشوت وغیرہ کے ذریعہ سے وہ بوربون خاندان کا طفرہ ہو سکتا ہے یا نہیں اسپر پچھو نے صاف جواب دیا کہ فیض اوقات ہوگا نیپولین کو میں لڑکپن سے جانتا ہوں۔ اس کے چال چلن میں لغزش نہیں آسکتی اس نے ایک باب منتخب کر لی جو اور اب وہ اس سے نہ پر لگایا۔

نیپولین کا چال چلن باعتبار غیرت و حمیت اور صداقت کے بڑا رف چال چلن تھا۔ برین میں چھوٹے لڑکوں کا وہ ہمیشہ طرفدار رہتا تھا اور بڑے لڑکوں کے حملوں سے اُن کے حقوق کی حفاظت کرتا تھا۔ اسوقت میں امریکہ کے لڑکوں نے غور نے ایسا نیپولین کے دل پر اثر ڈالا تھا کہ تمام عمر وہ اُسے نہ بھولا۔ جب نیپولین کی شادی کی شہنشاہ اسپر باکی بیٹی سے بات چیت ہو رہی تھی تو فرانس شہنشاہ اسپر باکی جیسے نیپولین عصہ میں تلمیذی تھی وہ اس سے بہت سے کھاتا تھا۔ نیپولین کی عالی نشی معلوم کرنے کی بڑی جستجو ہوئی لہذا اُس نے بہت سے

سے بیٹھا سینٹ کلاؤڈ میں باتیں کر رہا تھا کہ ایک غریب آدمی جسکے کوٹ کے دہانے تکل سے
تیرے اسکے حضور میں حاضر ہوا اور اسنے ڈرتے ڈرتے نپولین سے عرض کیا کہ میں برین کا
خوشحالی کا مدرس ہوں میری نیشن ہو جاتی تو بڑی غریب نوازی ہوتی۔“ نپولین نے ہنست
مونٹ چپ چپیں ہو کر کہا ”چہ خوش آپ ہی نے مجھے لکنا سکھایا ہے اور کیا ہی اعلیٰ درجہ
کا مجھے خوشنویس بنا دیا ہے۔ حضرت ذرا ان سے (جو یلفین کی طرف اشارہ کر کے) میرے
خط کا حال پوچھیے۔“ جو یلفین نے فوراً اُسی حاضر طبیعتی سے جس سے تمام دنیا کے دلیا
اُسے گھر کر رہا تھا جواب دیا ”آپ کیا فرماتے ہیں حضور کے خط سے تو انکھوں میں نور
آتا ہے۔“ اسپر نپولین کھلکھلا کر ہنس پڑا اور اپنے بوڑھے استاد کو نہال کر دیا۔

صفحہ ۹

اُس حالت میں ہی جبکہ نپولین کو ہجوم افکار سلطنت سے دم مارنے کی مہلت
نہ تھی اُسنے اپنی غریب دایہ کو جسنے اُسے کورسیکا میں پرورش کیا تھا فراموش کیا
اور اوسکی ایک ہزار فرانک سالانہ کی نیشن مقرر کر دی لیکن اس ضعیفہ کے جی نے نہانا
اور وہ نپولین کو دیکھنے پیرس آئی نپولین نے اُسکی بڑی توقیر کی اور نیشن دوئی کر کے
بارام کورسیکا کو اُسے پہنچا دیا۔

برین میں نپولین نے ایک مضمون میں سلطنت جمہوری کی طرفداری میں بڑی آزادی
سے اپنے خیالات ظاہر کر کے خاندان شاہی کے چال چلن پر سخت نکتہ چینی کی۔ نپولین کو
استاد نے اُسکو سخت ملامت کی حتیٰ کہ کاغذ لیکراگ میں جو نکدیا۔ فرسٹ کانسل جلیے
پر نپولین نے اپنے چوٹے بھائی جیروم کو اسی استاد کے سپر کرکٹنگی عرض سے اُسے
دربار میں بلایا اور پھر اُفتا کہنے لگا کہ اسٹر صاحب اُہوقت میں جبکہ میرا کاغذ آپ نے
آگ میں جھونکا تھا اور اسوقت میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔“

نپولین پندرہویں برس میں تھا کہ برین کے مدرسہ سے اُسے پیرس کی حربی مدرسہ
میں ترقی دی گئی۔ ہر سال دوسرے شہر کے مدارس سے پیرس کے بڑے حربی مدرسہ
بارہ اعلیٰ طلباء بھیجے جاتے تھے چونکہ ایسی نوعمری میں نپولین کو پیرس کے مدرسہ
میں ترقی دی گئی ظاہر ہے کہ نپولین کی حالت تعلیم و لیاقت کیسی ہوگی۔ وزیر صیغہ جنگ
کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔

”شاہی طلباء کی حالت جو داخل ملازمت ہو سکتے ہیں یا پیرس کے مدرسہ کو منتقل کئے جاسکتے ہیں“۔ ”انٹیبوربون پارٹ (نیولین) نے جو ۱۵- اگست ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوا جس کا تہ پانچ فٹ ساڑھے چھ انچ ہے اپنا چوتھا سال تعلیم کا ختم کر لیا اس کی صحت بن عمدہ ہے۔ چال چلن قابل مثال ہے۔ وہ نیک ابھاندار اور شکر گزار ہے۔ ریاضی میں ممتاز ہے۔ تاریخ جغرافیہ اچھی طرح جانتا ہے۔ صرف علوم ریاضی میں اچھی مہارت نہیں رکھتا ہے اور لاطینی زبان میں چوتھا کورس تمام کر چکا ہے۔ خدمات بحری کر لئے ہونا رہے اور پیرس کے مدرسہ میں بھیجے جانیکا مستحق ہے“

مدرسہ حربیہ حسین نیولین اب داخل ہوا آرام و عیش کے تکلفات سے پرہیز مدرسہ امیر زادوں کی تعلیم کے واسطے بناتا جنگی گھٹی میں گویا آسائش پڑی تھی۔ تین سو طلباء میں سے ایک کبھی ایسا نہ تھا جس کی خدمت میں ملازم نہ ہو جو گھوڑا ملاتا بوٹا ہتھیار صاف کرتا تھا اور جملہ کار خدمتگاری انجام دیتا تھا اور خود یہ فن سپہمگری کے نو آموز نوجوان بستر آرام و راحت پر پڑے انگڑائیاں لیا کرتے تھے اور انواع و اقسام کے نفیس کھانے کھاتے تھے۔ ایسی خوشباش طرز زندگی اور آرام و آسائش سے پندرہ برس کا شاید ہی کوئی لڑکا ہوگا جو خوش نہ ہو۔ لیکن نیولین نور آواز لگا کہ یہ تو وہ ضروری تعلیم گز نہیں جو افسردہ کو صحو بات جنگ کا مقابلہ کرنے کے واسطے تیار کر سکے۔ چنانچہ فوراً اس نے گورنر کو ایک مدلل میموریل اس درخواست سے بھیجا کہ اس مدرسہ حربیہ سے سامان عیش و آرام کی تعلیم دور کر دیے جائیں اور اس بات پر بہت زور دیا کہ طلباء کو گھوڑا ملنا۔ ہتھیار صاف کرنا اور جملہ کار ہا سے ضروری خود کرنا حد درجہ لازمی ہے تاکہ سپاہی کی پراسشوب اور مصیبت چیز زندگی کے لئے وہ واقعی تیار ہوں۔ اس موقع پر نیولین نے جیسی استقلال اور علو متنی کی نظیر دکھلائی ویسی نہ کبھی لڑکپن میں نہ لڑکھو کبھی دکھائی ہے اس کا یہ فعل لڑکوں کا سوا تو کیا عالی و مانع تجربہ کار بوڑھوں سے فوق لے گیا۔ بعد کو خود نیولین نے شاہنشاہ ہو جانے پر فائز بن بلو ~~مستند~~ میں ایک ایسا مشہور مدرسہ حربیہ کھولا کہ عالم میں جس کی دہوم تھی اس مدرسہ کو نیولین نے اپنے اسی میموریل کی وضع پر کھولا تھا۔ نیولین کو دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص

پتولین کو جانگی برابر غیر رکھتا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ تمام عمر اُسے کسی کو ایسے خطرہ میں پڑنے کا حکم نہیں دیا جسکا مقابلہ کر نیکو وہ خود تیار نہیں تھا۔

اپنے بڑے چال چلن - فرض منصبی پر دھاری انیوالی مصروفیت - مخصوص سلیقہ پیر و وسیع واقفیت سے پتولین ہر شخص کی توجہ کا مرکز ہو گیا تھا چونکہ تنہائی پسند تھا اور الگ الگ رہتا تھا اور طلبہ کے ساتھ بیکار کسلیوں میں شریک نہ ہوتا تاہم اُنکو پسند نہ تھا لیکن سچی فطانت کے سبب قابل تھے اپنی خواندگی میں وہ اس طرح مستعدی سے مصروف تھا گویا اُسے اپنا شاہنشاہ ہونا پچھلے سے معلوم تھا اور گویا وہ جانتا تھا کہ اُن ذخائرِ علوم کے حاصل کر نیکو اُسے اب چند ہی ماہ کی مہلت باقی ہے جسے وہ یورپ کے نظم و نسق کو نئی طرح قائم کر کے دنیا کے معاملات کی کاپی پلٹ کر لے گا۔

انہیں ایام میں پتولین ایک تعطیل میں مارسیلیس ~~ماریسیلیس~~

آیا۔ یہاں میلہ تھا۔ بہت سے شرفاء اور لیڈیاں باہم ناچ ناچ کے جی ہمارے تھے پتولین اس میں شریک نہ ہوا۔ سخت طنز اوسپر ہونے لگے۔ اُسے جواب دیا کہ نقص و سرور سے مرد نہیں بنتا ہے“ اصل تو یہ ہے کہ پتولین چچن ہی سے کبھی رواجی آدمی کے قریب نہیں پہنچا۔ حاضرین دربار خواہ مرد خواہ عورت دونوں کی دلچسپی کے لئے وہ مناسب دل بہلائی کے سامان بخوشی میا کر نیکو تیار رہتا تھا لیکن خود اُسکو رفاہ عام اور نام آوری کی تدابیر سے اتنی مہلت نہ تھی کہ تاش - انٹہ - وغیرہ میں وقت ضائع کر سکتا کسی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ پتولین عورت پسند آدمی تھا۔ (عینکاش)

درجہ میں ایک مرتبہ نہایت ہی اوق سوال دیا گیا۔ اس سوال کو حل کر نیکو غرض سے پتولین اپنے کمرہ میں ۷۲ گنڈہ بندر ہا اور سوال نکال ہی کے باہر نکلا۔ یہ دماغی اور جسمانی ریاضت پتولین سے تمام عمر ظہور پذیر ہوتی رہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پتولین کی نام آوری اور عالم گیر فتوحات امور اتفاقیہ اندھے کے ہاتھ کی بٹیر تھے۔ بڑے اہم معاملات کی نسبت اُسکی ذکاوت پہلے ہی سے تدبیریں سوچ لیتی تھی۔

علوم کارآمد کی تحصیل اور ریاضت دماغی سے جس طرح پتولین نے مراتبِ جلیلہ پائے کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ پتولین مادر زاد بڑے دماغ کا شخص تھا لیکن

نہیں غایت مطالعہ نے اُسکے دماغ اور ادراک کو اور بھی زیادہ متحرک اور وسیع کر دیا
تھا اُسکی زبردست طبیعت و ذکاوت نے آرام رک کر دینے اور راتوں میں محنت کرنیکو
اُسے مجبور کر دیا تھا۔

تقریر و تقریر و نوں میں نپولین کا زور دماغ کیسا تھا۔ نپولین کے پروفیسر صناع و بدائع
نے نپولین کی خوبی تقریر پر بیمارک و باکہ نپولین کے فقروں سے مجھے کوہ آتش فشاں کے
شرار سے یاد آجاتے ہیں۔ پیرس کے مدرسہ عربیہ میں "الی ریئال" *Ally Riell*
پر نپولین کی خوبی دماغ اور صلاحیت کا یہ اثر پڑا تھا کہ وہ اسکو دوسرے معزز مہمانوں کے
ہمراہ شریک دعوت کرتا تھا۔ نپولین کی عمر اسوقت سولہ سال کی تھی۔ اس زمانہ میں نپولین
کی تقریر منطقی خوش اسلوبی سے مملو اور خیالات مردانہ سے مخلوط تھی۔ چونکہ اُس کی تقریر
مختصر پر معجز محیط تھی اسلئے بڑی دلکش تھی۔ اگر انقلاب مانا اُسے اسی طرف پھیلتا تو
بلاشبک و شبہ علوم و لیچر کے میدان میں وہ اسی طرح نامور ہوا ہوتا جس طرح
دیوان خاص اور معرکہ کارزار میں ہوا۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ نپولین بڑا ہی غور کر نیوالا
تھا اُسکے فیصیح فرمان یوچرپ میں گونجتے تھے سپاہیوں میں غضب کا جوش پیدا کر دیتے تھے
کسان اور بادشاہ دونوں کے دل و پیر برقی اثر کی خاصیت رکھتے تھے۔ چونکہ نپولین کی
جوہر طبع بڑی قوی تھی لہذا جس جانب اُسکی توجہ ہو جاتی وہ اعلیٰ درجہ کا ممتاز ہوتا۔
نپولین کی فتوحات اگرچہ بڑی عظیم الشان فتوحات ہیں لیکن یہ خیال نہیں کرنا چاہئے
کہ بس یہی نپولین کی سب سے زیادہ بڑکھ کامیابیاں تھیں۔

۱۸۰۵ء میں حصول ملازمت کے واسطے نپولین کا امتحان ہوا۔ عمر اسوقت
سولہ سال کی تھی ریاضی کا امتحان مشہور لاپلیس *Laplace* کا تھا۔ اس
شخص میں نپولین نے بڑی کامیابی سے امتحان پاس کیا۔ علم تاریخ میں اُسے بڑی وسیع
واقفیت تھی اُسکے فرائین اور اچھوں اور تقریروں سے جو دیوان خاص میں اپنے
درا سے وہ کیا کرتا تھا صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس علم تاریخ کو اُس نے بڑی فلسفیانہ
نظر غور سے پڑھ کر سلطنتوں کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کیا تھا۔ تاریخ کا اہم
ختم ہو جانے پر اُسکے امتحان بالشیور کروکلین *Monsieur Heroultion*

نے دستخطوں کے سامنے یہ عبارت لکھی "اپنی عادت اور ولادت کے لحاظ سے کوئیکہا کا باشندہ ہے اور اگر تقدیر نے یاوری کی تویہ لڑکا دنیا میں نام پیدا کر لگا" یہ پروفیسر پلین سے بڑی الفت رکھتا تھا اور اپنے اس ذکی شاگرد کو شریک طعام مشب کیا کرتا اور اُسکے ہر وسہ کی جو انسان کو خود اپنی ذات پر جلی ہو کر تا سے تربیت کیا کرتا تھا اپنے استاد کی شفقت کو نپولین نے فراموش نہیں کیا اور اُسکے انتقال کے بعد اُسکی بیوہ کی پیشین مقرر کی۔

ملازمت

امتحان پاس ہو جانے پر نپولین کو پچانہ کے رجمنٹ کا سکینڈ لفٹنٹ مقرر کیا گیا اتنی نوعمری میں فوجی افسری حاصل کر لیے سے اُسے بڑی مسرت ہوئی کسانزدہ سالہ نوجوان کو ایسی افسری ملنا واقع میں اُسکے لئے ہی ہی بڑی مسرت کا مقام۔ شام کو نپولین اپنی نئی دروی ڈاکٹس جس میں اہنی جبتہ اور بڑے بوٹ بھی شامل تھے جو ان دنوں تو پچانہ والے استعمال کیا کرتے تھے غایت مسرت سے پہولا ہوا ایک لیڈی سے ملنے گیا۔ اسکا نام ہڈل پرمن *Middle Permon* تھا۔ بعد کو یہ لیڈی ڈچنر ابراہن پٹر *Duchess of Abrantes* کے لقب سے مشہور ہوئی۔ دربار شاہی میں یہ اختر و بار شمار کیجاتی تھی اسوقت اُسکی چھوٹی بہن ایک بورڈنگ اسکول سے واپس آئی تھی۔ نپولین کو دیکھنے سے اسوقت ہنسی آتی تھی یہ لونیز لیڈی اُسے دیکھ کر مسیختہ ہنس پڑی کیونکہ یہ فوجی وردی نپولین پر بالکل نہ کھلتی تھی اور کہنے لگی۔ پس ان بولش *Peas in shoes* یعنی بلی نے بوٹ پہنے۔ نپولین پر اس کنایہ سے جھڑپا چڑھ گئی اور وہ دل ہی دل میں سوچتا تھا کہ انے لگا کر ضبط کیا چند ہی روز اسے آخر تک اس کے اُسے اس طرز سے کوئی ملاقاتی نہیں اُسے عمدہ جلد بندے کے لباس کا تار نہ رہے گا بولش خریدی اور اس لیڈی کو تندر

دی۔

پولین بڑی مسرت سے اپنی رجنٹ میں شامل ہونیکو ولینس *Valence* روانہ ہوا پڑھنے پر چونکہ نہایت شدت سے محنت کی تھی اُسکے قوا زبردست نہ تھے لہٰذا کیونکی سی نزاکت بدن میں تھی کہ چہرہ سے رعب معلوم ہوتا تھا یہاں ایک لیڈی میڈیم کو لو بمیر *Madame Colombar* اُس سے الفت کرتے لگی

اور اکثر پولین اُسکے مکان پر بلایا ہوا جایا کرتا تھا۔ یہاں پولین کو بڑے لایق اور باسلیقہ سوسائٹی سے سابقہ پڑا۔ اکثر پولین نے اس لایق سوسائٹی میں شریک ہونیکا بعد کو پرشکر گذاری تذکرہ کیا ہے۔ میڈیم کو لو بمیر کی بیٹی سے جو پولین کی ہم عمر تھی پولین کی بڑی دوستی ہو گئی تھی۔ یہ دونوں صبح شام ولینس کے باہر ہوا کمانے جایا کرتے تھے بعد کو اس ملاقات کا تذکرہ کرتے وقت پولین نے کہا اس دوستی کے زمانہ میں ہم دونوں خدا کے بیگناہ بندے تھے۔ ہم دونوں چھوٹی مختصر ملاقاتیں کرتے اور موسم گرما میں خصوصاً علی الصباح کی ایک ملاقات مجھے کبھی نہ ہوئے گی کیونکہ ہم دونوں کی صرف چھری حوزی پر خوشی منحصر تھی انقلاب زندگی نے ان دونوں کو جارا کر دیا اور ہر دس برس تک انہیں باہم ملاقات نہ ہوئی پولین شاہنشاہ ہو گیا تھا اور یالس میں بڑے کروڑاؤں جو بس

سے اُس کی سواری جاری تھی کہ اس لیڈی نے جس کی شاہی ہو چکی تھی اور بہت سی مصیبتیں اٹھائی تھیں یہ وقت پولین تک رسائی پائی۔ پولین نے اسے فوراً پہچان لیا اور اُسکے متعلق ذرا ذرا سے حالات دریافت کئے اور فوراً ہی اُسکے شوہر کو تو معقول عمدہ پر ممتاز کیا۔ اور خود اُسکو اپنی بہن کا مصاحب بنایا۔

چونکہ یالس میں کچھ نہ ہو گیا تھا اسلئے پولین کو ولینس سے یالس جانا پڑا۔ پولین کی تجوہ اتنی تھی کہ اُسکے رتبہ کے موافق اُسکے اخراجات کو مکنتی ہوتی۔ پولین کی ماں بیوہ تھی پولین کے چوٹے چوٹے چہ بہائی بہن ماں کے ساتھ تھے۔ لہٰذا وہ پولین کی کچھ مدد نہ کر سکتی تھی۔ اس تنگ دستی سے اُن کے استغاثہ تھا۔ الا اُس کی ہمت و استقلال میں جلسہ وہ مناسب جلیلہ پر پہنچنے کو تیار تھیں *Her mission* افسوں سے وہ صلحہ رہتا تھیں ہیری ایک عرصہ کا مل ہوتا ہے۔ ۱۲

انکے ساتھ سیر و تماشا میں شریک نہ ہوتا۔ رات دن کمرہ میں بند سیر کرتا رہتا۔ اپنے انعام میں علوم کا اسقدر وسیع ذخیرہ اُسے جمع کرنا شروع کر دیا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور اسی ذخیرہ علم نے نپولین کو اس کے غیر معمولی عہد حکومت میں حیرت انگیز امداد دی۔

لیانس میں نپولین کے کوئی یار و دوست نہ تھے وہ بیمار پڑا۔ ہٹل کے بالاخانہ پر پڑنے کے دن جیل رہا تا کہ اتفاق سے جینوہ *Genova* کی ایک لیڈی اپنے

رشتہ داروں سے ملنے لیا لانس میں آئی۔ اُس نے سنا کہ بونا پارٹ نامی ایک افسر بایا ہے اور خرچ سے تنگ ہے۔ (اُس وقت بونا پارٹ ایک غیر مشہور نام تھا) یہ خداتر س لیڈی فوراً نپولین کے پاس آئی۔ نپولین میں تو فریفتہ کر لینے کا خدا داد مادہ تھا ہی۔ وہ

لیڈی نپولین پر بڑی شفقت کرنے لگی اور ہمدردی سے علاج شروع کیا۔ نپولین کی تیار داری میں ایسی دلسوزی سے مصروف تھی کہ اُس کے پلنگ کے پاس سے جدا

نہوتی۔ یہاں تک کہ نپولین کو صحت ہو گئی اور اس لیڈی کو بڑی خوشی ہوئی۔ نپولین شکر گذاری تمام اس لیڈی سے رخصت ہو کر اپنے رحمت میں جا شریک ہوا۔ نپولین کے

شاہنشاہ ہونے پر اسی لیڈی کا ایک عریفہ مبارکباد نپولین کے نام آیا اس میں یہ بھی اشارہ تھا کہ ایام تیرہ اُس کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ اس عریفہ کو پڑھ کر نپولین نے فوراً جواب

لکھا۔ دس ہزار فرانک فوراً ارسال کئے اور یقین دلایا کہ آئندہ کسی امداد سے دریغ نہ کیا جائیگا۔ لیا لانس کے دارالعلوم میں سب سے اچھے مضمون لکھنے والے کو الیگو الغام دیا جانا تجویز

ہوا۔ مضمون یہ تھا کہ ”انسانی سرت بڑھانے کی سب سے بہتر کونسی افادہ گاہ ہے“ اچھے اچھے لکھنے والوں نے طبع آزمائیاں کیں۔ لیکن نپولین کے مضمون کو کسی کا مضمون ہرچیز

اور الغام نپولین نے پایا بہت عرصہ بعد جب نپولین تخت نشین ہوا تو اُس کے وزیر پلیر اٹ نے *Commentaire* اسی مضمون کا قلمی نوشتہ لیا لانس سے منگوایا۔ اور ایک موقع پر نپولین کو

خوش کر نیکی غرض سے وہ مسودہ نپولین کے ہاتھ میں دیکر پوچھا ”جہاں پناہ بتائیے تو اس کا کون ہے“ نپولین نے فوراً اُسے پہچان لیا اور بڑی حقارت نپولین کو دے کر کہا

کہ ”یہ تو بچپن کا مسودہ ہے۔ سرے سے آخر تک اس میں جتنی شتم فرق نہیں آیا۔ دوسرا بری ہوئی ہیں“ نپولین نے کورسیکا کی تیاری بھی لکھی تھی ترجمہ۔

زمانہ نے ایسا رنگ بدلا کہ قلم چوڑا کر سیف پر ہاتھ ڈالنا پڑا۔

فرانس میں اسوقت دو فریق ایک دوسرے پر غالب آئیے لے کوشاں تھے ایک تو جنالات سلطنت جمہوری کا طرفدار تھا اور دوسرا خاندان شاہی کا۔ پولین سلطنت جمہوری کا طرفدار ہو گیا۔ فوج میں اکثر افسر قدیم خاندان اُمرائے تھے اسلئے وہ پولین کو پسند نہ کرتے تھے۔ مگر پولین بڑی مضبوطی اور استقلال سواپنی رائے ظاہر کرتا اور اُن واقعات پر جو اُسکے لئے ترقی اور ناموری کا راستہ کھولنے والے معلوم ہوتے بڑی احتیاط سے نظر رکھتا۔ اب بھی پولین مطالعہ کتب میں مصروف تھا۔ لوگ اُسکو مغرور اور مغلوب الغضب خیال کرتے تھے لیکن وہ معدودے چند اشخاص جن سے پولین نے دوستی کرنا پسند کیا تھا اُسکو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اُس کی ییافت اور متنازعہ چال چلن کی قدر کرتے تھے اور پیشینگی کوئی کرتے تھے کہ پولین بڑا آدمی ہوگا۔ اور اُسکی ہر مغز تقریر حیرت انگیز صحت فہم۔ جملہ واقعات تاریخی اور ضروری مضامین علمی سے آگاہی اور علمی تکمیل اور افسری کی پوری ییافت نے اُسے مرجع نظر بنا دیا تھا حتیٰ کہ وہ کابل وجود ہی جو اُسکی غیر منسلک و لگو ناپسند کرتے تھے۔ اُسکی عزت کرتے تھے۔

اُسکون *Academy* میں عایا کے درمیان اندنوں کچھ فساد ہو گیا اور پولین کو معہ اپنی جنبٹ کے وہاں جانی حکم دیا گیا۔ وہ اُسکون میں معہ چند ماتحت افسروں کے ایک حجام کے مکان پر مقیم ہوا۔ حسب عادت جب ڈیوٹی سے فرصت ہوتی تو وہ اپنے کمرہ میں بند ہو جاتا اور کتب سیر ریاضی۔ یا دیگر علوم کے مطالعہ میں مصروف رہتا اُسکے دوسرے افسر ساتی حجام کی خوبصورت عورت سے دلگی میں یاد کان پر چرٹ سینے اور گپ سننے میں وقت ضائع کرتے۔ حجام کی بیوی کو سخت ہی ملال تھا کہ یہ خوبصورت۔ مشہور ثقہ۔ جوان۔ لفظنٹ اُس کی طرف ذرا ہی متوجہ نہ ہوتا۔ پس وہ اُس سے نفرت کرنے لگی۔ چند سال بعد پولین افواج۔ اٹلی کا سپہ سالار ہو کر میرٹکو کی لڑائی پر جابجا ہوا تھا اُسکون میں سے اُسکا گذر ہوا۔ اُسی حجام کے دروازہ پر ٹکر ادا کئے حجام کی بیوی سے پوچھا ”بچہ بونا پارٹ نامی افسر جو تو بڑا عرصہ ہوا تیرے یہاں مقیم تھا یاد ہے؟“ اسنے جواب دیا۔ ”ہاں خوب یاد ہے۔ وہ تو عجیب ہی غیر مانوس آدمی تھا۔ یا تو کتابیں لے کرہ میں گھسار رہتا تھا۔“

یا اگر کہیں باہر ہی نکلتا تھا تو کسی سے بات تک نہ کرتا تھا۔ یہ شکر نیپولین نے جواب دیا کہ اسے
ہوا اگر میں اسید طرح جیسا تم چاہتی تہیں اپنا رویہ اختیار کرتا تو آج اٹلی کی فوجوں کا ہرگز نہ پالا
نہو ما۔

بڑے بڑے امراء اور اکثر افسران فوجی حقوق شاہی کے طرفدار تھے اور رعایا
اور معمولی سپاہی سلطنت جمہوری کا دم بہرتے تھے۔ چونکہ نیپولین ہر حالت میں سلطنت
جمہوری کی طرفداری میں نڈا ملان کرتا تھا اور خود سرادشاہت کے خلاف بخوف اپنی رائے
کا اظہار کرتا تھا اسلئے اکثر وہ پریشانیوں میں پڑ جاتا تھا۔ نیپولین نے خود ایک واقعہ اگسٹون کے
متعلق ایک جلسہ کا جس میں وہ بلا یا گیا تھا بیان کیا ہے۔ فرچ ریکو ویوشن کی آفت تو
برپا ہو ہی رہی تھی اور کثرت سے جوش پھیلا ہوا تھا نیپولین نے اس جلسہ میں اپنے خیالات
آزادی سے ظاہر کئے۔ بس پر کیا پوچھتا تھا۔ تمام لیڈیاں اور جنٹلمین اس پر گڑ بڑ ٹوٹ پڑے
مگر نیپولین کے فقرے ہی ان سب کے مقابلہ میں گرم گولوں کا کام دیتے تھے۔ گفتگو بہت
بہت طول کہنے لگی۔ نیپولین اکیلے تھا اور اس کی طرف سے کوئی بولنے والا نہ تھا۔ بیس برس
کی عمر کے نوجوان کو پُرانے پرانے آزمودہ کار افسر اور نامور اُمراء نے گمیر لیا تھا۔ اب تو نیپولین
کی وہی حالت ہو رہی تھی جیسی جنگ وائرلویس ویلنگٹن صاحب *Wellington*
کی ہو گئی تھی کہ ”یا تو شام ہو جائے یا بلوشر آجائے“۔ یکایک دروازہ کھلا اور شہر کا مجسٹریٹ اندر آیا
نیپولین کو گود نکسین ہوئی کہ اب چھا چٹ جائیگا۔ لیکن یہ مجسٹریٹ ہی فریق ثانی کا طرفدار ہو گیا اور
انہیں کی طرح پیرچی سے نیپولین کے خلاف تقریر کرنے لگا انجام کار صاحب خانہ لیڈی نے
سب کو خاموش کیا۔

ایک شب ۱۸۰۹ء میں مانشیورنیکار *Wesley* کے یہاں دعوت
تھی۔ بیٹیل جو بادشاہ فرانس کا عالی شان محل تھا بلو اسے منہدم کر چکے تھے۔ رعایا نو یافتہ حقوق

۱۲ مترجم
۱۳ یہ قزاقوں کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب ۱۸۰۹ء میں نیپولین اور ڈیوک آف ویلنگٹن میں وائرلویچک غلط
ہو رہی تھی تو ویلنگٹن کا ایسا نازک حال ہو گیا تھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھتا جاتا تھا اور گھڑی دیکھتا تھا اور
۱۴ فقرہ کہتا تھا ۱۵ حرم۔

اور اختیارات منضبطہ کی بازیافت کی توقع و مسرت میں بلا امتیاز فرانس کی اچھی اچھاؤ گاہوں کو
پامال کر رہی تھی۔ پیرس کے متلون مزاج اور خوشی سے پیوستے ہوئے لوگ پراشوب انقلاب
سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی بہت شادمان تھے اور بے پروا ستوق سے خوفناک واقعہ
عجیب کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے بڑے بڑے اُمراء و زمرہ زیادہ خطرناک اور وسیع ہونے
والے مظالم سے اپنا امن فرانس سے بہاگ جانیں سمجھے۔ پیرس میں جماعت عوام کسبائے
لائق اور تجربہ کار لوگوں کی شرکت سے اب قطعی ترقی معلوم ہونے لگی تھی۔ اس دعوت جس کی
سربراہ کارمانٹیور نیکار کی نامور و خرمیلیم ڈی اسپیل *Madame de Staël*
تھی پیرس کے تمامی عمائد شریک تھے جن میں بڑے بڑے علماء و فضلا اعلیٰ عہد و نہر ممتاز ہی شامل
تھے۔ بلند آواز۔ بلند آواز۔ کریننٹر میئر لوہی شریک جلسہ تھا۔ قوی الجثہ۔ درباری وضع۔

لے نپولین نے سینٹ ہلینا میں میڈیم ڈی اسپیل کے چاچلن کی مختصر نظموں اسطرح تصویر کھینچی ہے: میڈیم ڈی اسپیل بڑی
حوصلہ مند اور لائق عورت تھی۔ لیکن ہمدرد پر سازش اور چلبلی تھی کہ ہلک سی ملک مصیبت میں اپنے دوست کو ہنساکر
ٹھیک اسوقت جبکہ اسکی برادری میں کوئی شبہ نہ رہا ہو وہ اسکو خلاصی دیکھتی ہے۔

الحق قح کر کے جب میں واپس آیا تو اکثرین عام جلسوں کی شرکت سے بجا کرتا تھا۔ لیکن ایک مرتبہ ایک
بڑے جلسہ میں میڈیم ڈی اسپیل سایہ کی طرح میرے ساتھ ہو گئی اور جہاں میں جاتا تھا وہی میرے ساتھ جاتی تھی اور
میں اسکو دفع نہ کر سکتا تھا۔ آخر کار اسنے مجھے سوال کیا کہ بھلا تائے توسی دنیا میں اسوقت اول درجہ کی لیڈی
کون ہے؟ یقیناً اسکو یہی توقع تھی کہ میں اُسی کا نام لوں گا لیکن میں نے جواب دیا کہ بیوی دنیا میں اول درجہ کی وہ
لیڈی ہے جسکے سب سے زیادہ اولادیں ہوئی ہیں اس جو انجیلس وہ کٹھی تو گئی اور اسوقت سے میری قطعی دشمن ہو گئی
میرا بونے کہ ہے کہ کیسکو میری کریننٹری کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے آدھنے ایک لیڈی کو خط میں لکھا
کہ اگر تم میری بر صورتی کا پورا اندازہ کرنا چاہتے ہو تو ایک شیر کا تصور کرو لیکن وہ شیر چھپک رہو ہو۔ اس
میرا لوی نسبت سہلہ نے ہمدرد کا قول ہو کہ دنیا بھر کے جلعیب ہمنز میں جمع ہیں یعنی جلعیب خیاں۔ جلعیب۔
ہمدرد۔ ہمدرد۔ طالب علم۔ عیاش۔ سپاہی۔ سپر۔ جلعیب وطن مصنف۔ آئین دان۔ مفسر۔
درباری۔ جمہوری حکومت پسند۔ فصیح البیان۔ مدبر۔ نمک حرام۔ مختصر ہے کہ اسنے سب سے زیادہ
دیکھا ہے برداشت کیا ہے۔ سیکھا ہے کیا ہے۔ اور اثر پایا ہے۔

ٹیکڈانڈ بھی ادھر ادھر کردوں میں بڑی شان سے پڑتا تھا۔ لافینٹ۔ *La Fayette*
 کے چاروں طرف بہت لوگ جمع تھے کیونکہ معرکے کا زاریں یہ جابج و اسٹنگلن
 کے ہمراہ رہا ہوا تھا۔ ایک جہرہ کہ میں میڈیم لوسی اسٹیل ممکن تھی اور اپنی حسن تقریر سے
 سینٹ جیٹ *St. Germain* کو جنے بعد کو اپنے

ظلموں سے نام بدایا اپنے پاس کینیج لیا تھا۔ میلیسہر *Malesherbes*
 حقوق شاہی کا نڈر اور فصیح طرہ دار۔ اور مغز منجم۔ لالینڈ *Lalande*
 مارنومل *Marmentau* اور لاگرنج *Lagrange* مشہور
 ریاضی دان۔ غرض کہ تمام اشخاص جن کی لیاقتوں کی یورپ میں وہوم تھی سب اس عظیم الشان
 دعوت میں شریک تھے۔

ایک گوشہ میں ایفری *Condorcet* لیڈیونکے غول کے درمیان کھڑا اپنی
 نظم باتہ ہلا ہلا اور منہ بنانا کے پڑہ رہا تھا۔ سنجیدہ اور حکیم منش نیکار علیحدہ فکر و نگے اسے
 ہولے دربار سلطنت کے درمیان ترقی کر نیوالے خطرات وقت پر مٹایا ہوا بحث
 کر رہا تھا۔ مختصر آنکہ یہ وہ جلسہ تھا جس میں پیرس کے تمام لایق سے لایق آدمی جمع
 تھے۔ اب حین جوزیفائن المیور بوسرے کی بیوی جو اس وقت مشہور تھی مع اپنے خور و سال
 پھر یوجین *Eugene* کے آئی۔ اسکے بعد بادشاہ کے چوٹے بہائی کیساتھ
 میڈیم جنلس *Genlis* تشریف لائی۔ یہ مغز لیدھی اس جلسے سمندر میں ادھر
 سے ادھر تیرتی پھرتی تھی اور جہرہ جاتی اپنی پوشاک کے عطریات سے لوگوں کے مشام چا
 کو معطر کر دیتی۔ پھر میڈیم کیمپین *Madame Campan*

ٹیکڈانڈ۔ اعلیٰ درجہ کا امین دان تھا۔ شاہنشاہ پولین نے اسکو وزیر خزانہ بنایا تھا۔ اپنے ظرافت آمیز
 قہر و کھلے یہ مشہور تھا۔ میزبانوں کا دن کہ رہا تھا کہ وزیر سلطنت میں فلاں فلاں منغات ہونی چاہئے
 لیکن فی غنہ اپنی تعریف کر رہا تھا۔ اس میں ٹیکڈانڈ نے اسکی بات کا کٹاؤں سے دریافت کیا کہ وہ چپکے ہی ہونا چاہتا
 کہ نہیں؟ ۹۔ یہ سب حاضرین قفقہ مارکٹنس پڑی۔ (میزبانو سحت چپکے روہتا) ۱۲

جارج واشنگٹن نے شمالی امریکہ کے صوبجات متحدہ کی خود مختاری کے لئے عہدہ پیش کیا اور انگریزوں کے خلاف
 بڑی سخت لڑائیاں لڑیں اور انگریزوں کو شکست دیکر عہدہ میں خود مختاری کا اعلان کر دیا وہنگٹن بڑا نامی ضرر اور مدبر تاج

میری اینٹوائیٹ *Myrionette* کی رفیق اور دربار شاہی کی دوسری یڈیاں آئیں اب چلبہ لایق سے لایق مردوں اور یڈیوں سے مکمل ہو گیا۔ فرط انبساط سے ریو و لیوشن اور موجودہ مصائب کا خیال سب کے دل سے محو ہوتا اور لمحے مسرت و شادمانی میں صرف بہرہ رسانی تھے اور خالصانہ خدمتگار نفسیں شیشائے خورد نوش جلسہ میں لئے پرتے تھے۔

ٹیک نصف شب گزرنے پر جلسہ میں ایک دم سناٹا ہو گیا اور مہمان باجاسننے کو متوجہ ہو کر میڈیم ڈی اسٹیل پیانو کے قریب جاسٹی اور جوزیفائن نے ربط لیکر اسکا ساتھ دینے کی تیاری کی۔ یہ دونوں اپنے فن میں بیکتاے زمانہ تھیں اور سامعین بڑے انتظار سے خاموش بیٹھ ہوئے تھے۔ ان دونوں کے باجے شروع ہوئے ہی تھے کہ دروازہ کھلا۔

اور دو نئے مہمان وارد ہوئے۔ ایک تو مسن۔ معزز صورت۔ سادہ لباس جنٹلمین تھا اور دوسرا جوان چہرہ پر۔ ڈبلا۔ پیلا۔ اس مسن جنٹلمین کو تو سب نے فوراً ہی پہچان لیا کہ فرانس کا نہایت مشہور و معروف فلسفی ابی رینال ہے۔ لیکن اس دوسرے۔ پتلے۔ دبیلے۔ زرد۔ جوان کو کسی نے نہ پہچانا۔ یہ دونوں دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئے تاکہ باجے میں کسی مستم کا برج نہ ہو۔ جب باجے ختم ہو گیا اور سامعین دونوں یڈیوں کے کمال کی داد دے چکے تو۔ ابی رینال اٹھا اور سچ اپنے جوان ہمراہی کے میڈیم ڈی اسٹیل کے قریب گیا اور کہا کہ یہ مانیٹیورنولین بونا پارٹ ہے۔ *Maniaturon Bonaparte* ہے۔ بونا پارٹ!

اس وقت ایک گستاخ نام *Bona Part* تھا۔ یہ نام سنگدہشت سے اٹرائے اپنے کندھے سے سکڑے اور حقارت سے منہ پیکر کر اسی طرح باتیں کرنے لگے جسطرح پہلے کر رہے تھے۔ لیکن میڈیم ڈی اسٹیل تو نہایت ہی عروم شناس واقع ہوئی تھی پس سپولین دوہی چار باتیں کرنے پایا تھا کہ وہ ہمہ تن اسکی طرف متوجہ ہو گئی اور پھر تو باہم خوب ہی باتیں ہونے لگیں۔ جوزیفائن اور دو چار ولینڈیاں بھی شہریک ہو گئیں اب تو یہ غول بڑبڑنا شروع ہوا اور دوسرے جنٹلمین آگے آئیں ملنا شروع ہو گئے۔ الفرہی نے۔ ابی رینال سے پوچھا کہ یہ کون حضرت ہیں جنکے گرو جگمگٹ ہو رہا ہے؟

ابی رینال نے جواب دیا کہ یہ میرا ساتھی ہے اور عجیب یاقوت کا نو جوان ہے! بڑا ہی

جفاکش - خوب پڑھا ہوا - تاریخ - ریاضی - اور علوم سپہگری کا بڑا جاننے والا ہے۔
میرا بوجہی اکوتا ہوا اس اشتیاق میں کہ یکساں مجمع ہر آپونچا - میڈیم ڈی اسٹیل
آہستہ سے مسکرا کر کہا کہ ”اوپر شریف لائے میں آپکو ایک نو عمر بڑا آدمی دکھاؤں گی اس لئے کہ میں آپکو
لائیو نکا قدردان جانتی ہوں۔“

میرا بونے اپنی برتری کا کچھ خیال نہ کر کے پولین سے بھر جھوٹی باتہ ملایا اور دونوں میں
باتیں ہونے لگیں۔ عام مضامین پر باتیں ہو رہی تھیں۔ کتب آئن مرہ حاصل
Bution نے فاکس
اور شریفین
مضامین کی اس بارہ میں مداحی کی کہ ان دونوں نے کہا ہے کہ ”سپاہ نے رعایا کے
مقابلہ میں ہتیار نہ اٹھائے اور اپنے افسروں کا حکم نہ مانا اور تمام افواج یورپ کے لئے عمدہ
مثال دکھائی اور افواج فرانس کے اس چال چلن نے ثابت کر دیا کہ سپاہی ہو جانے سے
آدمی شہری بھردی سے مترا نہیں ہو جاتا۔“

پولین نے پسند کر ایسے سنجیدہ لہجے سے کہ سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے کہا کہ ”جناب والہ
اگر میں آپ کی گفتگو میں مغل ہوں تو آپ مجھے معذور رکھئے گا مگر میں ہی ایک افسر ہوں اور
انہار سارے کا استحقاق رکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ آپ جیسے لوگوں میں لب کشائی
کرنا چوٹا منہ بڑی بات ہے تاہم میں اتنا سمجھتا ہوں کہ بارہ ماہ گذشتہ سے سینے فرانس
کی تکالیف پر بڑی توجہ سے غور کیا ہے۔ میں ملک کی حالت کو افسوس کی نگاہ سے دیکھتا ہوں
مجھ کو منظور ہے کہ مجھے کتنے چینی ہو لیکن میں ان اصولوں کا تذکرہ کئے بغیر نہ رہوں گا چوتھ
نکے ہی نہیں ہیں بلکہ ہر نوع حکومت کو الٹ دینے والے ہیں۔ مثل ہر دوسرے سرگرم شخص
کے میرا بھی جی چاہتا ہے کہ ان حقوق کو جنکو بادشاہ نے غصب کر لیا ہے اور جنکا رول ج ڈال
دیا ہے ناجائز قرار دوں۔ چونکہ میرا بھی آغاز ہے میری سب سے بڑی حکمت عملی اور فرض
یہی ہونا چاہئے کہ عام افادہ گاہوں کی مدد کروں اور انتظام ملک کی ہر شاخ میں اصلاح
کی ترقی کروں۔ لیکن چونکہ ایک سال کامل سے میں رعایا کے خطرناک بلوے دیکھ رہا ہوں
اور لاپت سے لاپت لوگوں میں نفاق ہو گیا ہے کہ اب اتفاق کی صورت نہیں معلوم ہوتی لہذا
اولے یہ دونوں نامہ شخص بادشاہ انگلستان جارج سوم کے درمیان تھے۔ جارج نے اس سے اسٹیم حکومت کی
(مترجم)

اب ہمیشہ سے زیادہ مجھے یقین و اتق ہو کہ ہماری گورنمنٹ کی حفاظت اور نظام قائم رکھنے کے لئے
 فوج میں حدود جو کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے نہیں بلکہ فوجیں اگر اپنے افسروں کی بلا پس پوش
 فرمانبرداری پر مجبور نہ کر دی گئیں تو ہم سب مخالفین سرکار کے اندھا دہند غصہ کے شکار ہو جائیں گے
 اور جسکے باعث فرانس وینا کے سب سے زیادہ حکومت ملکوں میں سے ایک ملک ہو جاوے گا۔ میں
 وزیر کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر فرانس کے بلایاؤں کا مضبوط ہاتھ سے سہتصال نہوا تو یاد رکھیے
 کہ پیرس تو پیرس فرانس کے جملہ شہرلابیان طوائف الملوک میں پڑ جائیں گے اور لایق سے لایق
 آزادی و دوست فرانس کے شہداء اور مہمان وطن معصودہ پردازوں کے انہو سے پامال
 ہو جائیں گے۔ زبان ہی زبان پر آزادی کا لفظ ہو گا لیکن درندوں سے بدتر ہو جائیں گے۔
 ان فردوں سے جو پولین نے بڑی شان سے جو اسے فطرتی عطا ہوئی تھی بولے
 تھامی مجلس میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور وزیر کے لئے قطعی خاموشی ہو گئی اور ہر شخص پولین کے
 زرمستعل بشہ کو بغور تاکتے لگا۔ نیکارا اور لافیت نے پولین کے ہمارے باوجودت خیالات کو
 ایسی غائب چینی سے سنا کہ انگوآن خطرات کا گویا یقین ہو گیا تھا جن کی پولین نے اسی
 موثر تصویر کھینچی تھی۔ میرا بونے ٹیلر انڈ کی طرف دو تین مرتبہ علانیہ اشارہ کیا جس سے اسکی
 مراد تھی کہ پولین کا بیان قطعی راست ہے۔ بعض لوگ پولین کے ان فقر و نیز جو سلطنت جمہوری
 کی ترقی کے اس قدر علانیہ طرفداری کے خلاف تھے پریشان ہو گئے۔ لیکن ایفری جو حکومت
 امرائے کا بڑا مغرور طرفدار تھا پولین کو بڑی مسرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔

ایک شخص جس کا یہ واقعہ چشم دید ہے کہتا ہے کہ پولین کے فقرہ فقہ پر کن وارسٹ بیرو
 سمجھتا تھا۔ ایسی چٹکیاں لیتا تھا کہ مباحثہ میری جمع نکلی جاتی تھی۔ جب پولین ختم
 کرچکا۔ تو میڈیم ڈی اسٹیل نے ابی رینال کا بہت شکریہ ادا کیا کہ اسنے اس کی پولین
 جیسے شخص مدبر سے جسکے خیالات ضرورت وقت کے متعلق ایسے عمیق تھے ملاقات کرائی
 پر اپنے باپ اور اس کے رفیقوں سے مخاطب ہو کر بڑی شان سے کہنے لگی کہ "اے بزرگو
 مجھے امید ہے کہ اس سچی حالت پر جو تجھے ابی سیمی ہی تم کو جہنم داؤ گے" اس طرح پولین جب کی
 اب اکیس برس کی عمر تھی تمام جلسہ میں مشہور ہو گیا۔ جدہ جانا اسی پر لگا ہوا تھیں۔ پولین کے
 لباس سے کوئی بڑی شان یا ریاست ظاہر نہ تھی۔ خاموشی اور ادا اسی چہرہ سے ظاہر تھی

اور اس بڑے جلسہ سے کوئی کسی قسم کا اثر اس پر نہ ہوتا۔ ابی رینال کو اپنے ساتھی کی فتح مندی پر بڑی خوشی تھی۔

اسکے بعد ستمبر ۱۹۱۷ء میں رخصت لیکر نیپولین وطن گیا۔ درجہ اول کی لفٹننٹ پر وہ حال میں ترقی پا چکا تھا، وطن پہنچ کر جہاں چند ماہ رخصت کے بخوشی ملنے جلنے میں صرف کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے پہلے ایک کمرہ کی فکر کی جہاں کتب بینی میں اس کا کوئی بوج نہ کر سکے۔ چنانچہ ایک بالاخانہ منتخب کیا اور یہاں اُس کا کوئی محل نہ ہو سکتا تھا۔ اور پھر ایک دم کتابیں کھول کر رات دن دماغی محنت میں غرق ہو گیا۔ ذرا ایسی تفریح نہ کرتا نہ باہر نکلتا اور کسی جلسہ میں تو شاذ و نادر ہی شریک ہوا ہو گا۔ اگر نیپولین کو محافظہ فرشتہ قبل سے ہی اطلاع دیدیتا کہ اُس کے دماغ پر بیشمار مسودوں کا آئینہ بوجہ پڑنے والا ہے تب بھی ممکن نہ تھا کہ نیپولین اس ضرورت کی تیاری کے لئے اسطرح بنیاد رکھ کر اُس سے زیادہ محنت کر سکتا جتنی اب کر رہا تھا۔ نیپولین کی طرز زندگی سے حسبِ قیاس مضمون کی بڑی سچی مثال ملتی ہے۔

”وہ بلندیاں جن پر بڑے آدمی پہنچے اور ان کو قائم رکھا۔ ایک دم پر از کر نیسے ہاتھ نہیں آتی ہیں بلکہ راتوں میں جبکہ اُن کے دوسرے ساتھی سو تے تھے اُنہوں نے اوپر چڑھنے کی محنت برواں کی ہے۔“

ایک دن طلوع آفتاب کے وقت نیپولین جیالات میں غرق تھا اب سمندر پر رہا تھا۔ اس کا ایک ساتھی افسر سے گیا اور اسے ملامت کرنے لگا کہ اچھا کیا کوئی میں گھسے رہتے ہو بالکل کرو ملاحظہ کرو اوچلو پیرائیں۔ نیپولین کچھ حصہ سے اس فکر میں تھا کہ بندر گاہ کی پیمائش کرے اور سامنے والی بلندیاں کو دیکھ جائے۔ کیونکہ اُس کی رائے میں شہر اچھی سیٹھ آگئی زد میں تھا۔ نیپولین چلنے پھرنے اصنی ہو گیا لیکن پیش قدمی کر لی کہ اُس کے ساتھی کو اُس کے ہمراہ سمندر میں چلنا پڑے گا۔ پہلی ایک طالع کو جو تھوڑے فاصلہ پر کشتی میں کھڑا تھا اشارہ سے بلایا اور کشتی پر سوار ہو کر چلے۔ نیپولین کشتی کے اگلے حصہ پر بیٹھا اور اپنی جیب سے ڈور کا ایک گونڈا نکالا جس کا ایک سر اُس نے کنارہ پر باندھ دیا تھا اور کمارٹی کی عرض کی چوکس پیمائش شروع کی۔ نیپولین کے رفیق کو بلایا اس میں کب مزہ آ سکتا تھا وہ تو محض جی بھلانے آیا تھا اور سیر کو اسطرح پیمائش سے تبدیل

کر دیے جانے پر کیا گیا۔ جب کماڑی کے دوسرے کنارے پہنچے تو نیولین نے کہا "چلے
اب اوپر تشریف لیجئے" لیکن دوست کے پیٹ میں تو چوہے تلا بازیاں کما رہے تھے اور وہ ان
گرم گرم کماڑیوں کا خیال کرتا تھا جو مکان پر اسکا انتظار کر رہے تھے۔ نیولین کو حیرت ہی
اُس نے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ ہلکا ب سننے والا تھا فوراً اوپر چڑھ گیا اور ہر مقام کی خوب
اچھی طرح پڑتال کی۔

نیولین نے اس منظر کو خود حسب ذیل لفظوں میں لکھا ہے۔

"میرے دوست کو اس قسم کی باتوں میں بالکل لطف نہ آیا اور وہ مصر ہوئے لگا کر اچھی
بس ختم کیجئے چلے مکان کو واپس چلئے" لیکن میں اسی فکر میں تھا کہ ذرا مہلت بلجائے تو میں
ان بلند یوں کو پڑتال لوں۔ لیکن اُسے استدر ہونک لگ رہی تھی کہ وہ میری ایک نہ سنا تھا
اگر میں کماڑی کے حق کا اُس سے ذکر کرتا تھا تو وہ کہتا تھا "اجی میری انہیں آپ قل ہوا اندر پڑتی
ہیں اور مکان پر کمانا ٹنڈا ہوا جاتا ہو گا" اور اگر میں اُسے کوئی مکان یا گرجا کا مینار دکھاتا
اور کہتا کہ میرے ہم کے گوشے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں تو وہ کہتا "اجی واہ مینے آپ اب تک
کچھ نہیں کیا یا ہے تم کو اپنی پڑی ہی" القصہ دوپہر کے قریب ہم مکان کو واپس آئے لیکن لطیفہ
سننے کہ احباب جتنے ہمراہ میرا دوست کمانا تاول کر نیکو تھا آئے اور بیٹے بیٹے انتظار میں آخر
تک گئے اور کہا پی کے بلے ہو گئے۔ پس ان حضرت کو نہ احباب ملے نہ کمانا ہی ملا۔ اُس دن
سے اُس نے کان پکڑا کہ سیر کا رفیق اور سیر کا وقت خوب دیکھ بھال کے منتخب کر لیا۔"

اسکے بعد کچھ بہت زمانہ گزرنے پایا تاکہ اگر زیر مورچہ بندیاں کر کے انہیں بلندیوں پر
چڑھ آئے اور نیولین نے اُسی واقعیت سے جو اس سیر میں اُس نے حاصل کی تھی بڑا فائدہ
اُٹھایا۔

باب دوم

آغازِ مہال

ساکلیٹی۔ عالی حاکمی سے بدل لینا۔ ٹولی کریر پر حملہ پنولین کے چال چلن کو لٹے لکھنے۔ امریکہ کی جمہوری حکومت کی بنیاد۔ طائف۔ پنولین اور ساپولی کی باہم ملاقات۔ پنولین کا قید ہو جانا۔ پاولی اور ریڈیلمیشیا۔ بونا پارٹ خاندان کا ہزاریس سوار ہونا۔ انگریزوں کا کورسیکا کو فتح کرنا۔ اپنے وطن سے جو خبر یہ کورسیکا میں آتا پنولین کی محبت۔ ٹولون کا انگریزوں کے حوالہ کر دیا جانا۔ فرانسیسیوں کا ٹولون کو خاص کرنا۔ ٹولون فتح کر کے بابت پنولین کی تجویز۔ پنولین کے نذر غم و ہمت۔ اپنی جان کی کچھ پروا نہ کرنا۔ ڈائیٹیوگ۔ جوت۔ حملہ وریل جبرائیل کا لے لینا۔ ٹولون کا خالی کر دیا جانا۔ سپاہیوں کا قانون کی پروا نہ کرنا۔ ظالمانہ قتل۔ لطیفہ۔

جب پنولین کورسیکا میں ایامِ خلعت گزار رہا تا تو پلٹا رک *Plutarch* کی وضع پر کورسیکا کے بڑے شخصوں کے حالات چند گنہ روز بشیکر قلمبند کیا کرتا تھا۔ یہ کتاب پنولین نے بہت کچھ لکھ لی تھی لیکن انقلابات کے باعث جو بعد کو واقع ہوئے یہ کتاب ضائع ہو گئی۔ پنولین نے ایک کلب *Club* مباحثہ ہی قائم کیا تھا اور چند فوجی افسر جو اس وقت کورسیکا میں موجود تھے ان میں شریک تھے اور معاملات ملکی پہنچنے پر وہیں میں ہل چل پھرتے ہی تھے بحث ہوا کرتی تھی۔ پنولین نے بڑی محنت شاقہ سے اس مضمون پر غور کیا تھا۔ اس کلب میں پنولین اکثر اسپیچ دیتا تھا اور اپنی فصیح و دلائل تعزیر کے باعث بہت ممتاز تھا۔ رعایا کی آوازی کا اس وقت وہ پورا اظہار تھا اگرچہ بیقانون مخالفین کے کار کے شوق مندوں کا قطعاً مخالف تھا جبکہ ایامِ خطر *Reign of Terror* نے پیرس پر آمد میر چایا اور رعایا کے ظلم و تشدد کی خبریں

روز اندام شروع ہوئیں تو پتولین کسی طرح اس طوائف الملوک کے خلاف اپنی رائے مخفی نہ کر سکا اور کلب میں ایک دن اس شد و مد سے اُس نے ان کا رد و ایجوئے خلاف آپسچ وی کر اُس کے ایک دشمن سال کیٹی *Salicetti* نامی نے گورنمنٹ میں مخبری کر دی کہ پتولین باغی ہو گیا اس پر پتولین گرفتار ہو کر پریس آیا لیکن یہ کاسیالی تمام بری ہوا۔

چند ہی سال بعد پتولین کو اس سال کیٹی سے جس نے کمینہ پن سے پتولین کی جان لینا چاہی تھی اور جس سے اُسے اب نفرت ہو گئی تھی بڑا کریمانہ بدلہ لینے کا موقع ملا۔ سلطنت جمہور کے برخلاف سال کیٹی خطرناک ثابت ہوا۔ بس اشتہار عام ہو گیا کہ حفاظت قانونی سے وہ خلع کر دیا گیا۔ انٹران پولیس سلی جسٹو میں پرلے لگے اور گلوٹین *Guillotine* اُس کے خون کی پیاسی ہو گئی سال کیٹی نے بڑی ددن مہمتی سے میڈیم پرین کے گہرے لی۔ میڈیم پرین اُس لیڈی کی جس نے پتولین کو پُرس اُن بولش کا طعنہ دیا تھا اُن ہی سال کیٹی کے اس فعل سے میڈیم پرین اور اُس کے تمام گروالے بڑے خطرہ میں پڑ گئے تھے۔ پتولین کی اس خاندان سے بڑی دوستی تھی اور سال کیٹی کو ڈرتا کہ پتولین کو اُس کی جاسم پناہ معلوم ہو جائے اور وہ پولیس میں اطلاع کر دے گا۔ میڈیم پرین کو بھی معلوم تھا کہ سال کیٹی پتولین پر وار کر چکا تھا اور سال کیٹی میڈیم پرین کو بھی تو لگا ہوا تھا اس مپوشی کی بڑی کو پتولین۔ میڈیم پرین کو لگا رہا تھا کہ سال کیٹی کی باری لی اور اپنی گرفتاری کا تلخ مزہ اُس کو چکنا چریکا دے۔ یہ پل اُس کے لئے اور ہی زیادہ تلخ اسلئے ہو گئے کہ خود اپنے ہاتھوں کو اُن درختوں کے لگانیں اُسے مدد کی ہے جنہیں یہ پل آئے ہیں۔

میڈیم پرین نے بناوٹی تعجب پوچھا ”ارے! کیا سال کیٹی گرفتار ہو گیا۔“
پتولین۔ ”چوش۔ ممکن ہے؟ کہ تم کو معلوم نہ ہو کہ اُس کا وارنٹ ہو گیا۔ آپ کو اور بہلا خبر نہوا آپ ہی کے یہاں تو وہ پوشیدہ ہے۔“

میڈیم پرین۔ ”سال کیٹی اور میرے گھر میں؟ پتولین باؤ لے تو نہیں ہو گئے ہو؟ کہیں کسی غیر کے سامنے ایسی سہمی نہ کر سہٹنا میری جان کے تولا لے پڑ جائیگے۔“

سال کیٹی نے یہ سہمی کر کے کل اچھا کی تھی۔ تیر کے دربار سے فوراً ستر قلم جھانٹا۔ حکیم کے نام پر اس ہلک کل کو بھی گلوٹین کسا جاتا تھا۔ فریج ریو دیوشن میں ہزاروں لکاکھوں اسی کل نے کیا ہے۔ ۱۲ مترجم

پنولین۔ (اپنی جگہ سے اٹھ کر اور میڈیم پرمن کے پاس جا کر اور اپنے سینہ پر دونوں ہاتھ لگا کر اور اُس سے آنکھ ملا کر) ”میڈیم پرمن۔ سال کیٹی ضرور تمہارے گھر میں ہے تم میری بات نہ کا لو۔ کل صبح پانچ بجے بولے Boulevard سے وہ ادھر آیا ہے اور اس طرف سوائے تمہارے کوئی ایسا اُسکا شناسا نہیں ہے جو اُسکو پناہ دیکر اپنی اور اپنے متعلقین کی جان کو خطرہ میں ڈالے۔“

میڈیم پرمن (غیرب سے) ”پنولین تمہیں بتاؤ کہ سال کیٹی کس استحقاق سے میرے یہاں پوشیدہ ہو سکتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ معاملات ملکی میں ہماری رائے اُس سے مختلف ہے اور مزید براں وہ یہی جانتا ہے کہ میں پیرس چھوڑنیوالی ہوں۔“

پنولین نے جواب دیا کہ تمہارا سوال بجا ہے کہ کس استحقاق سے وہ تمہارے مکان میں روپوشی کی استدعا کر سکتا تھا۔ لیکن غیر محفوظ عورت کے گھر میں آنا جو خود بیچاری ایک بانی کو چند ساعت پناہ دینے کے بدلہ میں ماخوذ ہو جائے پاجیوں کا فعل ہے اور سال کیٹی کو کسی خیال سے بھی یہ کرنا ذیبا نہ تھا۔“

پرمن۔ پنولین اگر تم ایسی بات جس کی کوئی بنیاد نہیں باہر کہو گے تو اور کچھ تو نہو گائیں صفت آفت میں آجاؤ گی۔“

پرنولین نے میریم پرمن کی طرف بغور دیکھا اور کہا ”میڈیم تم فیاض بی بی ہو لیکن سال کیٹی پاجی ہے۔ وہ خوب جانتا تھا کہ تم اپنا دروازہ اُس پر بند نہ کر سکو گی۔ اور محض خود غرضی سے اُسنے تمکو اور تمام تمہارے گرد والوں کو جان کے خطرہ میں ڈالا۔ سال کیٹی پسند تو مجھے پہلے سے ہی نہ تھا لیکن اب تو میں اُس سے نفرت کرتا ہوں۔“

پربڑے چہل سے میڈیم پرمن نے پنولین کا ہاتھ ہاتھ میں لیا اور چار آنکھیں کے صریح جھوٹ بولی کہ پنولین میں بہ قسم تمکو اقلیت دلاتی ہوں کہ سال کیٹی میرے یہاں پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن ٹیڑھ۔ اب کیا میں تم کو ساری داستان سناسی دوں؟“ پنولین نے کہا ہاں ہاں میں ضرور سنوں گا۔“

لفظ بولے دار۔ اس روش یا گفت کو کہتے ہیں جیسی شہر کی پڑائی شہر پناہ برابر کر کے تیار کیا دے ۱۲ مترجم

بڑی ظاہر ابے نکلفی سے وہ کہنے لگی کہ اصل تو یہ ہے کہ سال کبھی میرے یہاں آیا تھا لیکن کل صبح چہ بجے آیا تھا اور پھر ذرا ہی دیر بعد چلا گیا اور میں نے اُسکو یقین دلادیا کہ میرے یہاں اُسکا پوشیدہ رہ سکنا غیر ممکن ہے کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں ایسی حالت میں رہتی ہوں کہ میرا حال سب پر ظاہر ہے اور سال کبھی نے تسلیم کر لیا کہ میں راست کہتی ہوں۔ اور وہ یہاں سے چلا گیا۔

پنولین دو تین مرتبہ جلد جلد کمرہ میں ٹلا اور پھر کہنے لگا: "ٹھیک ہے ہوا جسکی مجھے توقع تھی۔ سال کبھی بڑا ہی نادوتا کہ عورت سے یہ درخواست کی کہ اپنی جان کو اُسکی خاطر خطہ میں ڈالے۔" پر وہ میڈیم پرین کے سامنے ٹکر گیا اور شکوک نگاہ سے اسے دیکھ کر بولا: "تو۔ میڈیم پرین نکولین دانتی ہے کہ سال کبھی تمہارے گھر سے چلا گیا۔ اور اپنے مکان کو واپس ہو گیا۔"

میڈیم پرین نے جواب دیا: "ہاں وہ چلا گیا۔ کیونکہ میں اسے یقین دلادیا کہ چونکہ اُسے پوشیدہ ہونا پسند ہی میں ہی تو بہتر ہے کہ وہ اپنے ہی ہوٹل والوں کو رشوت دے کہ کیونکہ اُسکے دشمن ہوٹل میں اُسے تلاش کرنے نہ جا دیں گے۔"

پنولین تب حُضرت ہوا اور میڈیم پرین نے اُس کو ٹھری کا دروازہ کھولا جس میں کئی چپا بیٹا تھا اُس نے اس گفتگو کا ایک ایک حرف سنا تھا۔ کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا اور اُسکا ہاتھ بوجھ عارضہ رُغاف خون سے تر ہو گیا تھا۔

پیرس سے فرار ہونیکے فوراً سامان ہونے لگے اور سال کبھی کے لئے میڈیم پرین کے ملازم کے نام سے پروانہ راہداری حاصل کیا گیا اور صبح تڑکے پیرس سے روانہ ہوئے سال کبھی ملازم کے لباس میں کچ کبس پر بیٹھا تھا۔ جب شہر سے کئی میل گاڑی چوکی پر پہنچی تو ایک گاڑی کے جتنے ہوئے گھوڑے کے سوار نے کڑکی کو لکر میڈیم پرین کو ایک خط دیا اور کہا کہ ایک جان نے یہ خط مجھے دیا تھا اور کہتا کہ اس چوکی پر میں یہ خط آپ کو دیدوں۔" یہ خط پنولین کا تھا۔

میڈیم پرین نے کھولا۔ اور پڑھا تو یہ لکھا ہوا تھا۔

"میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی یہ چہال کرے کہ اُس نے مجھے جہاننا دیدیا۔ اگر میں تم سے یہ نہ کہتا

کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سال کیٹی کہاں پوشیدہ ہے تو تم میری نسبت ایسا خیال کر سکتی تھیں
سال کیٹی آپ تکو معلوم ہونا چاہئے کہ میں تم سے اُس بدی کا بدلہ لے سکتا تھا جو تم نے مجھ سے کی تھی
اب دیکھو کہ باعتبار اپنے اپنے خیال کے کسکو ترجیح ہے۔ ممکن تھا کہ میں تم سے اس وقت عوض لے
لیتا لیکن میں نے نہیں لیا۔ شاید تم خیال کرو گے کہ تمہارے محسن میڈیم پرمن کو خیال سے میں نے
منتیں بچا دیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ خیال مجھے غالب تھا۔ لیکن چونکہ تم بے بس اور حفاظت
قانونی سے خارج تھے میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں تمکو ایذا پہنچاتا۔ اب جاؤ اور جہاں پوری
حفاظت سمجھو اپنی جاسے پناہ منتخب کر لو۔ تمہارا نام میری زبان سے کسی کے رد و رد نہ نکلیگا
تو بہ کرو اور میرے خیالات کی قدر کرو۔ میڈیم پرمن خدا تمکو اور تمہاری لڑکی کو اپنی امان میں رکھے
تم بے مددگار اور غیر محفوظ ہو۔ ایک خیر طلب کی دعاؤں سے حافظہ عتیقی تمہاری حفاظت
کرے۔ لیکن خبردار بڑے شہروں میں جہاں سے تمہارا گزر ہو تم قیام نہ کرنا۔ الوداع“
یہ خط پکا میڈیم پرمن نے سال کیٹی سے کہا کہ ”تمکو نیولین کے فیاضانہ چال حلین کی قدر
کرنا چاہئے یہ چال حلین نہایت ہی کرنا ہے“ اس پر سال کیٹی نے حقارت آمیز ٹھہس سے جواب دیا
کہ جانا! یہ خوش تم اُس سے میرا کیا کرنا چاہتی تھیں۔ کیا تمہارا جی چاہتا تھا کہ وہ مجھے گرفتار
کراویتا۔“

یہ سن کر خشم کو وہ خاتون نے سال کیٹی کو بڑی نفرت کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ میں نہیں جانتی کہ میں کیا
چاہتی تھی لیکن اس منہ سے اگر تم ذرا ہی شکر گزار سی کرتے تو بہت اچھا معلوم ہوتا۔“
جب ہند گاہ پر پہنچے اور اُلتی جانے کو سال کیٹی ایک چھوٹے جہاز پر سوار ہوا
تو معلوم ہوا کہ نیولین کی شکر گزار سی سے وہ غافل نہیں ہے۔ میڈیم پرمن کا ہاتھ پکڑ کر وہ کہنے لگا
کہ ”اگر زبانی لفظوں سے میں نیولین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں تو وقت کافی نہیں ہے۔ لیکن نیولین
سے تم کہنا کہ میں اُسکا شکر گزار ہوں مجھے اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ نیولین میں صفات کریمانہ ہی ہیں۔
میرا فرض ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کروں۔ میں نیولین کا مشکور ہوں۔“
اُس الزام سے بری ہو جانیکے بعد جو نیولین پر سال کیٹی نے لگایا تھا نیولین پر میں
بین چارہ اور رٹا بڑی کفایت شعاری سے گذران کرتا اور بیوہ کسیرہ لفریج میں کبھی وقت

کی بد نظمی میں سے ایک منتخب کر نیکو کہا جائے تو میں پُرانی حکومت کو ترجیح دوں گا۔ ہر موقع پر بلا خوف و خطر وہ علانیہ کہتا تھا کہ میں اس جمہوری بد نظمی سے سخت متنفر ہوں جس نے انصاف اور قانون دونوں کو مائل کر دیا ہے اور جس کی بدولت فرانس ضرب المثل ہو گئی ہے۔

پنولین کے چال چلن کی یہ ٹیکہ ہے۔ انہیں تناقض قوتوں نے اُس کی آئندہ ترقی کی رہنمائی کی۔ بعد کو بھی اُس نے اپنا قطعی ارادہ ظاہر کیا کہ ان مخالفین سرکار کو وہ لپٹ کئے بغیر نہ رہے گا۔ فرانس میں اُس نے از سر نو ایک لافتح سخت قائم کرنے میں بڑا استقلال ظاہر کیا۔ جو رعایا پر حکومت کرے اور جریفون کے لئے ترقی کا ہر ایک کو چھ کو لے اور ارباب ریاست کو دولت و مرتبہ اور عمدہ و اختیارات عنایت کرے۔ پنولین نے کہوں کے کہدیا کہ بدون علم و مذہب کے فرانس سلطنت متحدہ امریکہ کی سی سلطنت جمہوری کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور لاقیت عقلائے فرانس کا ایک عاقل اس رائے سے قطعی موافق تھا پنولین نے خود مختار طاقت سے اوپر تو ناجائز بلوونکا استیصال کیا اور اُدھر اپنے گرد لایق سے لایق لوگ جمع کئے خواہ وہ اہل حرفہ کی دوکانوں سے یا کسانوں کے جھونپڑوں یا فوج کی صفوں سے ہتھیاب ہوئے ہوں عوام فرانس میں نہ اسوقت اخلاق تباہ اور اک نہا۔ نہ مذہب تھا۔ قانون ربانی اور آئین انسانی کی کوئی عزت نہ تھی۔ پنولین نے انگلستان کی طرز حکومت کو بہت پسند کیا اور بیان کیا کہ فرانس کی گورنمنٹ اسی نمونہ پر بننا چاہئے اُس نے تجویز کیا کہ فرانس میں ایک زبردست باہیت سخت کی حاجت ہے۔ نام اور امرا اور لافتح فوج رکاری جس کی معین ہو اور رعایا کو احتیاط سے رفتہ رفتہ حقوق تفویض کئے جائیں۔ اور اگرچہ بعد کو واقعات نے اُسے مختار مطلق ہو کر کام کرنے پر مجبور کر دیا تاہم اُس کے اس قدر وسیع زمانہ حکومت میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ اس رائے کا قطعی پابند رہا ہے۔

ایک دن شام کو اس پُر آشوب دار السلطنت کے کوچوں سے جہاں سلطنت جمہوری کے موافق نعروں سے کان بہرے ہوئے جاتے تھے سیر کر کے پنولین مکان کو واپس آیا۔ بغاوت کا یہ زمانہ شباب تھا اور کلوشن خون متفولین سے ترقی۔ ایک لیڈی نے اُس سے پوچھا کہ ”نئے طرز حکومت کے بارہ میں پنولین تمہاری کیا رائے ہے“ اُس نے جواب دیا کہ

”ایک معنی سے تو وہ اچھی ہر اس میں شک نہیں لیکن خوزیری سے جہاننگ تعلق ہی وہ بہت برسی ہے“ ہر گویا کہ سچے خیالات میا ختہ اُس کی زبان پر آ گئے اور بڑا زور دیکر وہ کہنے لگا نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس نئی طرز حکومت کو حد غارت کرے میں اسے ہرگز پسند نہیں کرتا۔“

انہوں نے پولین زیادہ مالدار نہ تھا۔ ایک موچی سے اُسے بوٹ بنوایا یہ کچھ اچھا کاریگر تھا لیکن پولین کیساتھ اُسے ہل منساہ برتاؤ کیا اور قیمت کے بارہ میں پولین کو دق دیکر۔ جب پولین کا دو قیمت پلٹا اور وہ فرسٹ کلاس اور شاہنشاہ ہوا تو اُس سے اکثر امرا باصر کہتے کہ وہ کسی اچھے دوسرے کاریگر کو اپنے کام میں مشغول و مامور کرے لیکن ممکن نہوا کہ اُسکی جوانی کے دوست اس غریب کاریگر کو اُس سے کوئی علحدہ تو کر سکتا۔ اُسکے حبیبی رحم نے اسے بتلا دیا تھا کہ اس غریب کاریگر کو اس نسبت سے کہ وہ شاہنشاہ کا پادشاز ہے کس قدر مسرت اور فخر ہوگا اور کاریگر کو اس قدر منفعت ہوگی جس سے زیادہ نفع پہنچانا ممکن نہ تھا۔

صفحہ ۱۰

اسی زمانہ ضرورت میں ایک سار نے پولین کو ایک بیا بغیر نقد قیمت لئے او بار دیدی تھی اسما کو تپوین نے کبھی فراموش نہیں کیا۔ اگلی کی مہمات سے واپس آ کر اُس نے اس زرگر کو بڑی فیاضی سے معاوضہ دیا اور بعد کو ہمیشہ اُسی سے کام بنوایا اور تمام مالیان و ربار اور بڑے جنرلوں سے اُس کی سفارش کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ زرگر تو نگر ہو گیا۔

جملہ نتائج کے اسباب کا ہونا ہی ضروری ہے۔ قوم اور فوج میں پولین کی ہر وغیرہ امور اتفاقہ یا محبوں کے جذبہ کا دورہ نہ تھی۔ ان فیاضوں نے جو فطرتی اور فوری اُس سے ظہور میں آتی تھیں لوگوں کے دل کو اسطرح قابو میں کر لیا تھا جس طرح اُس کی فائق ترین لیاقتوں اور شاقہ محنت نے اُسکے لئے ناموری حاصل کی تھی۔

پولین معاملات ملکی پر یہ اصول قائم کر کے جن میں پیرس کے لئے قانون ظلم ستم نے جنکو اُس نے بحشم خود مشاہدہ کیا تھا اصلاح کو دی تھی کورسیکا Corsica واپس آیا۔ وطن آئے اُسے زیادہ عرصہ نہ گذر تا کہ فوری ۱۸۹۳ء میں حکم پہنچا کہ امیر البحر ٹرگٹ کے ہمراہ ہر سوزاری و دوٹالن وہ جزیرہ سارڈینیا Sardinia

کو فوراً اجاڑے۔ نپولین جہاز سے ساحل پر اترا اور اپنے حصہ میں پورا کامیاب ہوا مگر امیر البحر کو کامیابی نہ ملی اور اسلئے نپولین اپنی مورچہ بندیاں چھوڑ دینے پر مجبور ہوا اور کورسیکا کو واپس آیا۔

نپولین اب بھی دیکھتا تھا کہ فرانس میں بکثرت بدظیمیاں تھیں۔ بادشاہ اور بادشاہیہ قتل ہو چکے تھے۔ اپنے ملک کی یزبوں حالت دیکھ کر پاؤلی کو نفرت ہوئی اور اُس نے جزیرہ کورسیکا جس کا وہ گورنر تھا نمک حرامی سے انگریزوں کو حوالہ کر دینے کی سازش کی فیصل بڑی نمک حرامی کا تو تھا لیکن فرانس کے بڑے سنگین مظالم نے اس کی زبونی کا کفارہ کر دیا۔ کورسیکا کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت پاؤلی کی شریک ہو گئی۔

پاؤلی نے اپنے دوست اور ساتھی کے بیٹے نپولین کو جس کی صفات ذاتی کا وہ بڑا مددگار تھا اپنے جہنڈے کی شرکت کی حتی الامکان ترغیب دی۔ لیکن نپولین آئندہ سچیدگیوں کو بڑی دوراندیشی سے دیکھ چکا تھا اور اس نے پاؤلی کی بڑی منت کی کہ وہ ایسے فعل سے جو بھان و من کی صفات سے بچدہ ہے باز رہے۔ نپولین نے اس بات پر زور دیا کہ فرانس کے جوڑ و ستم اس قدر شدید ہیں کہ بہت جلد خاتمہ کو پہنچینگے اور قوم کے لوگ پرائیمن و عقل کے راستہ پر واپس آئینگے اور کورسیکا اس قدر کمزور اور چھوٹا جزیرہ ہے کہ یورپ کی عظیم الشان سلطنتوں کے درمیان اپنی خود مختاری قائم نہ کر سکے اور باعتبار اپنی زبان رسم و رواج و مذہب کے کورسیکا انگلستان کا متجانس حصہ ہو نہیں سکتا اور قومی حلق جزیرہ کا فرانس سے ہے اور کورسیکا کی شان و آبرو اس میں ہے کہ وہ فرانس کا صوبہ ہے۔

۱۔ فرانس کے جنوب بحر میں ایک جزیرہ ہے اسی جزیرہ کورسیکا میں نپولین پیدا ہوا تھا۔ ۱۲ مترجم۔
۲۔ جناب اُن حالات کی تفصیل سے جو انکی پیش قدمی اور مظالم کی بابت بیان ہوئے ہیں میں آپ کا وقت ضائع نہ کروں گا لیکن تشیل میں سارو مینیا (ساروینیا بحر میں ایک جزیرہ ہے۔ مترجم) کا ذکر کرتا ہوں جس پر بہت ہرجا ہوا ہے۔ کافر الیسیوں نے ساروینیا پر اسی حالت میں جبکہ وہ فرانس کے ساتھ حالت صلح میں تھا حملہ کیا وہ نہیں ایسی بات ہرگز نہیں ہوئی۔ ساروینیا کے بادشاہ نے انگلستان سے روپیہ کی مدد لی اور ساروینیا پر ہراڑا دیا اور مقصد سے طاقت مبارز تھا۔ ۱۲۔ ایچ آرمیل چارلس جے فاکس۔ برٹش پارلیمنٹ۔ ۳ فروری ۱۸۵۹ء مصنف

اور علاوہ بریں سچے شریف کا یہ کام ہر مصیبت کے ایام میں وہ اپنے ملک کا شریک ہے اور اس درہمی برہمی سے جس میں ملک پھنس گیا ہو اسکو نکالنے کی حتی الوسع سعی کرے۔
پنپولین کی یہ پالیسی لاجواب نہیں مگر پاؤلی انگلستان میں زبردست تعلقات دوستی پیدا کر چکا تھا اور اسے وہ زمانہ بھی خوب یاد تھا جبکہ وہ فرانس کی فوجوں کے سامنے سے ہٹا گا ہٹا رہا تھا۔

آخر ملاقات جوان دونوں شخصوں میں ہوئی ایک پوشیدہ خانقاہ میں جزیہ کے اندر ہوئی۔ دونوں میں بڑی دیر تک باہم بحث رہی اسلئے کہ ان میں بڑی محبت تھی۔ یہ کارآزمودہ جنرل ۸۰ برس کا بوڑھا تھا اور پنپولین ۲۴ برس کا تھا۔ انکا آپس میں سٹیر بکف ہونا بڑی عجوبہ سے ہو سکتا تھا۔ لیکن کوئی کچارہ کار نہ تھا۔ پاؤلی کورسیکا کو انگریزوں کے حوالے کر دینے کے ارادہ میں مستقل تھا۔ اور پنپولین اپنے تعلقات اپنے ملک سے بوجہ کسی تحریک کے علحدہ نہیں کر سکتا تھا۔ پس دونوں بناچار می ورنجیرگی ایک دوسرے سے خانہ جنگی کر نیکو مستعد ہوئے۔

پنپولین خاموش اور خیالات میں ڈوبا ہوا گھوڑے پر سوار مکان کو واپس آ رہا تھا جب وہ ایک کھاڑی میں پہنچا تو کوسٹائینوں کی ایک جماعت نے جو پاؤلی کے ملازم تھے اسے گیر لیا اور قید کر لیا۔ لیکن انہیں دم دیکر وہ نکل گیا اور اپنے نیشنل گارڈ سے جسکا وہ افسر تھا جا ملا۔ فوراً جنگ شروع ہو گئی۔ گورنر پاؤلی نے جو شیار فوج کے ساتھ کورسیکا کے دارالسلطنت اجینٹیو پر قابض تھا انگریزوں کو بندرگاہ میں بلا لیا۔ اور جزیرہ حوالہ کر دیا۔ انگریزوں نے انہیں ٹیلیو پر جو خلیج کے دوسرے کنارہ تھے اور جیسا یاد ہو گا پنپولین نے جنگجو بڑی احتیاط سے دیکھا تھا فوراً قبضہ کر لیا۔ پنپولین کو ان ٹیلوں سے پوری واقفیت تھی اور یہ اسوقت بہت کام آئی تاریک و طوفانی شب میں چند سو سپاہی لیکر وہ ایک چھوٹے سے جہاز میں سوار ہوا اور مورچوں کے قریب جا اتر اور اندھیرے میں سپاہیوں کی اس زمین پر رہنمائی کی جس سے وہ پورا آگاہ تھا اور انگریزوں پر سوتلے میں شب خون مارا اور بڑی خونریز لڑائی کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی ہی دیر ہوئی مگر یہی پر قبضہ کر لیا۔ ہوت

ہو ازیاہ تہ چلنے لگی تھی اور فوج ہوتے نیولین نے جو بخور و یکھا تو جہاز کو سمندر میں نہ پایا
 ہوا اسے اندر سمندر میں بہا لے گئی تھی۔ اب نیولین کو انگریزوں اور کورسیکا والی فوجوں
 نے گھیر لیا۔ نیولین کی حالت نازک ہو گئی لیکن پانچ دن بڑی جواہر دہی سے اسے ان فوجوں
 مقابلہ کیا اور بیاتنگ نوبت پہنچی کہ گھوڑے فوج گر کر کے کمانے لگے۔ آخر کار جہاز اہو پونجا
 اور نیولین نے گڈ ہی خالی کر دی جس میں اسے کثیر التعداد فوج کے مقابلہ میں اسفند
 پاموسی ظاہر کی تھی اور گڈ ہی کو بارود سے اڑا دینے کا ناکام ارادہ کر نیکی بعد تحفظات تمام
 جہاز میں سوار ہو گیا۔ پاؤلی کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور انگریز اس کی کمک کو لپر
 چلے آ رہے تھے نیولین نے اب زیادہ مقابلہ کرنا فعل عبث سمجھا اور اپنے خاندان
 کا امن کورسیکا میں نہ سمجھا۔ پس فوجوں کو منتشر کر کے کورسیکا چوڑے دینے کی تئاری کی
 پاؤلی میڈیم ٹینشیا کے پاس آیا اور جہاننگ ترغیب دینے کا حق تھا ترغیب ہی
 کہ جزیرہ کو انگریزوں کے حوالہ کر دینے کے فعل ناجائز میں وہ اس کی شرکت کرے۔ اور کہنے لگا کہ مقابلہ
 کرنا محض بیکار ہے۔ مقابلہ کرنے سے سوائے اسکے اور کچھ ہو گا کہ وہ خود اپنے اوپر اور تمام
 اپنے کنبہ پر تباہی لائیگی۔ میڈیم ٹینشیا نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ میں صرف دو قانون
 جانتی ہوں اور انکا نالغ ہونا ضروری سمجھتی ہوں۔ ایک تو قانون ننگ و ناموس ہے اور
 دوسرا قانون فرض ہے۔ فوراً اشتہار عام ہو گیا جسکا یہ منشا تھا کہ یہ خاندان جزیرہ بدر کر دیا جا
 ایک دن صبح کو نیولین نے دوڑ کر اپنی ماں کو اطلاع دی کہ کئی ہزار گنوار باغیانہ غصہ سے
 برے طرح طرح کے ہتھیاروں سے مسلح مکان کی طرف حملہ کر نیکیو وڑے چلے آ رہے ہیں
 اس خبر سے سارے گھر کے لوگ سراسیمہ ہو سباب ہاتھ پڑا لیکر ہباگ کھڑے ہوئے
 اور کئی دن سمندر کے کنارے بے گمراہہ پہرے سے تھے حتی کہ نیولین نے انکو ایک کشتی میں
 سوار کر نیکیا انتظام کیا۔ ان لوگوں نے سارا نیولین کی ماں کا گھر لوٹ لیا اور سباب برباد
 کر دیا۔

آوی رات کو ایک کشتی میں جس میں چار زبردست ملح منڈ سے ہوئے ڈانڈ
 ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ میڈیم ٹینشیا کے لئے ہوئے اور منہدم مکان کے قریب

سمندر کے کنارے پہنچی۔ ایک ملازم کے ہاتھ میں ایک وہندہلی لالین تھی اور ایسی حالت میں کہ نہ دنیا میں کہیں ٹھکانا نہ پاس ٹھکانا دریاے مصیبت میں ڈوبا ہوا یہ خاندان دم بخود کشتی پر سوار ہوا۔ انکی کل کالینات دو ایک صندوق تھے۔ ملاحوں نے تاریک و تنہا سمندر میں ناؤ کیلینا شروع کی اس سبکی سے ہلادینا میں کوئی ناؤ کہی کا ہیکو چلی ہوگی۔ ان فراریوں کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ تمام یوزپ اس کے حضور میں تہترانے والا ہے اور انکی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلنے والی ہے۔ نیپولین کشتی کے اگلے سرے پر کھڑا تھا اور اگرچہ منجھلا بیٹا لیکن خاندان کا سردار وہی تھا۔

پہر توڑی دیر میں یہ سب ایک چوٹے جہاز پر جسکے بادبان ہوا میں پھر پرا رہے تھے اور سمندر میں لٹکا منتظر تا سوار ہوئے۔ بحرِ روم کے نیلگوں پانی پر جسوقت سپیڈہ صبح نمودار ہوا تو یہ نائس سے نکال کے بندر کے قریب پہنچی رہے تھے۔ یہاں انہوں نے بہت تھوڑا قیام کیا اور بعد ازاں باسیلیس سے ملے اور وہاں میں جا رہے۔ انکی بہت عمرت سے گزرہوتی تھی حتیٰ کہ نیپولین کا ستارہ اوج و اقبال طلوع ہوا۔

انگریز کو رسیکا پر قابض ہو گئے اور دو برس تک قابض رہے لیکن قتلوں فزاج کو رسیکا والے اپنے نئے حاکموں سے جلد بیزار ہو گئے۔ جن کی زبان جنکا مذہب۔ طور طریق اُنسے بالکل مغایر تھے۔ اور بلوہ عام ہو گیا۔ فرانسس ہی توڑی فوج اپنی اور باوجود انگریزوں کی چوکی کے ساحل پر تہ پڑی۔ بلند یوں پر شب میں جا بجا آگ روشن کر دی گئی جس کی چوکی پہلے سے ہو گئی تھی۔ کھاڑیوں اور پہاڑ کے دامنوں سے بگل بجنے لگے اور جنگجو گنوار جمع ہونا شروع ہو گئے اور انگریزوں کو جزیرہ سے ایسا سراسیمہ بہا گنا پڑا جس طرح ایک دم اُنہوں نے

لے لولی بونا پارٹ نے سردار اسکاٹ کی چند غلطیوں کی تھی جس میں جو اس فراری کے متعلق ہے جواب دیا ہے "اگرچہ یہ جہت میں اپنی ماں کے ہمراہ اُسوقت موجود تھا۔ وہ لیونٹن نہ تھا جو نیپولین کے ساتھ تھا۔ وہ جولین تھا۔ جیروم جو شہر برس کا تھا اور کیرولائن جو آٹھ برس کی تھی (جیشیو میں رہے اور ہمارے پاس توڑے دنوں بعد آئے۔ میں میرا چچا آرج ڈیکن نیش میری والدہ کے ہمراہ رہے ۱۲ مصنف۔

اس شہر کے باشندوں کی بڑی جماعت پرانی بادشاہت کی طرف ازبستی مار سکی۔
 لیانس اور جنوبی فرانس کے دوسرے حصوں کے مفردین نے ٹولون کی شہنشاہ میں جا کر پناہ لی
 اور شاہی فریق کے طرفداروں سے ملکر شہر - جہاز - میگزین اور بروج انگریزی اور اسپین
 سمیت شہر کی متحدہ جماعت کے حوالے کر دیے جنکے جہاز بندر سے باہر سمندر میں منڈلا
 رہے تھے انگریزی جہاز بڑی مشاوری سے بندر میں داخل ہوئے اور پانچہزار انگریزی اور
 آٹھ ہزار اسپین - نیپلس - *Naples* اور پٹیامنٹ *Piedmont* کے لوگ
 ساحل پر آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس فعل تک انہی سے نئی فرانسیسی گورنمنٹ کو پریشانی
 ہو گئی اور حصہ کا جوش آیا اور یہ طے ہوا کہ چاہے کچھ کیوں ہو جائے ٹولون کو لینا چاہیے
 اور انگریزوں کو فرانس کی سرزمین سے نکال دینا چاہئے لیکن انگریز جس جگہ کو لیتے ہیں چوڑے
 وقت سے ہیں اور انکو ٹولون جیسی عمیق جگہ ہے جہاں انہوں نے اس افراط سے
 سامان جنگ موجود پایا تھا افواج و جہازوں سمیت نکال دینا کچھ کمیل نہ تھا۔
 ٹولون پر دو فوجیں ایک دم روانہ کی گئیں اور شہر کو گیر کر باقاعدہ محاصرہ شروع کر دیا گیا
 تین ماہ کامل ہو گئے لیکن شہر لینے کے بارہ میں کوئی ظاہر کامیابی کا سامان نظر نہ آیا۔
 فصیلوں اور خاصکر ایک گدہ کو جس کا نام لٹل جبرالٹر *Little Gibraltar*
 تھا جس کی زد میں شہر اور بندر تھا مضبوط اور لافتح کونے میں متحدہ فوجوں اور شاہی فریق کے
 طرفدار باشندوں نے کوئی دقیقہ محنت کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔ چالیس ہزار فرانسیسی فوج
 مورچوں پر پڑی تھیں اوقات کر رہی تھی دوڑ توپ کے گولوں کی زد سے بچی ہوئی دور پڑی
 تھی اس فوج کا کمانڈر پیرس *Parron* کا تصویروں میں رنگ بہرہ والا
 شخص تھا یہ فن جنگ سے نا بلد اور بڑا خود بین آدمی تھا اس کا نام جنرل کارٹونا۔

معاملات کی یہ حالت تھی کہ نپولین جس کی لیاقتوں کی طرف اب لوگوں کی نگاہیں اٹھ چکی تھیں
 برگٹیز جنرل مقرر ہوا اور ٹولون کا تو پناہ اسکے سپرد کیا گیا۔ وہ فوراً میدان کارزار پر پہنچا
 اور یہ دیکھنے سے کہ کس درجہ ناقابلیت سے محاصرہ ہو رہا تھا اسے بڑا تعجب ہوا۔ فرانسیسی
 توپخانے اسے ایسی جگہ لگے دیکھے جہاں سے مقام مقصود تک گولہ نہ پہنچا تو کجا آدھی دور ہی

نہ پہنچتا تھا اور گولے بڑے فاصلہ سے کسانوں کے گھروں میں پڑے ہوئے تھے گویا یہ ایسی شے تھی کہ فرصت سے گاڈیوں میں لاد کر لائے جائینگے کمانڈر انچیف سے نیولین نے درخواست کی اُسے ان توپخانوں کا جو اُسکے زیر ہدایت قائم کئے گئے ہیں اثر دیکھنے کی اجازت دیجائے۔ کمانڈر انچیف صاحب نے ہزار وقت رضامندی خاطر کی اور جب دیکھا کہ مقام مطلوب سے گولہ آدھی دور اور ہر ہی گریڈے تو فرمانے لگے۔ ”لاحول ولا قوۃ ان حکومت امرائی کے طرفداروں نے باروت کو جو مجھے دیکھی ہے قطعی غارت اور بیکار کر دیا ہے۔“

نیولین نے بڑے ادب سے لیکن بڑے موثر لفظوں میں جمہوری کونسل کو لکھا کہ میرے یقین میں اگر کسی کا میاب نتیجہ کی توقع رکھنا ہے تو محاصرہ کی کارروائی اصول جنگ کی زیادہ پابندی اور مضبوطی سے عمل میں آنا چاہئے اور میں سفارش کرتا ہوں خاص شہر ٹولون کی جانب سے ایک گونہ فوج کم کر دیجائے اور ٹیل جبریلٹر پر پورا زور دینا چاہئے۔ جسوقت یہ گڈہ فتح ہو گیا تو میری رائے میں انگریزی بیڑا اسلئے کہ ہمارے توپخانوں کی زد میں ہو گا بندر میں ٹرین کی تاب نہ لا سکے گا اور پرشہر کو نہ بچا سکے گا۔ واقع میں نیولین نے بعینہ اُسی کارروائی پر عمل کیا جو واشنگٹن *Washington* نے انگریزوں کو بوسٹن *Boston* سے نکالنے میں کی تھی۔ اس مشہور جہل نے بوسٹن خاص سے تو توجہ اٹھالی تھی اور جبری نقل و حرکت سے تو بچانے ڈارچسٹر *Dorchester* پر پیریلے تھے جہاں سے وہ انگریزی جہازوں کی عرشوں پر گولوں کا طوفان برپا کر سکتا تھا۔ بس انگریز فرار ہو گئے اور اُنکے ہمراہ اُنکے ٹوری *Tories* ساتھی بھی بہا گئے نظر آئے ٹولون پر بھی نیولین نے یہی کیا۔ لیکن اس مقام کو چین لینا بڑا ہی اہم کام تھا انگریز جانتے تھے کہ یہ مقام جس معرکہ کا تھا اور اسلئے اُنہوں نے اس قدر تنہائی کیا تھا کہ کوئی قریب تک نہ پہنچ سکے۔ اور اُسکے اسٹو کام پر اس قدر نازاں تھے کہ اُسے اپنا ٹیل جبریلٹر کہتے تھے۔

جبریلٹر عربی جبل الطارق۔ یہ آبنائے بحرِ روم اور بحرِ اعظم اٹلانٹک کو ملائی تھی ملکین کے عہد میں عثمانیوں میں انگریزوں نے اپنے قبضہ پایا۔ یہ آبنائے بحرِ روم کی کلید ہے اسلئے اسکے ساحل کے پہاڑوں انگریزوں نے بے حد محکم کیا ہے۔ بڑے زبردست توپخانے سپر لگائے ہیں خشکی کی طرف سے یہ بوج اپنی عمودی چڑھائی کے قطعی بے گزر ہے۔ پس ٹولون کے قریب کی پہاڑی کو بوج استحکام انگریزوں نے اپنا ٹیل جبریلٹر یعنی جبریلٹر خود کہا ۱۲ مترجم۔

انگریز ونگونز کالڈینے کا کام پنپولین نے اپنے ذمہ لیا۔ اعلیٰ کمان ڈیوگو میسر *Dugommier* کے سپر ہوئی۔ یہ بڑا کارآمد و سپاہی تھا اور اسکے بدن پر جراحاتوں کے نشان اس کی شہادت دیتے تھے۔ اسکو پنپولین کی جلد تجاویز سے ہمدردی تھی۔ کونسل کے ایجنٹوں کو جو محاصرہ کی کارروائیاں جاسوسوں کی طرح کونسل کو پہنچاتے تھے تو لون کو ایسے عجیب ڈبنگ سے چھپتے کی کارروائی پر بے اعتقاد ہی تھی۔ ایک دن صبح کو ان ایجنٹوں میں سے ایک نے ایک توپ کے ٹخ پر جو پنپولین نے قایم کی تھی اعتراض کیا۔ پنپولین نے ترستی سے جواب دیا ”پچلے آپ اپنا کام دیکھئے اپنے کام کا میں خود ذمہ دار ہوں“

اٹاے محاصرہ میں پنپولین کے بہائی ’لوئی’ *Louis* نے اُس سے ملاقات کی صبح کو یہ دونوں ٹپلنے ہوئے ایک موقع پر پہنچے جہاں سے فوج نے ایک ناکام حملہ کیا تھا اور فرانسیسی سپاہیوں کی دو ہولاکشیں میں پر پڑی تھیں۔ پنپولین نے کہا دیکھو ان بیچاروں کی جانیں مفت گئیں اگر کسی ہوشیار آدمی نے ان سے کام لیا ہوتا تو انہیں سے ایک ہی نہ مارا جاتا۔ اے بہائی اس واقعہ سے نصیحت سیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں جو بڑے عمدے حاصل کرنا چاہتے ہیں سلیقہ ہی ہونا چاہئے۔“

پنپولین شبانہ روز محنت کیسا نہ اُس کام کے سرانجام میں جو اُس نے اپنے ذمہ لیا مصروف ہوا۔ کوشش شہاے بلیغ سے اُس نے دو سولہ شکن توپیں اطراف و جوانب سے ہم پہنچائیں اور گولوں گولیوں کے مینہ میں جو اُس کے ہر چار طرف برس رہا تھا ان مقامات کی صاف زوہ میں جبراً اسکو حملہ کرنا تھا پانچ چہرے مورچے باندھ دیئے اور ایک توپچانہ تو خاص کر آئے زیتون کی تھلندی کی آڑ میں دشمن کی خستہ توپوں کے عین قریب قایم کر دیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پنپولین کو اپنی جان کی قطعی پروا نہ تھی۔ کئی تو گھوڑے اُس کے پیچے مارے جا چکے تھے اور ایک انگریز کی سنگین سے اُس کی بائیں ران میں ایسا زخم آیا تھا کہ تھوڑے عرصہ تک ٹانگ کاٹے جانی کا خدشہ رہا۔ یہ حملہ کارروائیاں عین طوفان جنگ میں ہوتی رہیں رات دن چوٹی چوٹی لڑائیاں ہوتی رہتیں اور کامیاب و ناکامیاب جنگ کا جواب ہاں اور وچڑھتا اترتا رہتا تھا۔ پنپولین کے قریب ایک دن ایک گولہ مارا گیا اور سمبھا جو اُس کے ہاتھ میں تھوخن سے تر

ہو گیا۔ نیولین فوراً گھوڑے سے کود پڑا اور مقتول گولنڈا کی جگہ جا کھڑا ہوا اور سمبھالیکر توپ بھڑنا اور مارنا شروع کر دی۔ اس سے سپاہیوں کے جی ہاتھوں بڑھ گئے۔
محاصرہ زور شور سے ہو رہا تھا کہ ایک دن پیرس میں سے ایک کپڑا بندہ
گاڑیاں آئیں اور ساتھ آدمی بڑے زرق برق درویاں پہنے گاڑیوں سے اترے اور
جمہوری گورنمنٹ کے اچھیوں کی طرح بڑی شان سے فرمانے لگے کہ ”ہمیں سپہ سالار کے
پاس لیجیو“

سپہ سالار کے پاس پہنچکر اس جماعت کے مقرر نے کہا کہ ”ہم پیرس سے آئے ہیں
مجان وطن آپ کی کاہلی اور تاخیر پر ہنایت نخصہ ہیں۔ رپبلک کی زمین پر مداخلت کی گئی
اور اب تک عوض نہ لیا گیا۔ مجاہد وطن دریافت فرماتے ہیں کہ ٹوٹوں اب تک ستر کیوں
نہیں ہوا۔ انگریزی بیڑا اب تک غارت کیوں نہیں ہوا؟ اور اسی غیظ و غضب کی حالت میں
مجان وطن نے فرانس کے مردان دلاور سے استغاثہ پیش کیا ہے چنانچہ ہم نے ان کے
استغاثہ کی تعمیل اپنے اوپر فرض جانی اور انکی توقع پوری کرنے کے لئے ہم سخت ہی
متیاب ہو رہے ہیں اور ہم خود اپنی درخواست سے گولنڈا ہو کر پیرس سے آئے
ہیں لائے ہیں توپیں دیجئے اور صبح غنیمت ہے اور ہم ہیں۔“

سپہ سالار کو اس تحکمہ گفتگو اور بڑی بڑی باتوں سے پریشانی ہوئی۔ لیکن نیولین
نے چپکے سے اُسکے کان میں کہا کہ ”آپ انہیں میرے حوالہ کر دیجئے اور انکو میں ہنسک
کہ دوں گا“ رات میں تو یہ بڑی خاطر مدارات سے رکے گئے لیکن صبح ہوتے ہی نیولین
انکو لب سمندر لے گیا اور چند توپیں انکے سپہوکر کے جورات ہی میں اُسنے قائم کی
تیں انکے کہا کہ ”ذرا فلاں انگریزی جہاز جسکا ٹول وہ سمندر میں کمر کے درمیان نظر
آ رہا ہے غرق تو کر دیجئے“ اب تو ان والیٹیروں نے بغلیں جہانگیر کیونکہ یہ بالکل میدان
میں تھے اور بدحواسی سے پوچھنے لگے کہ ”تیاں کوئی آڑ نہیں ہے جسکے پیچھے کھڑے ہو کر
ہم کام کریں“ وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ گولوں کی ایک بار سنسنائی تھوئی ”انکے سروں پر
نکل گئی۔ اتنا انکو معلوم ہوا اور انکھیں کھلیں کہ جس کام کا وہ ٹیکہ لیکر چلے تھے مذاق اور

مشکور ہوں۔

آخر کار وہ وقت آپہنچا جبکہ عام بد کے لئے جلتیاری ہو گئی۔ ۷ ستمبر ۱۹۳۷ء کی یومی رات کا وقت تھا اور عام حملہ کا اشارہ کیا گیا۔ باد سرد اور بارش کا طوفان قتل عام۔ بربادی۔ اور اندوہ عم سے جواب واقع ہونیوالے تھے مل کر ترانہ غم گاتا تھا۔ پولین کی دور اندیشی نے ہر بات کا پہلے سے انتظام کر لیا تھا اور اس بیاک پر خطر مہم میں جوش کی روح پونک دی تھی اس جنگ کے خطرات اٹھے بیان میں زبان قلم عاجز رہے۔ فریقین نے اس معرکہ میں ہمت و مردانگی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ فوج کا خیال بانٹنے کو فسیلوں پر جا بجا حملے شروع ہو گئے اور محصور شہر یریم کے گولوں کا علی الاطلاق منہ ہرایا گیا جس سے حاجب موت و ریشانی شروع ہو گئی۔ دو تین ہی گھنٹوں میں پولین کے کافی توپخانوں و لٹل جرنلز پر آٹھ ہزار گولے برسادیے۔ یہاں تک کہ مستحکم سے مستحکم فصیلیں منہم ہو کر ڈھیر ہو گئیں تاریخی طوفان ہوا۔ موسلا دار مینہ۔ توپخانوں کی گرج۔ بم کے گولوں کی دھم میں فرانسیسی۔ انگریزی توپوں کے منہ تک چڑھ چڑھ جاتے تھے اور گراں گولیوں کی بارشوں سے سطح صاف ہو جاتے تھے جس طرح بیسے کے سامنے گمانس ہو جاتی ہے خندق لاشوں اور مجروحوں سے پٹا گئے تھے۔ بار بار فرانسیسی پس پا ہوتے تھے لیکن پر حملہ کرتے تھے۔ پولین جہاں دیکھتے موجود تھا اور حملہ کا جوش دلاتا تھا اور سپاہیوں کی جانوں سے اپنی جان کا بہت کم لحاظ دینا تھا۔ بہت عرصہ تک نتیجہ جنگ مشتبہ رہا۔ لیکن پولین کی تجویز میں ایسی نہ تھیں کہ انکو ناکامی ہو سکتی اسکے مجروح خون آلود سپاہی فسیلوں کے شکافوں میں گھس گئے اور چند لمحے میں محصورین کو موت کی خواب گراں میں خوابیدہ گرویا اور سناٹا ہو گیا۔

پولین نے جس وقت قلعہ کی گرتی ہوئی فسیلوں کے درمیان اپنا جھنڈا اٹھایا تو دیو دیو سے بولا "جنرل۔ تم اب جاؤ آرام کرو اور چین سے سو۔ ٹولون جینے فتح کر لیا،" مسٹر اسکاٹ ~~یہ~~ لکھتے ہیں "اسی خطرہ آتش زدگی اشک۔

دنوں کی شب میں پولین کا کوکب اقبال پہلی مرتبہ آفتی سے طلوع ہوا اور اپنے غروب سے قبل اگرچہ بہت سے پرخطر منظروں پر بڑی آب و تاب سے چمکا۔ الا سیں شک ہو کہ ٹولون

کے معرکہ سے بڑھ کر یہی کسی پرخطر معرکہ سے اسکی نمود مغلوط ہوئی یا نہیں ”

لٹل جبرالٹر تو اس طرح فتح ہو گیا لیکن شہر کے چاروں طرف معرکہ جبرال و قتال گرم رہا صبح تک سیل کے گولے پھٹتے رہے اور آدمیوں سے بہرے گروں میں گولے گرتے رہے اور ان خوفناک حربوں سے اطفال کے تو انکے گواروں میں اور دوشیزہ لڑکیوں کے انکے خلوت خانوں میں اعضائے تن - بدن سے ٹوٹ ٹوٹ کر اوڑھ رہے تھے - شہر میں جا بجا آگ لگ رہی تھی اور مقتول و مجروح جل جل کر خاکستر ہو رہے تھے اور آہ و فریاد کی شور و شبن نے تو پچھانوں کی گرج مات کر دی تھی - اس مہیب واقعہ کی حالت میں بادِ سرد کو جھونکے چل رہے تھے اور موسلا دھامینہ سے شہر کی سڑکوں پر نالے بہ رہے تھے - اس جنگ کا تصور کرتے وقت حیرت ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو رحمن و رحیم ہے اپنے بندوں کے اس خوبصورت مخلوقات کے ایسی ملعون و مردود خیالات کے ساتھ غارت کر نیکو کیونکر روا کرنا اور اُس آفت و ستم کی جو ابدی جو مصیبت زدہ انسانوں پر آجکی رات برپا ہو رہے کسی نہ کسی کے ذمہ ضرور پڑیگی - انگریزی گورنمنٹ نے تو خیال کر لیا کہ حالات موجودہ میں ہمارا فوجیں بھیجنا اور لوگوں کو لے لینا حق بجانب ہے اور اُدھر نوپلین نے سوچ لیا کہ سرزمینِ فرانس سے حملہ آور و فکونکا لدینے کی کوشش ملیغ میں وہ اپنا فرض ادا کرے - ہاں کہ اپنے محمد و علم کی سستی پر آدمی کے لئے حق و ناحق میں امتیاز کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن اس میں شک نہیں گناہ ضرور بہت بڑا ہوا - یعنی قتل - غارت - آفت زنی - ظلم اور احکام خدا کا توڑنا - یوم حساب آ رہا ہے اور پوری چچی تلی تجویز سے اسکا بدلہ دیا جائیگا -

مگر یہ براندہ واقعہ ہنوز ختم نہیں ہوا تھا - جہدم آفتاب صبح نے ابرسیاہ سے آغاز طلوع کیا تو آنکھوں کو عجیب سیبت خیزہ منظر نظر آیا - ٹرکس خون سے سُرخ تھیں - مکالوں گلی کوچوں میں طح طح کے مقتول و مجروح کی لاشیں بچی پڑی تھیں - بہت سے مقامات پر شہر میں خوفناک آگ لگی ہوئی تھی اور گرتے ہوئے کنڈروں اور سمار مکالوں سے انسان کے فٹ کی شہادت ملتی تھی جو شب میں واقع ہوا تھا - تو میں ابھی کام کر رہی تھیں اور خائف و زلزلہ باشندوں میں گولے برابر آ رہے تھے -

ٹوٹن فتح کر لینے پر پولین نے نہ آرام کیا نہ کوئی خوشی ظاہر کی بلکہ اب فوراً اس نے انگریزی جہازوں پر توپخانے پیرولے اور غیر محفوظ موقع پر جہازوں کو پریشان کر دیا۔ لارڈ ہاوی سمجھا کہ اس نے جسوقت دیکھا کہ ٹل جبرالٹر پر فرانسیسی سہ لگا جہاز ہمارا ہے تو اسکو یقین ہوا کہ شہر اب قبضہ میں نہیں رہ سکتا لہذا اس نے فوراً حکم دیا کہ جہاز تیار کئے جاویں اور شہر خالی کر دیا جائے۔ فرانسیسی میگزین سے دن بھر انگریز اپنے جہاز لاوٹے تھے اور جب قدر سامان حرب وہ ہمراہ نہ لے جاسکے اسکو برباد کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ فاتح فرانسیسی نئے نئے توپخانے لگائے میں بدل و جان مصروف تھے کہ ہماگتے ہوئے دشمن کو نیچان یا اگر ممکن ہو تو قطعی غارت کر دیں۔ اسطرح دن تو رخصت ہوا لیکن ایک اور دوسری اندوہ و غم کی مشبہ تاریخ مصور و مجبور شہر پر نازل ہوئی۔ شاہی فیرق کے طرفداروں کا خطرہ بے اندازہ تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ انگریزی سہار و مجروح جہازوں پر سوار کئے جا رہے ہیں اور شہر خالی کر دیا جاو لگا تو انکو یقین ہو گیا کہ شہر تو خالی ہو جائے گا اور ہم اپنی تقدیر پر چوڑے جائینگے اور ان کو خوب معلوم تھا کہ اس زمانہ کا جمہوری بے لگام عرصہ انکے زن و بچہ اور خود انکے ساتھ جو سلوک کریگا۔

انگریزوں نے فرانسیسی جہازوں کو اسوقت انکے ہاتھ تیار آگئے اپنی ذرا میں اپنے ساتھ لے لئے اور باقی پندرہ بڑے چھوٹے جہاز جمع کر کے انکو جلا دینے کا قصد کر لیا ایک جہاز میں حملہ ہشیا آتش گیر تھیں انکے بیچ میں باندھا اور دس بجے اس میں آگ لگا دی۔ بندر کے مرکز سے جلتے ہوئے جہازوں کا شعلہ مثل کوہ آتش فشاں کے شعلہ کے بلند ہوا اور سارا منظر مثل دوپہر کے روشنی ہو گیا۔ کشتیوں نے جنہر فراری سوار تھے اور یا لوسانہ بدحواسی سے اسپین یا انگلستان کے جہازوں کی طرف جارہے تھے سمندر چپ گیا تھا اور شاہی فیرق کے عالی رتبہ طرفدار و عورت بچے لب سمندر گھاٹ پر بیٹھ کر ہزار سے زیادہ۔ ایسے سہمہ اور پریشان خاطر۔ جمع تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا اور خشم آلود فوج سے انکے ہاتھ رہے تھے۔ یہ فوج شہر نہا پر اپنے شکار تک پہنچنے کے لئے بیٹریوں کی طرح بہری ہوئی پھر ہی تھی۔

اس منظر کو زیادہ پرخطر بنانے کی غرض سے ہر جہاز اور ہر مورچہ سے توپیں دم نہ لیتی تھیں توپ کے گولے بہرے بہرے غاندانوں میں گرتے تھے اور جہازوں کے پراژوہام عرشوں اور آدمیوں سے بہری ہوئی کشتیوں پر بم کے گولے پٹختے تھے۔ بہت سی کشتیاں اس طح عرق ہو گئیں لیکن ڈوبتے ہوئے بچوں اور عورتوں کی چنچیں باوجود تو بچاؤ کی گرج کے اچھی طرح سنائی دیتی تھیں۔ خاوند سے بیوی۔ بچوں سے ماں باپ۔ بہائیوں سے بہنیں جدا ہو گئی تھیں۔ ایک عجیب نفسی نفسی پڑی تھی اور یہ سب سمندر کے ساحل پر دیوانوں کی طرح دوڑے دوڑے پر رہے تھے مٹی تو پا مال اور نیچاں کنارہ پر لگی تھی اور باپ ریلے کے ساتھ کشتی پر ڈھل گیا تھا۔ بیوی کسی دوسری کشتی میں تھی۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ کون جیتا ہے اور کس پر خدا نے رحم کیا کہ وہ مر گیا ہے۔ جہاز میگیزین۔ سلح خانہ اب سب جل رہے تھے۔ ٹوٹوں کے باشندے جو جمہوری سلطنت کے طرفدار تھے اب تہ خانوں اور بالا خانوں سے اندھیری رات کے آسیبوں کی طرح باہر نکل پڑے۔ ہاتھوں میں شعلیں اور تلواریں تھیں اور شاہی فریق کے ہمارے ہمارے طرفداروں پر حملہ کیا ان کے کپڑے بڑور اتارتے اور جوان بوڑھی عورتوں کے ساتھ وہ وہ سلوک کئے جو کرنا تھے اسی رات کے قریب دو جہاز جن میں کئی لکھ ہزار بارود کے پیسے تھے اڑے اور زلزلہ کے مانند مستحکم ہاڑوں تک کو ہلا دیا آخر کار انگریزی فوج کے پچھلے حصہ نے فصلیں چھوڑ دیں اور سر اسیمک کشتیوں پر سوار ہو گئی۔ اب فتح مند جمہوری فوج شہر میں ہر طرف پھیل پڑی۔ متحدہ بیڑہ نے باوجود موافق کے ساتھ اپنے بادبان کو ملے اور ساکت سمندر کی آفتی میں نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور بیس ہزار آدمی۔ بیوٹنی۔ افلاس اور تمام عمر کی مصیبت میں ڈالنے کے لئے اپنے ہمارے

لے پانچ گارڈ افواج اس طرح انجام کو پہنچا تو گریچ فرانس بلکہ شاید دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ نادر واقعہ ہے۔ عظیم الخطہ سے۔ اور دشمن کے ایسے حملے کے اگر وہ لوئی چہارم (لوئی چہارم فرانس کا تزار برت بادشاہ گذرا جو سترہویں صدی کی آخر اور بارہویں صدی کی شروع میں تیسویں شاہ انگلستان اور آئین ملک انگلستان۔ سے آئی معرکہ آرا میاں مشہور ہیں تو فرنگ کے صفحہ سے سترہویں صدی میں جنگ کا خاتمہ ہوا۔ مترجم) پر ہی باوجود اس کے جادو چشم کے کیا جانا تو سکو بر باد کرتا اور باقی نزاعات سے جو سلطنت فرانس کو بارہ بارہ کر دیتے سلطنت جمہوری Republic کو دی باہر نکل آئی تاہم گریچ فرانس کو رد اول کا یہ ایسا اچھا موقع نہ کہ یہ دلیا ہاتھ نہیں آسکتا۔ اگر اس وقت تیس ہزار انگریزی فوج ٹوٹوں پر بھیج دیا تو ان کے اس سلطنت جب ذی ساحل فرانس پر یک طرفہ ہو جاتی۔ ایلیسن Alison ۱۲

باوجود اپنی کوششیں بلیغ کے جمہوری فوجوں کا سپہ سالار ڈیو گومیر فتح مند فوج کے جوش کو روک نہ سکا اور کئی دن تک آفت زدہ شہر میں ظلم و ستم دست و گریبان رہے ٹولوں میں شاہی جہنڈہ کا پر سے کٹا کر دینا اور شہر کا معجلہ سامانوں کے دشمن کو حوالہ کر دینا قابل معافی جرم نہ تھے۔ جمہوری گورنمنٹ نے شاہی فریق کے خلاف خونریز اور شدید انتقام لینے کے احکام جاری کر دیئے تاکہ اس منہ بلیق کے اچھی طرح کان ہو جائیں اور آئندہ پر دشمن سے ساز تکرے۔ جہاں تک ممکن ہو شہر کے باشندوں کو مصیبت سے بچانے میں نیپولین نے حتی المقدور کوشش کی اور ایسے شدائد کے دیکھنے سے جب کا وہ کوئی علاج نکر سکتا تھا اُسے افسوس ہوتا تھا۔

چور اسی برس کا ایک بوڑھا سوداگر جو آنکھوں کانوں دونوں سے قریب قریب معذور تھا اس وقت ٹولوں میں تھا۔ اس غریب کی صرف یہ تقصیر ثابت ہوئی کہ اسکے پاس پچاس لاکھ ڈالر *Dollars* یعنی ایک کروڑ بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے تھے گورنمنٹ نے اسکی دولت کو طمع کی نگاہ سے دیکھا اور پھانسی کا حکم دیدیا نیپولین کہتا ہے کہ جس وقت میں نے اس ضعیف کا قتل دیکھا تو بس میں نے جانا کہ دنیا کا خاتمہ قریب آگیا۔

جمہور کا غصہ دکنے میں نیپولین نے اکثر اپنی جان کو خطرہ میں ڈال ڈال دیا ایک دن اسپین کا جہاز گرفتار ہو کر بندر میں آیا۔ اسپر شاہی طرفداروں کا مشہور و معروف خاندان کیبری لانت تھا۔ یہ لوگ فرانس سے بھاگے جا رہے تھے۔ انہو بے تمیزی نے خیال کیا کہ یہ لوگ متحدہ فوجوں اور تارکان دمن سے بلجا نیکو جاتے تھے کہ انکے ساتھ پرس پر خراج کریں اور بس جب پٹ کر انکو پکڑ لیا اور سب سے قریب والی لالیٹن کی تنوئی میں لٹکا کر پھانسی دیدینے کو لیچلے۔ انکے بچا نیکو گاڑ آیا لیکن پر جوش انہو نے اُسکو ہکا دیا۔ اتفاق سے ان بلوائیوں میں نیپولین نے چند ایسے گولنداز بھی دیکھے جنہوں نے ایام محاصرہ میں اسکی ماتحتی میں کام کیا تھا اور بس ایک ادبے چوتڑہ پر چڑھ گیا۔ چونکہ وہ جنرل تھا ان لوگوں نے اسکی بات پر توجہ کی اور اُسے انکو اُسی تقریر سے جب کا وہ بادشاہ تھا سمجھا لیا کہ یہ خاندان

سہ ڈالر۔ اسپین اور امریکہ کا چاندی کا سکہ ہے اور قیمت میں دو روپیہ چار آنہ کا ہے۔ ۱۲ مترجم

اُسکے حوالہ کر دیا جائے معاملہ کی تحقیق ہو کر دوسرے دن انکو سزا دی جائے۔ نیپولین نے
 آدھی رات کو انہیں تو بچانے کی گاڑی میں سوار کیا اور سامانِ حرب کے پیوٹنکے ساتھ
 پوشیدہ کر کے شہر کے باہر بھیجا اور سمندر کے کنارہ اُسکے لئے ایک کشتی کا بھی انتظام کر دیا
 اور اس طرح اُنکی جانیں بچ گئیں۔

اگرچہ کوئسل منتظان نے اپنی رپورٹ میں نیپولین کی نسبت کوئی اشارہ نہیں کیا۔
 تاہم افسرانِ فوج میں اُسکے ہزار دستِ قتال سے اُسکی شہرت ہو گئی مگر ڈیوٹیوں میں سحر
 ایک اڈہ پٹی کے کارٹ کو لکھا کہ میں متارے پاس ایک جوان بھیجا ہوں جسے ٹولون
 محاصرہ میں بڑا کار نمایاں کیا ہے اور اُسکی فوراً ترقی کی میں سفارش کرتا ہوں۔ اگر تم
 ترقی نہ کر دے گے تو یقیناً اپنی ترقی وہ آپ کر لے گا۔

ٹولون کی فتح کے چند ہی ایام بعد نیپولین جنرل ڈیوگو میر کے ہمراہ مارسیس گیا اور وہاں
 اُسکے ساتھ رہا۔ ایک شخص نے نیپولین کی نازک وضع دیکھ کر پوچھا۔ جنرل ڈیوگو میر تم نے
 اس افسر کے چھوٹے ریزے کو کہاں سے چنا۔ اُسکا کیا نام ہے۔

جنرل ڈیوگو میر نے سنجیدگی سے جواب دیا کہ میں نے اسے ٹولون کے محاصرہ سے چنا
 اور اسکا نام نیپولین بونا پارٹ ہے۔ محاصرہ اسی کی بدولت کامیاب انجام کو پہنچا اور غالباً
 ایک دن تم اس افسر کے ریزے کو دیکھو گے کہ وہ ہم سے بڑھ گیا ہے۔

باب سیوم

اسٹیریا کی فوج کی شکست اور بغاوت کا فروغ کیا جانا

پولین کی جیتی-ترقی-نئیس کی روانگی-اسٹیریا والوں پر حملہ-پولین کی گرفتاری اور عدسے سے معزول ہونا-انوائے نفس اور اس سے نجات-فوج کی شکست-لونا پارٹ کی مستقل وضع-اسکی رحم دلی-فرانس کی بیوفائی-جدید کالونش-کالونش کا خطہ-پولین کا کالونش کے رد پر ہمیش ہونا-تئیریاں-نیٹو-نئی گورنمنٹ اپنی ماں کی طرف پولین کی توجہ-پر مغز اسپج-

پولین اب جنوبی ساحل فرانس کے مستحکم کرنے پر متعین ہوا تاکہ باشندے دشمنانِ حملہ آور سے محفوظ رہیں۔ اسی شہانہ روز محنت برساتی سے جس نے اسے ٹولون میں ممتاز کیا تھا اس نے کام کو شروع کیا۔ ہر ایک راس پر وہ چڑھا۔ اور ہر خلیج میں وہ گیا اور ہر مقام پر سمندر کا محقق بنا۔ تفریح و آرام سے اسے کوئی رنر کار نہ تھا۔ جاڑوں کے وقت تھے۔ مینہ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سرد پہاڑیوں پر طوفان برپا کر رہے تھے لیکن دلی غم و ہمت نے جس سے بڑھ کر کسی دوسرے انسان کو عطا نہیں ہوئے۔ اس حیرت انگیز بےست و چار سالہ جوان کو آرام و آسائش جسمانی سے قطعی سخر اور بے پردہ کر دیا تھا۔ جین میں شہرِ بلور-موٹے جھوٹے کھانے پر جو ماہیگیروں کا مشتکاروں کے جھونپڑے

میں میسر جاتا تا نفع رکھتا اور فقط اپنا یاد دہی اور ہر کسی منڈیا میں گمنٹہ و گمنٹہ رات کو آرام کر کے وہ اس دماغی اور جسمانی محنت سے کام کرتا کہ معمولی مزاج کا آدمی جس کا کیس طبع متحمل نہیں ہو سکتا اور معمولی سرگرمی جس جو ش کو پیدا نہیں کر سکتی۔

ہفتوں ہی میں اُس نے وہ کام انجام کو پہنچا دیا جس کے کرنے میں دوسروں کو اگر محنت سے کرتے تو برسوں لگ جاتیں۔ باور نہیں آتا کہ اتنے قلیل عرصہ میں ایک اکیلا آدمی ایسی محیط تجویزیں جنہیں ذرا دیابات کا لحاظ کر لیا گیا ہو پوری کر لے اور ایسے بڑے بڑے نتیجے لگا لے اُس کے ہم سن دوسرے افسر محفلیاں پڑھنے کی بنیاں۔ یا بندہ وقیف لے کر ہستانگر دامن میں ندی کنارے پہرے تھے یا مکانوں میں عیاشانہ قص و سرود میں شریک ہو کر اپنی مسرت کا لکھا پورا کرتے تھے۔ لیکن نہ یوں محنت شدید سے جس سے کوئی سبقت نہ لے جا سکا رات دن کام میں مصروف تھا۔ ساحل کے دمدون کو اُس نے تین درجوں پر تقسیم کیا۔ ایک تو وہ جسے نامی بندر گاہوں کی حفاظت ہو اور جنگی جہاز دامن میں رہیں دوسرے وہ جہاز ہمارے تجارتی کی حفاظت کریں تیسرے یہ دمدے اور چنی چٹانوں پر تھے جن کی توپوں سے ساحل کی تجارت محفوظ ہو۔

چلتے جاؤں گے دو ماہ یعنی جنوری اور فروری میں اس کا عظیم سے ضبط کر شروع پانچ مئی ۱۹۴۷ء میں وہ فوج کے صدر مقام پر شہر نیس ملک اٹلی میں جا پہنچا اب وہ ترقی پا کر تو پچانہ کا بریڈیر جنرل ہو گیا تھا۔ اس زمانہ میں پولین کوئی قد آور جوان نہ تھا۔ بلکہ دُبلاتلا حد درجہ کا نحیف ابجھ تھا۔ خط و خال سے تیری اور چستی مترشح تھی۔ رنگ سبز تھا۔ بال خلاف رواج وقت سیدھے پیشانی پر لٹکی کئے ہوئے رستے تھے ہاتھ اپنے تناسب میں قطعی نازک تھے لباس و پوشاک کی ہلک سے اُسے کوئی تعلق نہ تھا۔ دستانے کم پہنتا تھا اور کمر تاتا دستانے بیکار نمالیش ہیں۔ سادی گول ٹوپی پہنتا۔ اور لمبے بولٹ اسکے پاؤں میں بے کینڈے معلوم ہوتے تھے لمبا ہوا کوٹ جو بعد کو ہنری رالچ کے سفید پر کی طرح مشہور ہوا پہنا کرتا تھا۔ آنکھ اور جسم مخصوص دلربا تھے۔

تیس پہونچنے پر پتولین نے دیکھا کہ فرانسیسی فوج بحرِ اُپس کے قریب پڑی نصیص
اوقات کر رہی ہے اور آسٹریا اور ساؤنیا کی کثیر فوجیں اُسے گیرے پڑی ہیں۔ جنرل
ڈیومرٹن جو اس فرانسیسی فوج کا سپہ سالار تھا جرمی اور نڈر سپاہی ہوتا لیکن بوڑھا
اور کمزور تھا اور گھٹیا میں مبتلا تھا موسم بہار کی آمد آمد سے کوہستان میں لطف آئے
نئے جنوبی باد بہار می شگوفوں اور کونپلوں پر چل رہی تھی اور گلہائے معطر کی خوشبو
اور طارونکے ترانے طبیعت کو مسیاختہ عیش و آرام کی طرف بہا رہے تھے۔ ٹوٹون
اور ساحل کی شاقہ محنتوں سے پتولین خجیف و زار ہو رہا تھا۔ اب اُسے آرام کرنے اور
دم لینے کا خوب موقع تھا کہ جسم زار میں جان آجاتی۔ لیکن اُسے ایک دن بھی آرام نہ لیا
جوں سی وہ یہاں پہونچا وہ دونوں فوجوں کی تعداد۔ مورچہ بندیوں۔ ترتیب اور باراد
کے ممکن ذرائع کی تحقیقات میں مصروف ہو گیا اُسے فرانسیسی فوج کی بیرونی مورچہ
بندیوں کو بڑی احتیاط سے جانچا اور اچھی طرح غنیم کی لاش کرانی کا تار گھاٹ لیا۔ ملک کے
نقشہ کو خوب دیکھا۔ جب تب پشت اس پر سوار خیرا خیز۔ پہاڑیوں۔ کناروں اور
کوہستان میں جاتا کہ اُسے کماحقہ آگاہی حاصل کرے۔ دن بہر تو یوں محنت کرتا اور
رات میں نقشے کو لکھ جھیں پچ چشے دریا اور وادیاں صحیح صحیح درج ہوتیں مطالعہ کرتا۔

نوٹ متعلق صفحہ ۶۷۔ لفظ ہونا پارٹ۔ اپنے زمانہ کا قابلِ مثال جوان آدمی تھا۔ نوہر افسروں کی کسی جہلیں
اور بڑیاں، سمین تہیں۔ جو سے دنگے ف۔ جواد لیا کسی قسم کی آوارگی نے اُسکی فوجی زندگی کے شروع سالوں میں
کبھی دہینیں لگایا۔ اُسکے اخلاق اس طرح پاکیزہ تھے سطح اُسکی لیا قیق فایت اور مزاج پسندیدہ تھا۔ ایسے منظر
چال ملن کا نوجوان اور بڑکرا اب چلن ہو جائے جکا اس کثرت سے اُسپوتان لگایا گیا ہر قطعی قانونِ قدرت کے خلاف
ہے طالب علمی کے زامیں وہ سکول کے ساتیوں کا عزیز رہا ہے۔ کیلوں یا دوسرے موقع پر جب طلباء نے اپنا
افسر فر کیا جو اکثر پتولین ہی کو منتخب کیا ہے۔ فوج میں اُسکی عام عزت تھی اور افسری کو اعتبار سے سپاہیوں میں اُسکی بڑی
محتاج بیان میں ہر سپاہی کو محبت اور شفقت کی ایک آنکھ سے دیکھتا اور دوسرے افسروں کی حواج و ضروریات پورا کرنے میں
سپاہیوں کی حواج و ضروریات کو وہ ہمیشہ مقدم رکھتا تاہم یہ کیا اسکول اور کیا فوجی ملازمت کے جملہ مراجع قواعد و ضوابط
کا وہ بڑا پابند رہا ہے۔ غیر مردانہ اور غیر مستحقِ عنایت کی اُسے کبھی جستجو نہیں کی۔ بلکہ تمام عمر حاکمانہ بلا توسط۔
سادہ۔ باقاعدہ۔ مہربان۔ اور محتاط رہا ہے۔ اگر سال جنگ دوم ۱۲۔ مصنف۔

اور آئین چہو کر بعض کے سر سُرُخ لاکھ سے اور بعض کے نیلی لاکھ سے رنگتا۔ سُرُخ کو فرانسینی فوج قرار دیتا اور نیلی کو غنیم اور وہ وہ ممکن صورتیں قائم کرتا جنہیں دشمن سے مُٹ بہرہ سکتی اور اس طرح ہر مقام کا نفع نقصان دیکھتا جو فرانسینی فوج اختیار کرتی۔ بہرہ و ایک گنڈہ لٹا میں آرام کرنے کو لیٹ رہتا پتڑ کے اٹھ کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو جاتا اور کوہ الپس کی چوٹی اور خوفناک گڑھیاں لکھتا پڑتا۔

اسٹریٹو الونگی ایک بڑی فوج دریائے روضہ *Roana* کے شاداب کناروں پر ساورجیا کے قریب چین سے رسد کے انباروں سمیت پڑی تھی۔ ایسا اطمینان تھا کہ کسی خطرہ کا خواب و خیال نہ تھا۔ سب پہلوؤں پر غور کر لینے کے بعد نپولین نے ایک تجویز نکالی یہ تو پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ جہاں جہاں مقابلہ ہو سکتا تھا اور ہر خطرہ کا جو پیش آ سکتا تھا انتظام کر چکا تھا۔ جنگی کونسل جمع ہوئی اور نپولین نے ایسی مدلل صاف صاف اپنی تجویز پیش کی کہ فوراً اُسکا اختیار کرنا ضروری سمجھا گیا وہ تجویز یہ تھی کہ *Maassena* کے معر پندرہ ہزار فوج کے خیفہ بہ سعت تمام دریائے اور یگیلیا کے کنارہ کنارہ جو دریائے روضہ کے متوازی بہتی ہے اُسکے مخرج کی طرف چڑھ جاوے یہاں تک کہ دونوں ندیوں کے ماحوں تک پہنچ جاوے اور پھر روضہ کو عبور کر کے وادی میں نیچے پڑے اور اسٹریٹو کی فوج پر اچانک عقب سے آپڑے اور سپاہی لارنرل ڈیومرٹن دس ہزار فوج سے غنیم پر سامنے سے جاوے اور دس ہزار فوج کے ساتھ نپولین بحر روم کے ساحل ساحل جاوے

۱۷ اینڈری مسینا ایک معمولی سپاہی تھا ترقی پا کر جنرل ہوا اور پیرولوک آف رالیولی *of Rivoli* ہوا اور زفرانس کا مارشل ہوا۔ نپولین کہتا ہے کہ سینا بڑی لیاقتوں کا آدمی تھا۔ آغاز جنگ سے قبل اُسکا خراج کچھ بگڑا بگڑا تھا اتنا اور جب میدان میں لاشیں گرنا شروع ہو جاتی تھیں تو پھر راجی صاحب سے وہ کام شروع کرنا جیسا اُسکو قبل سے کام کرنا چاہئے تھا۔ کشتوں اور نیچاؤنکے درمیان سے اور اس حالت خوف میں جیسے گولوں گولیوں کی اُسکے گرد بوجہا رہتی تھی اور لوگ اڑتے چلتے جاتے تھے وہ احکام جاری کرتا اور اپنی تجویزوں اور اسے صاحب میں مستقل رہتا اور اسکی بابت یہ بہت ٹھیک کہا گیا ہے کہ وہ اسے صاحب سے اسوقت تک کام شروع نہ کرتا جب تک کہ لڑائی کا رنگ اُسکے خلاف نہ ہو جاتا۔ لیکن تاہم

اور مضبوط مضبوط مقامات پر قابض ہو جائے اور غنیمت کو جنوبی میدان میں بہاگ جانیکا
موقع نہ رہے پس نپولین کے پونچنے کے تین ہی ہفتہ بعد کل فرانسیسی فوج متحرک نظر
آنے لگی۔

نپولین کی تجویز سے سب فوج کو آگاہی دیدی گئی اور سخت سنگین معرکے شروع
ہو گئے۔ نپولین کی تجویزوں میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوئی۔ پڑمانٹ *ademanant*

کی بیس ہزار فوج اپنے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا دیکھ کر بہاگی۔ ساوجریا
متحدہ فوجوں کا صدر مقام جو سا ان حرب و جنگ سے براہ راست فرانسیسی فوج نے
چھین لیا۔ مٹی ختم ہونے سے قبل بحری آپس کے جھلملہ روں کے فرانسیسی

مالک سو گئے اور کوہس کوہ ٹنڈی *Tende* کوہ فست *frimiatre*

پر انکے پریرے اڑنے لگے اس غیر متوقع اور اچانک فتح کی خبر بجلی کی طرح سارے
فرانس میں منتشر ہو گئی قوم میں جنرل ڈیومرن کی دھوم ہو گئی۔ لیکن خود فوج میں سب جانتے
تھے کہ یہ فتح کس کی لیاقت اور محنت سے منسوب ہونا چاہئے۔ اگرچہ عام میں نپولین کا
نام کسی کے منہ پر نہ آتا مگر فوج کے سپاہی اور امنر و زافروں لطف کے ساتھ
اسکی بڑبڑتی ہوئی ناموری پر لگائیں ڈال رہے تھے اور جنرل ڈیومرن پر اس کے برگیدیر
جنرل نپولین کی ذہانت اور علوم حربی کی آگاہی کا ایسا اثر پڑا تھا کہ جلد کام دہ نپولین کے
مشورہ سے کرتا تھا۔

تبلیغ متعلق صفحہ ۶۹۔ کسریٹ والوں اور ٹیکہ داروں سے آواہ پہلے ہی طیرا لیتا بیٹے اکثر اس سے
کہا کہ اگر وہ اپنی خیانت چھوڑ دے تو میں اسکو ڈیڑھ لاکھ ڈالر نذر کر دوں گا۔ لیکن اسکی عادت ایسی خراب گئی
تھی کہ ہلا وہ کب سننے والا تھا۔ اسی وجہ سے سپاہی اس سے نفرت کرتے تھے اور تین چار مرتبہ انہوں نے
اس کے مقابلہ میں بغاوت کی۔ مگر حالات وقت پر نظر کر نیسے وہ بڑا قیمتی آدمی تھا۔ اگر اس کے عمدہ اوصاف
میں طبع کا ذراغ نہ لگا ہوتا تو وہ بڑا آدمی تھا۔ جلد نپولین کی جنگوں میں وہ موجود رہا ہے اور جب اسکا
آقا نپولین جس سے بدرجہ پرستش اسکو محبت تھی جلا وطن ہو کر سینٹ ہلینا گیا تو سینا و اسی صدے
سے مر گیا۔ ۱۲ مصنف

موسم گرم جلد ختم ہو گیا۔ آسٹریا اور ہیڈمانٹ کی متحدہ فوجوں کے مقابلہ کو فرانسیسی فوج پہاڑ کی چوٹیوں پر اپنے پڑاؤ مستحکم کر رہی تھی۔ تعلیم کو شاں تھا کہ فرانسیسیوں کو وہاں سے نکال دے۔ ملک کی طبعی حالت دریافت کرنے اور نقل و حرکت کے ذریعوں پر غور کرنے اور فوج کی رسد سانی کے طریق پر نپولین اب بھی اُسی توجہ سے غور کر رہا تھا اور ان مقاصد پر بڑی ہوس سے نگاہ کرتا رہتا جس نے وہ اپنی تقدیر کی لکھی ہوئی شہرت کو پورا کرے اور جس کی بابت اب اسکو یقین ہو گیا تھا کہ وہ خلق کیا گیا ہے۔

لیکن حسب ذیل الزام پر وہ یکایک گرفتار کر لیا گیا اور اسکا سر قلم ہونے سے بال باں بچ گیا۔ جسوقت وہ جنوبی ساحل کے استحکام پر متعین ہوا تھا تو اُسے یہ تجویز کیا تھا کہ انگلینڈ کا شاہی جہل مستحکم کیا جاوے اور اس میں بارود کا ذخیرہ رہے۔ نپولین کے جانشین نے اس مناسب کام کو شروع کیا۔ چند ناراض شخصوں نے پبلک سیفٹی کی کمیٹی میں رپورٹ کی یہ افسر ایک دوسرے امیٹیل بنا رہا ہے جس میں جمان وطن قید کے بُجائینگے۔ بس یہ افسر فوراً گرفتار کر لیا گیا اور جمہوری عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ یہاں اُس نے صاف ثابت کر دیا کہ یہ تجویز میری نہیں ہے بلکہ نپولین کی ہے اس پر وہ تور ہا ہو گیا مگر نپولین کی گرفتاری کا حکم جاری ہو گیا اور وہ گرفتار ہو کر سبزہ دن حراست میں رہا۔ لیکن پرس سے اُس کی رہائی کا حکم کیا اور دو بجے رات کو ایک افسر نپولین کو اس کی اطلاع دینے پہنچا۔ یہ دیکھنے سے اُسے سخت حیرت ہوئی کہ نپولین مہیا ہے اور میز پر سامنے نشستے اور کتا میں کھلی ہوئی ہیں۔

اس افسر نے پوچھا ”نپولین۔ اُسے تم اب تک سوئے نہیں؟“

نپولین نے جواب دیا ”نہیں میں سوچکا۔ اور اب اُٹھا ہوں“

افسر ”اتنے تڑکے سے“

نپولین ”ہاں اتنے تڑکے سے۔ آدمی کو دو تین گھنٹہ سونا کافی ہے۔“

اگرچہ مہر ان گورنمنٹ نے جبکہ نپولین کی حسن کارگزاری سے پوری آگاہی تھی۔

کانونش کو اس کی فوراً رہائی کے بارہ میں بہت زور سے لکھا لیکن سخن پردی کی خاطر

اپنے غیر فیاض ارادہ میں یہ مناسب سمجھا کہ نپولین تو نپچانہ کی عمدہ جزئی سی محروم کر دیا جاوے اور بجائے اسکے پیدل پلٹن میں اُسے جگہ دی جاوے اس تباہ کو نپولین نے تو بہن خیال کیا اور فوراً استعفا دیکر اپنی والدہ کے پاس مارسیلس چلا گیا جہاں اُسکے دوسرے خاندان کے لوگ رہتے تھے۔ یہ واقعہ سٹالہ کے موسم خزاں میں پیش آیا۔ یہ موسم سرما نپولین کا بمقابلہ سابق کے بیکاری میں کٹا لیکن وہ موجودہ درجہ برہمی اور گدشتہ بغاوت اور فن حکمرانی پر غور کرتا رہا۔

اب بیکاری سے اکتا کر نپولین جس کی ۲۵ سال کی عمر تھی تلاش ملازمت میں پریں چلا گیا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اگر گمنٹ کے خود منہ لگے لوگ کیا توڑے تھے جن کو اب وہ انعام و ترقی دے رہی تھی۔ جب نپولین کی جملہ درجہ اتنی حصول ملازمت کے بارہ میں نامنظور ہوئیں تو وہ خنجر ہلا گیا۔ تو نپچانہ کا ایک پرانا افسر جسے معرکہ اے کا زار بہت ہی شاذ و دیکھے تھے فوجی کیمپ کا اب پریسیڈنٹ تھا۔ یہ نپولین کی نازک وضع دیکھ کر جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بھلا افسری کرنے سے اسے کیا فائدہ ہے۔ بڑے گمنٹ سے بولا کہ ”میاں تمہاری اتنی عمر نہیں معلوم ہوتی کہ تم ان عمدہ و پر کام کر سکو جو تم مانگتے ہو۔ سپر فلاں دور اندیشی نپولین نے ہیٹ سے جواب دیا کہ پیر و مرشد۔ میدان جنگ میں جو اسونکو دعویٰ معمری پر ترجیح ہونا چاہئے جو نیکو یہ بڑی ہمتی ہوئی۔ یہ پریسیڈنٹ بجائے اسکے کہ حصول ملازمت میں نپولین کی مدد کرنا اسکا دشمن ہو گیا۔ نپولین کی حالت اب دن بدن نازک ہوتی جاتی تھی اسلئے کہ اسکا اندر قریب ختم کے آچلا تھا۔ اسنے ارادہ کیا کہ سلطان روم ہی کے حضور جا کر ترکی میں ملازمت کی درخواست دے۔ اُسنے ایک رفیق سے کہا ہے یار ہوتا تو بڑا تماشہ اگر کورسیکا کا خلیف ابجہ افسر بیت المقدس کا بادشاہ ہو جاتا۔“

اندھیری راتیں تھیں اور ایک رات سینٹ سیلینا میں نپولین کو نیند آتی تھی اور وہ اندوہ و ملال کی گزریاں باتیں کر کے بھلا رہا تھا انہیں باتوں میں اسنے اپنا ان ایام عزت کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا۔

”اس زمانہ میں میرا جی اسدرجہ اود اس ہو گیا تھا جس سے قوائے دماغی محفل

ہو جاتے ہیں اور زندگی و بال جان ہو جاتی ہے۔ یہی حالت تھی کہ اتنے میں میرے پاس مان کا خطا ہو چکا جس میں لکھا تھا کہ اُسکی تنگدستی کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ میری ماں اس لڑائی کے سبب جسے کورسیکا کو اجاڑ دینا کو رسیکا سے ہماگ آئی تھی اور اب اہلس میں رہتی تھی۔ کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور سو اے اپنی دلیر نیکو کاری کے اُسکے پاس کچھ نہ تھا جس سے اپنی لڑکیوں کی آبرو اس زمانہ کی ذلت و رسوائی سے جو اسوقت کے اطوار جلسہ کے بیوی میں موجود تھی بچاتی چونکہ مجھے تنخواہ نہ ملتی تھی اور سرمایہ ختم ہو چکا تھا۔ دیکھتا ہوں توجیب میں فقط ایک ڈالر ہے۔ بس حیوانی و نفسانی تحریک طبعی کا تازیانہ ہوا کہ ایسی پالوسی سے رہائی پانا اور ایسے غیر قابل برداشت نعم سے نجات حاصل کرنا ہی بہلا ہے۔ میں دریا کے کنارہ کنارہ سرگرداں و پریشاں روانہ ہوا۔ اگرچہ جی میں آتا تھا کہ خودکشی بڑی نامردی ہوتا ہے خودکشی کا ارادہ مجھ پر ایسا غالب تھا کہ میں اُسے روک نہ سکتا تھا ذرا سی دیر میں پانی میں پھانسی پڑتا اگر میں ایک حرفت پیشہ وضع سادہ لباس شخص سے دوچار نہ ہو جاتا۔ اسنے مجھے پہچان کر میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور بیساختہ لڑا اتھا۔ بار۔ نیولین تم ہو تمہیں دیکھ کر اسوقت بڑی مسرت ہوئی۔ یہ شخص میرا تو بچا ہے کے سالہ کا پڑانا یا رہتا اسکا نام ڈی ماسنس Demadens تھا فرانس سے یہ چلا گیا تھا اور اب اپنی بوڑھی ماں کو دیکھنے بیس لکرواپس آیتا۔

وہ مجھے رخصت ہونے ہی کو تھا کہ پھر ٹرگیا اور کہنے لگا ”نیولین خیر تو ہے۔ ذرا میری طرف تو دیکھو مجھے ملکر تمہیں ذرا سی خوشی نہوئی۔ کس مصیبت کا سامنا ہے۔ تم مجھے ہتھوڑا دیوانہ معلوم ہوتے ہو جو اپنی جان پر کیل جانیکو پہرتا ہے۔ دل تو میرا امنڈا ہوا تھا ہی۔ ڈی ماسنس کی باتیں اور یہی غضب ہو گئیں۔ یہ باتیں براہ راست میرے ہرے سے متغاثہ تھیں بیسے بلا پس پیش اس سے بچا چہٹا کہ سنایا۔ اسپرہ بولا کہ بس اتنی سی بات ہے! لا حول و لا قوت“ اور اپنی کمدڑ مرئی کے تو نام کو لکرا ایک سی نکالی اور میرے ہاتھ میں دیکر بولا ”لو یہ چہ ہزار طلائی ڈولر ہیں اپنی ماں کو بھیج دو“ آج تک یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ اس رقم کو قبول کر لینے پر میں کیوں راضی ہو گیا۔ یہ زبردتہ

مینے لے لیا قلب کی کچھ عجیب حالت تھی میں بدحواس سا ہو گیا تھا اور اپنی حاجت مند ماں کو یہ روپیہ روانہ کر نیکو میں جھپٹا۔

جب روپیہ میرے ہاتھ سے نکل گیا اور مار سیلس کے راستہ میں ہوتا تو مجھے خیال آیا کہ یہ مینے کیا کیا۔ میں جلد اسی مقام کو ہاگا ہوا گیا جہاں ڈیماسس کو مینے چھوڑا تھا۔ لیکن وہ وہاں نہ تھا کئی روز متواتر میں اس کی تلاش میں برابر صبح سے شام تک پرا اور پیرس کی گلیاں چہان ڈالیں لیکن ڈیماسس مجھ کو نہ ملا۔ تمام اُس زمانہ کی اور نیز اُس وقت کی جب میں شاہنشاہ ہو گیا میری جستجو بیکار گئی اور اُسکا کہیں سراغ نہ لگا۔ ڈیماسس مجھے اُس وقت ملا جبکہ سلطنت زوال پذیر ہو چلی تھی۔ مینے اُس سے پوچھا کہ تھنے میری عجیب غریب حالت کی بابت کیا خیال کیا تھا اور پھر پندرہ برس سے تمہارا نام تک مینے کیوں نہ سنا؟ اسنے جواب دیا کہ روپیہ کی مجھے حاجت نہوئی اسلئے مینے اپنا قرضہ طلب کیا اگرچہ میں خوب جانتا تھا کہ اداسے قرضہ میں آپ کو کوئی شہواری نہوگی۔ علاوہ بریں ایک یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر میں آپ کے سامنے آتا تو آپ میری خاندانیشی کی راحت کو جو غلبندی میں مجھے ملتی تھی چھوڑ دینگے۔“

مینے ہزار وقت و اصرار ساتھ ہزار ڈولر چہ ہزار ڈولر کی امداد کے معاوضہ میں اُسے بتول کر نیکو راضی کیا۔ اور زبردستی شاہی باغات کا ڈاکٹر کٹر خبرل بنا دیا اور چھ ہزار ڈولر سالانہ تنخواہ مقرر کر دی۔ خطاب دیا اور اُس کے بھائی کو معقول عمدہ دیا۔

مدرسہ حریہ کے میرے دو رفیقوں نے جن دو ہی سے بوجہ قدیم دوستی میرا قلبی تعلق تھا خدا کی حکمت سے جو اکثر ہم دو بیکٹینیں میری تقدیر میں بڑا بہاری اثر کیا۔ ایک لوڈی س جسے عین خود کشی کی وقت مجھے بچا لیا اور دوسرا فیلٹو۔ جسنے ایک کشتی کی فسخ سے مجھے باز رکھا اگر فیلٹو حامل نہ ہوتا تو میں اس مشرقی کلید کا مالک ہو جاتا۔ پھر قسطنطنیہ پر ویش کرتا اور ایشیا

۱۷ یعنی ملک جوائے کو چک میں ایک بند گاہ ہے یہاں پولین کے مہر کے مہر کو متعلق نظیر آنیڈ پر پور (مترجم)

میں ایک سلطنت قائم کرتا۔

لیکن اب تو فرانسیسی فوج کو شکستوں پر شکستیں ہونا شروع ہو گئیں۔ اسٹیئر کی فوج نے اُسکو مقامات کو نکال دیا۔ چہرہ پھولین نے اُسکو قابض کر دیا تھا اور فرانسیسی فوج اب پیچھے ہٹنا شروع ہو گئی۔ سیلک سفیٹی کی کمیٹی اب کانپنے لگی اور بوجہ اپنی لاعلمی کے نہ جانتی تھی کہ کیا احکام جاری کرے۔ ایک شخص نے جو پھولین کی کارگزاریوں سے اچھی طرح واقف تھا کمیٹی کے سامنے پھولین کا نام لیا کمیٹی نے اُسے طلب کیا اور مشورہ چاہا۔ اُسکی مقامی اور اصطلاحی اور علوم حرب کی واقفیت اور اُسکے آراستہ دماغ کے ذریعوں نے فوراً اُسکو کمیٹی کا فخر بنا دیا۔

اگرچہ پھولین نوعمر تھا اور بشرہ سے اور بھی نوعمر معلوم ہوتا تھا تاہم اُسکی متانت اور عورت فکر نے اُسکی رائے کو وقعت دی اور بلا وسواس اُسکی تجویز و سپر عمل کیا گیا۔ بحری لیس کی ایک ایک اپنی زمین سے وہ واقف تھا کیونکہ بڑی محنت سے اُس نے اُسکو دیکھا تھا اور ہر چشمہ کیچ اور ہر گڑھ کے خم سے کما حقہ آگاہ تھا اور گہرائیوں اور زوالوں کے نفع و نقصان سے ماہر تھا اب اُس نے فرانسیسی فوج کو بڑی دوراندیشی سے جابجا تقسیم کیا اور اسٹریا کی فوج کا دو جزر ایک دم رک گیا اور باجوہ غنیم کی کثیر القاد فوج کے فرانسیسی فوج نے اُن مقامات کو چھاپا جسکے بچانے کے اُسکو ہدایت کی گئی۔

صفحہ ۲

مگر اس زمانہ میں جبکہ وہ پیرس کی کمیٹی گھر میں بیٹھا اٹلی کی فوج کو لڑا رہا تھا وہ مہلت کے اوقات میں سرکاری کتب خانہ میں اس محنت سے کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا کہ کوئی شخص اُس سے زیادہ محنت نہ کر سکتا اگرچہ اُسکو علمی ناموری کا حد سے زیادہ شوق کیوں نہ ہوتا۔ جب کبھی وہ بعد شام کے تفریح کو جانا تو پیرس کے زمانہ جو انوکھو عیش و عشرت میں غرق دیکھتا۔ یہ کسی تماشہ کے مطرب کے ترانے یا کسی رقاصہ کی لوح لچک پر ولدادہ پر راسے زنی کرتے ہوتے پھولین کو اس سے سخت بیزاری ہوتی۔ اسطرح ایک شب وہ پیرس کی گرد آلود گلیوں میں پھر رہا تھا کہ اُس نے اسی قسم کا تماشہ دیکھا اور کہنے لگا۔ ”یہ کیونکر ہو کر ایسے بدکردار اور ذلیل لوگوں پر دولت نے اپنی مہربانی کا اسطرح اصرار کیا

کی صورت بدتر ہو چکی جو اور بڑا دیکھو خشن کے مقابلہ میں بغاوت ہو اچا ہتی ہے۔
یہ تو میں اور پرگمہ چکی ہوں کہ پولین ہمارے یہاں روز آیا کرتا تھا۔ شام کو یہ ملاقات
کے کمرہ میں رہتا تھا اور میری ماں کی کرسی کے قریب اپنی کرسی ڈالکر آہستہ آہستہ باتیں
کرتا۔ میری ماں کی اسلئے کہ وہ میرے باپ کے سر ہانے سے ذرا دیر کو بھی نہ ہٹتی تھی
شدتِ تکان سے آنکھ جھپک جاتی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن میرے باپ کی طبیعت
بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی اور میری ماں شدتِ غم سے رو رہی تھی اسوقت رات
کے دس بج گئے تھے اور زمانہ کا وہ خراب حال تھا کہ نو بجے شب کے بعد ہونٹوں کی
ملازمن کو اگر بارہی ڈالو تو باہر نہیں نکلتے تھے پولین نے کچھ نہ کہا اور چپکے سے زینہ
سے نیچے اتر گیا اور ڈاکٹر ڈیو کے پاس کے پاس جا باوجود اسکے جیلہ حوالہ کے اسکو
اپنے ہمراہ لے آیا۔ موسم ہی بہت خوفناک تھا یعنی مینہ کتا تھا کہ آج برسکے پہر کبھی نہ
برسوں گا۔ پولین کو گرایہ کی نگارڑی ملی نہ تھی اور مینہ میں وہ شہر ابر ہو گیا تھا۔ ماں
بیشک پولین کا دل اس زمانہ میں محبت کو اپنی طرف کینچ لینے کے قابل تھا۔
یہ تو کہا جا ہی نہیں سکتا کہ فرانس میں اسوقت کوئی مذہب تھا۔ مسیحی مذہب سب سے
عام نفرت تھی۔ پادری لوگ ملک بدر کر دیے گئے تھے گرجا یا تو مندرم کو دیے گئے تھے یا دارالعلوم اور مشیت
بگٹے تھے۔ روح کی بقا سے انکار تھا۔ قبرستانوں کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ موت
خواب ابدی ہے اسلئے چال چلن کی ساخت میں پولین نہ ہی اثر سے محروم تھا۔ تاہم
اسکا دل اگر یہ کہنا نامناسب نہ تو نہا نہ تھا۔ اسکی سرشت سنجیدہ۔ پرخیاں اور غائر تھی۔
عظیم الشان اور پُر راز امور ایک دم اسکو اپنی طرف کینچ لیتے اور اسپر رعب طاری کر دیتے
حتیٰ کہ اسکی حوصلہ مندی خود۔ پرنظر اور خوشی سے اترائی ہوئی نہ تھی۔ بلکہ اُس اُس
پڑ شکوہ اور عالی تھی۔ نہایت ہی شاقہ اور بیخواب محنتوں اور رستمانہ کاموں کا اُسے
مہیاں رہتا تھا۔ تن آسانی۔ عیش و نشاط کی اُسے کوئی خواہش نہ تھی بلکہ ہی آرزو
تھی کہ وہ وہ کام کر کے جو کسی سے نوے ہوں وہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی بن جائے
شبابِ زندگی میں ہی تو اُسے کوئی لطفِ دنیا نہ تھا بلکہ انسان کی اس دیوی مسافرت

پروہ منعم نظر ڈالتا تھا اور جب پیمانہ عمر زیر ہو اتنا سوقت بھی باقی کہا ہے کہ اس زندگی میں
ہم کو تو وہی ایک خوشی کے لمحے نصیب ہوئے اور وہ بھی جو زلفا سن سنکھ رہا ہے
کے صدقہ میں۔

نیشنل کانفرنس نے فرانس کی پسندیدگی کو لئے ایک اور کمیٹی قائم کرنا چاہی اور بجائے
اسکے کہ عاملانہ اختیارات ایک بادشاہ یا ایک پریسڈنٹ کے اختیار میں دئے جائیں وہ
اختیارات پانچ سرداروں کو تفویض ہوئے جو ڈائریکٹر کہلائے۔ قانونی اختیارات دو
گروہوں کو عطا ہوئے حسب طرح ممالک متحدہ ایرکے میں ہیں اور پہلے گروہ کا نام مثل ممالک متحدہ
امریکے سینٹ *Senate* کے کونسل آف انیشینٹ *Council of*
ancient ہوا اس میں دو سو پچاس ممبر تھے کم سے کم جن میں سے ہر ایک ممبر کی عمر ۴۵
سال کی ہونا ضروری تھی اور وہ یا با زبدا ہو اور دوسرے گروہ کا نام کونسل آف
فیو ہنڈرڈ *Council of five hundred* رکھا گیا کیونکہ اس میں پندرہ
ممبر تھے پیش ممالک متحدہ ایرکے کے ہوس ان ریپرے زن ٹے ٹوز *house of*
representative کے تھا اور اس میں ممبران کی عمر کم از کم ۳۰ سال کی ہونا شرط تھی۔
یہ کانفرنس ان سب سے جو اب تک قائم ہوئیں ان میں افضل تھی اسکو واسط خیال
جمہوریوں نے مرتب کیا تھا اور پیشا رکھی تھی کہ سلطنت جمہوری قائم کریں اور ادھر تو
شاہی فریق کے طرفداروں سے جو بور بور *Bourbon* خاندان کو بہر تحنت پر
بٹھانا چاہتے تھے فرانس کی حفاظت کریں اور ادھر جکیوین بلو ایوں سے جو ملک میں ویسٹا
عزت قائم رکھنا چاہتے تھے فرانس کو بچائیں۔ یہ کانفرنس پہلے ابتدائی مدارج کی رعایا کے
سامنے پیش کی گئی کہ دیکھا جائے وہ اسے منظور کرتی ہی یا نہیں۔ جملہ زراعت پیشہ
لوگوں۔ چھوٹے قصبوں کے باشندوں اور سپاہ نے اسے بڑے اظہار مسرت سے
قبول و منظور کر لیا۔

صفحہ ۳۸

شہر پیرس ۹۶ محلوں میں تقسیم تھا اور ہر ایک محلہ میں جیسا ہمارے یہاں ہوتا ہے
لوگ رائے دینے کو جمع ہوئے اور جب کانفرنس پیش کی گئی تو ہم محلوں نے تو اتفاق

راے کیا اور اُسکو منظور کیا لیکن ۶۶ محلوں نے بالاتفاق نام منظور کیا۔ شاہی فریق کو ہندو اور بغاوت پسند لوگ مقابلہ کو آمادہ ہو گئے۔ یہ دونوں شدت میں حد سے متجاوز تھے اور انہیں سے دونوں کو توقع تھی کہ کانولشن کو رد کر دینے سے ہمارا مطلب نکل آئیگا کانولشن کی طرف سے عذر پیش ہوا کہ قوم کی جماعت کثیر نے تو کانولشن ہر جگہ منظور کر لیا ہے اور پس انہوں نے کانولشن کی شکل کی تکمیل میں ہاتھ لگا دیا۔

اسپر مخاضین قطعی برہم ہو گئے اور مسلح ہونا شروع ہوئے اور سخت مقابلہ کرنا مستقل راہ دہ کر لیا۔ پیرس کا طوفان بدتمیزی تو بلوہ کر نیکو ادوار کہاے پھر تاہی تھا انکا بہ دل و جان شریک ہو گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ کانولشن پر ساری پیرس کا طوفان چڑھا آتا ہے۔ بغاوت کی توپ کونستابہ دیکھا دیا گیا اور اعلان خطرہ کے گھنٹے بجنے لگے اور ٹڈی دل پر خطر ابزہ کے ابزہ لایق لایق افسروں کی ماتحتی میں۔ پیرس کی سڑکوں پر پل پڑے۔

اب تو کانولشن کو حد درجہ کا خطرہ ہو گیا۔ کیونکہ اُس طوائف الملوکی میں خون پانی کی طرح بہتا تھا اور جان کی کوئی وقعت نہ تھی یہ کچھ پھونڈ و نکا اور آوارہ گردوں کا تو بلوہ تھا ہی نہیں جو محسّس مچا مچا کر کانولشن کا محل گیر تھیتے اور نقطہ اُس کی کڑکیاں توڑ دیتے یہ تو پوری چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج تھی۔ صف جنگ آراستہ کئے توپوں بندو قوں سے مسلح تھے اور انکے سردار بوڑھے کار آزمودہ جنرل تھے جو سابق بادشاہت کے زمانے میں بڑے بڑے معرکے دیکھ چکے تھے۔ جہنڈے جگمگا رہتے تھے اور بگل بج رہے تھے اور ہر چار جانب شہر سے ٹوٹی کریمز پر چڑھے چلے آ رہے تھے۔ کانولشن کے پاس اس طوفان کا مقابلہ کر نیکو صرت پانچزار باقاعدہ فوج تھی۔ پیر اسپر خطہ تھا کہ مقابلہ کے وقت کہیں یہ دشمن سے مل نہ جائیں۔ کانولشن نے جنرل مینو Moenou کو بغاوت فرد کرنے کے واسطے مقرر کیا اور دشمنوں سے مقابلہ کر نیکو وہ چلا۔ ان واقعت میں جو پیش آرہے تھے پتولین بڑا لطف لے رہا تھا اور جنرل مینو کے ٹوس کالمونکے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ لیکن یہ جنرل جو حلیم المزاج اور ایک ناقابل آدمی تھا اور ایسے

نازک وقت کا مقابلہ کرنیکی ہمت نہ رکھتا تھا فریق مخالف کی تعداد اور غلبہ دیکھ کر ڈر گیا اور انکے سامنے سے ہٹ گیا۔ بس یہ کیا پوچھنا تھا پیرس کو کوچوں میں پیشین گارڈ کی فتح کی دھوم ہو گئی اور اس کامیابی سے باغیوں کے دل ہاتھوں بڑھ گئے اور یقین ہو گیا کہ باقاعدہ فوج ہم پر کبھی ہتیار اٹھانیکی جرأت نہ کرے گی۔

اب اس متحیر شہر پر شام کی اندھیری چھا رہی تھی۔ مینو *Mينو* کی ناکام سرکاوٹ دیکھ کر کلیونینس ہوتا ہوا نیپولین کوئی ریز ہونچا اور چبھے پر کھڑے ہو کر کھڑے کھڑے کانولٹن کے بے انداز خطہ کا مستقل غیر مضرب لشکر سے جسپر کوئی ہراس نہ تھا نظارہ کرنے لگا اتنے میں گیا وہ بجے۔ مینو کو کوئی نہایت ہی بدحواسی سے کانولٹن نے برخاست کیا اور پورے اختیارات دیکر بیرس کو فوج کا افسر بنایا۔ یہ عمدہ خطرات سے پرہیز کامیابی تو ناممکن تھی اور ناکامی میں موت یقینی تھی۔ بیرس پس و پیش کرنے لگا اور اسوقت اسکو نیپولین یاد آیا اور جس سولگون کے معرکہ سے اس کی شناسائی تھی اور علم حرب و جنگ سے اس کی واقفیت اور دلیری اور اپنی اور دوسرے کی جان کی پروا نہ کرنا اسے خوب یاد تھا اور فوراً اسنے باواز بلند کہا کہ اگر دنیا میں ہلکو کوئی شخص بچا سکتا ہے تو وہ ایک شخص ہے۔ یعنی کورسیکا کا ایک نوعمر افسر ہے اور نیپولین کو ناپارٹ اُسکا نام ہے ٹولون میں اسکی حربی لیاقتیں میں دیکھ چکا ہوں۔ یہ آدمی البتہ ایسا ہے کہ بس کچھ کسی بات کا لحاظ نہ کرے گا۔ نیپولین اسنے چہرہ پر تو موجود تھا ہی ممکن ہو کہ بیرس *Barras* کی نگاہ اسپر ٹپی ہو اور اسے یہ خیال دلایا ہو۔

نیپولین فوراً کانولٹن کے سامنے پیش ہوا۔ انکو توقع تھی کہ وہ ایک دیوسکیل بڑے کلمہ جبرہ کا سپاہیانہ وضع آدمی دیکھینگے۔ لیکن وہ حیرت میں ڈوب گئے جب اُنکے سامنے وہ پتلا نحیف اجنبی چہرہ کا۔ سٹتے ہوئے رخساروں کا ظاہر میں کوئی اٹھارہ برس کا لڑکا پیش ہوا۔ پریسیڈنٹ نے سوال کیا کہ کانولٹن کی حفاظت کا کام صاحبزادہ خرم اپنے ذمہ لیتے ہو؟ نیپولین نے مختصر اور پر معنی جواب دیا ”جی ہاں“ ذرا نال کے بعد پریسیڈنٹ نے پھر سوال کیا ”تکو معلوم ہے کہ وہ کام ہے کتنا اہم؟“ نیپولین نے

پریسٹریٹ کو اُس تیز لگاہ سے دیکھا کہ ایک ہی دو نے جبکہ مرد استہ کیا ہوگا اور جواب دیا ”بہت اچھی طرح سے“ اور میری توقعات سے کہ جو کام ہاتھ میں لیتا ہوں پورا ہی کیے چھوڑتا ہوں۔ اس حیرت انگیز شخص کے لہجہ اور وضع میں ایک ایسی انوکھی بات تھی کہ کانٹن کے جملہ مبصرین نے بالالاق یہ کام اُس کے ہاتھ میں دیدیا اور ایسے خطرہ کی حالت میں اسکی مستقل اور غیر مضطرب ہمت دیکھ کر انکو ثابت ہو گیا کہ ہم اسوقت کسی معمولی قوی کے آدمی کے سامنے نہیں ہیں۔ دو ایک اور بات تو انکے بعد نپولین نے کہا مگر ایک شرط ہے کہ مجھکو اختیار کامل دیدیا جائے اور پھر کانٹن اُس میں اپنی طرف سے کوئی دخل نہ دے۔ بحث کا تو موقع تھا ہی نہیں یہ درخواست بھی فوراً منظور ہو گئی۔

جفاکشی۔ اوس دنوں اور خطا نگر نیوالی تدریوں کا اس موقع پر حبیبیا نپولین نے اظہار کیا کہ کسی موقع پر کیا ہوگا۔ پیرس سے پانچ میل کے فاصلہ پر سیلین ہولنگا ملک میں پچاس ہزاری توپیں موجود تھیں۔ مہرات کو معہ سواروں کے انکیم یہ توپیں لوانیکو اوہر روانہ کیا اور حکم دیا کہ فوراً یہ توپیں ٹولی کر زمین میں حاضر کجیا ویں۔ مہرات اور اُسکے سواروں نے ان توپوں پر قبضہ کیا ہی تھا کہ مختلف محلوں سے بلوائیوں کی ایک جماعت انہیں لینے پہنچی یہ تعداد میں اگرچہ زیادہ تھے لیکن مہرات اور اُسکے سواروں کا مقابلہ نہ کر سکے اور بغاوت تمام توپیں نپولین کے پاس پہنچ گئیں۔ اُسنے انکو اچھی طرح بھر کر اس قریب سے لگا دیا کہ جتنے راستہ کانٹن کو آتے تھے انکی زوا اور مار میں تھے۔

اس حسرت جو ان نے ذرا ہی دم نہ لیا۔ جہاں دیکھئے موجود تھا۔ تمام رات ہتھیں دتیا رہا اور محنت کا جوش دلوں میں پہونکتا رہا اور عینیں بڑھاتا رہا۔ اُسے خوب معلوم تھا کہ جس ٹیڈی ول سے اُسے مقابلہ کرتا تھا یعنی چالیس ہزار کے مقابلہ میں اُسکے پانچ سو پانچ ہزار آدمی تھے۔ پر دشمن بڑے قواعد والے پورے مسلح اور تجربہ کار افسروں کی ماتحتی میں تھے اگر وہ چاہتے تو بآسانی اسکا محاصرہ کر لیتے اور اتنے دنوں تک بھولکا مارتے کہ مجبوراً اطاعت کرنا پڑتی۔ یا آٹو دیکر مکالوں کی چیتوں اور کٹر کیوں سے اسقدر اُس کی جمعیت کم کر دیتے کہ مقابلہ محال ہو جاتا۔ لیکن نمینٹل گارڈ *National Guard*

کو یہ سنت کی خبر نہ تھی کہ انکا کیسے مستقل۔ نڈر اور مضبوط شخص سے سامنا ہے۔ وہ اسی
 لالباغ میں تھے کہ پیرس کے شرفا رہلہا کر برنیک کی کون بہت کر سکتا ہے۔ انہو کا لوشن
 کے طوطے اٹکے جب انہوں نے دیکھا کہ اُس اندھیری رات میں پتولین کے حکم سے آٹھ سو
 بند و قیس مع بیشمار کار تو سونکے حاضر لائی گئیں اور خود ان ممبر صاحبان کو ہایت ہوئی
 کہ ان بند و قیس سے مسلح ہو کر فوج کا چند اڈل مینٹیں۔ اس احتیاط پر تو اب کا لوشن
 کے کان کھڑے ہوئے کہ آج کی رات ہے بڑی ٹیرٹی کیر۔ اور وہ شخص تو اپنے ارادہ میں
 کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے جسکے سپرد ہونے اپنی حفاظت کی ہے۔ نوز کے ٹرکے ٹوٹی ریز
 اچھا خاصہ مورچہ بندیوں کا لشکر گاہ معلوم ہو رہا تھا۔ پتولین کی توپیں ایسی ڈٹی ہوئی تھیں
 تھیں کہ سب پلوں۔ سٹرکوں کا صفایا بول و تپیں جنسے دشمن کا لوشن۔ *Common-
 sion*
 کی سمت قدم رکھتا اب دیکھئے کہ خود پتولین کا ساہمت و استقلال اُسکے سپاہیوں میں
 ہی بر گیا تھا اُسنے اسکے بعد انکو ایک مختصر اسپچ دی جسکے اثر سے وہ سب مرنے جینے
 میں اُسکے شریک ہو گئے۔

اُدھر شہر کا یہ حال تھا کہ بجا گننے بج رہے تھے اور ڈھول پٹا ہے تھے اور چاروں طرف
 سے لوگ مقام مقررہ پر جمع ہو رہے تھے کہ کا لوشن پر ڈل کے دل ملکر حملہ کریں۔
 کا لوشن کے ممبر اور اپنی جگہ ساکت بیٹھے آہوا لے خوفناک لمحہ کے نتیجہ کا انتظار کر رہے
 تھے جسپر انکی زلیست و موت موقوف نہ تھی۔ خاموش۔ مستقل۔ سنجیدہ۔ پتولین اپنی سب
 کارروائیاں پختہ کر چکا تھا اور منتظر تھا کہ پہلے حملہ کی جوابدہی اُسکے مخالفین کے ذمہ رہے اور
 دوسرے حملہ کی خود اُسکے۔

اب ہر چار سمت سے دشمن انہوہ کے انہوہ آتے ہوئے نظر آنے لگے اور شہر کے
 تنگ کوچوں میں تل دہرنے کا ٹھکانا نہ رہا۔ فرط مسرت سے باجے بج رہے تھے اور ہر ایک
 ہوا میں لہرا رہے تھے اور محصور کا لوشن پر غور سے بڑھتے چلے آتے تھے اور اپنی گیشہ
 تعداد سے باغ باغ فتح کو بائیں ہاتھ کا کیل سمجھ رہے تھے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ کا لوشن

کی چوٹی سی جماعت اُسے مقابلہ کریگی بلکہ یہی خام جینالی تھی کہ ہماری دو ایک بارہوں پر
فریقِ مخالف فرار ہو جائیگی۔ اس طرح بلائیں و پیش وہ گراب کی خاصی زد میں جو پولیس نے
اپنی توپوں میں منہ تک ٹھونس رکھی تھی آپہنچے۔

لیکن یہ دیکھ کر کہ کالونشن کی فوج مستقل کڑی ہو اور اُنکے انیکا انتظار کر رہی ہو۔
سب سے آگے والی صف نے اپنی بندوقیں چمتائیں اور ایک بارہ ماری۔ بس پر
کیا پوچھنا تھا۔ ایکدم پولیس کے توپخانوں سے براہ راست۔ بے رحم۔ خونریز آگ کا
طوفان برپا ہو گیا اور پڑاؤ نام کوچوں میں قیامت برپا ہو گئی۔ یہ گراب کا میڈیٹا جو اولوں
کی طرح برس رہا تھا۔ ایک آن واحد میں کوچے اور سڑکیں مقتولوں اور مجروحوں
سے پٹ گئیں۔ اس انبوہ میں تلاطم مچا۔ گراب اُسی طرح پڑ رہا تھا۔ اس انبوہ نے مٹیہ
پہیری۔ گراب میں کوئی کمی نہ تھی۔ یہ انبوہ بہاگا۔ گراب نے اسبیٹھ تو اضع کی۔ اب پولیس
نے اپنی چوٹی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کا بڑی شدت سے پچھا کرے مگر خالی کار تو س
فیر کئے جائیں۔ بہار کی بہاری توپوں کی گرج شہر میں گونج رہی تھی اور بلو اے
بدحواس جس کوچ میں منہ پڑا گئیں گئے اور ایک گمنم کے اندر ایک کا یہی پتہ نہ رہا
اب پولیس نے اپنی فوج محلہ در محلہ بھیج دی کہ سب کے ہتھیار چپین لے تاکہ ہر جمع ہوگیں
پہرہ دہنے و دفن کا حکم دیا اور مجروحوں کو اسپتالوں میں بھیجوا یا۔ اور اُسکے بعد چپ چاپ
مستقل جیسے کج کوئی واقعہ پیش ہی نہیں کیا وہ اپنے صدر مقام ٹولی لریز کو چلا گیا۔
پولیس سے ایک لیڈی نے پوچھا کہ کس دل سے اُسے اپنے ملک والوں کا اس
طرح ستیاناس کر دیا؟ اُس نے جواب دیا ”سپاہی فرمانبرداری کی ایک کل ہے اور یہ میری عمر
تھی تو آج میں پیرس پر غضب کر دی۔“

اس طرح پولیس نے فرانس کی نئی گورنمنٹ قائم کی جس کا نام ڈائرکٹری *Directorie*
ہوا۔ اسلئے کہ پانچ ڈائرکٹریز میں کام کرتے تھے اور چنڈی ماہ کے بعد اُس نے پراس کیٹی کو
خون کا ایک قطرہ بہاے بغیر صرف اپنے زور و دماغ سے نیست و نابود کر دیا جسکے اسوقت
قائم کر نہیں اُسے توپوں سے کام لینا پڑا تھا۔ جسوقت تمام محلے مغلوب ہو گئے۔ کالونشن نے

نے نیپولین کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور سب نے یکساں ہو کر اعتراف کیا کہ فقط نیپولین کے طفیل سے ریپبلک بچی۔ اب اسکا دوست بیرس بھی ایک ڈائرکٹر بن گیا۔ اور انوارِ اندرونی کا نیپولین کمانڈر انچیف مقرر ہوا اور پائے تخت پر بس کا انتظام و حکومت اُسے تفویض ہوئی۔
 بلوائیوں نے کیا نیچا دیکھا فریق شاہی کے طرفداروں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ریپبلک کی مستقل بنیاد اسی فتح نے ڈالی اس کامیابی اور سرخروئی کے موقع پر نیپولین نے بڑی رحمدلی ظاہر کی جسوقت کانولٹن نے چاہا کہ مکمل اجماع پر مینو کو قتل کر دیں تو نیپولین اڑے گیا اور اُسکور ہا کر دیا نیپولین نے بلکامیابی یہ دلیل پیش کی کہ مفسدہ پروازوں سے کوئی اندیشہ باقی نہیں اور اب مینو کو سزا دینا عیث ہے بلکہ مفسدین کے فعل پر نقاب فراموشی ڈالنا ادنیٰ ہے۔ اب کانولٹن نے جیسے نیپولین کی تدابیر کا کچھ کم اثر نہ تھا بغیر تمام اپنے کو کام سے علیحدہ کر لیا اور شہنشاہ عام دیکر کہ جلد گزشتہ جرائم معاف کر دے گئے اور خلق کو اب امن بخشی گئی عنانِ حکومت ڈائرکٹروں کے ہاتھ میں دیدی۔

صفحہ ۳

اب نیپولین کا عہدہ چشم بد و دور بڑے جاہ و جلال کا تھا ۲۵ برس کا صرف سن تھا۔ اپنی بڑی بڑی خدمات اعلیٰ عہدہ اور معقول آمدنی سے خلق کی نگاہ میں اُنکی بڑی آبرورہتی نیپولین کی بہتری کوئی ایسی نہ تھی جو اکیدم اتفاقیہ واقع ہو جایا کرتی ہے۔ یہ سب اہل سائے گذشتہ کی محنتوں کا اصلہ تھا اور اب وہ اس نہال کا ثمر کھا رہا تھا جو مدرسہ حربیہ کی شاخہ محنتوں کا حصول ملازمت کے بعد مطالعوں اور علم کی پیروی۔ ٹوکوں کی جانکاہیوں اور بحری اکیس کی ہم کی عرق ریزیوں سے اُسے پروورش کیا تھا۔ اگر نیپولین میں حیرت انگیز غم و ہمت تھی۔ جو اس میں یقیناً تھی۔ تو اس سطح اُس میں حیرت افزا محنتوں کا بھی مادہ تھا۔

یہ رزبہ عالی حاصل کر لینے پر جسکے ساتھ روسیہ کی جانب سے بھی فلاح البالی تھی نیپولین نے اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اُسکے آرام و آسائش کے جملہ سامان مہیا کئے۔ اُسے ہمیشہ اپنی ماں کو فرزندانہ محبت کی نگاہ سے دیکھا اور ثابت کر دیا کہ وہ فرزند سعادت مند ہے۔ استوفت سے اپنے جملہ خاندان ماں بہن بھائیوں کی کفالت اسنے اپنے ذمہ لی اور اُنکے جملہ اغراض کو اپنے اغراض سے متعلق کر لیا۔

یہ عمدہ پیولین کا بڑی جوابدہی کا تھا جس میں ہر لمحہ جراتِ اخلاقی - ہوشیاری اور سنجیدگی کی حاجت تھی۔ فریقِ شاہی کے طرفدار اور جیکوین حد درجہ قصہ سے گورنمنٹ مستحکم نہ تھی اور خلقتِ عام کے خیالات پر دباؤ نہ تھا۔ پیرس - فساد و ہنگاموں سے پریشان تھا۔ ریپوبلیکشن کی غارتگری نے لاکھوں کو بے معاش کر دیا تھا اور کوئی ذریعہ حصولِ زر کا باقی نہ تھا۔ مخلوق ہو کوں مر رہی تھی اور گورنمنٹ کو ضروری ہوا اگرچہ اسکی کوئی ساکھ اور کوئی ذریعہ نہ تھا کہ لوگوں کو رزق پہنچائے۔ پیولین نے اس درہمی برہمی کے دفعیہ میں ہی مردانگی - انسانیت اور نہ جھکنے والی ہمت کے خوب جوہر دکھائے۔

اکثر بے قانون ہنگاموں کے فرو کر نہیں فوج کے مضبوط بازو سے امداد لیجاتی تھی مگر کبھی فقط پیولین کی چرتاثر اور پرمعنی تقریر ہی سے غول منتشر ہو جاتے تھے اور مزاجوں میں صلحیت پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک بڑی مولی گدگدئی بھیاری ایک مجمع کو بڑی لسانی سے تاکید کر رہی تھی کہ ہرگز نہ منتشر ہوں، اور کستی تھی کہ ان حرام خوروں خود نماؤں کی ہرگز ہرگز مت پروا کرو جتنے ناؤں پر انفری کے جہت پڑے ہیں۔ جب تک انکو اپنی ٹونڈیں بہرنے کو ملتی ہیں ہم فاقہ زدوں اور یتیموں کو کب پوچھتے ہیں۔ پیولین دبان پان تو تھا ہی اس بھیاری کی طرف مخاطب ہو کر بولا ”لو! ذرا میری طرف توجہ دیکھو اور انصاف کر کہ تو مولی ہی یا میں ہوں“ بھیاری تو اس فقرہ پر شرمائی اور غول یہ لطیفہ سنکر نہستا ہوا اپنے اپنے راستہ ہو گیا۔

یعنی طواف الملوک کا حامی انہوہ - ۱۲ - مترجم۔

باب چہارم

اٹلی کی مہم سٹیڈمانٹ

پنولین کی وضع اور چاکلن اُسکی رحمدلی جو ریٹائن بوہرنے یومین۔ پنولین اور جو ریٹائن کی مشادی۔
افواج اٹلی کی سیر سالاری۔ پیرس سو کوئج۔ انگلستان میں خیالات کی حالت۔ نیس کی فوج
پنولین کی جہزوں اور سپاہیوں پر فضیلت۔ لٹیشیا کا اثر۔ پنولین کی تجویزیں۔ اُسکے ہشتا
واعلان۔ فوج کی مشقت اور مصیبت۔ اٹلی والوں کو یارینگی کو ششیں۔ سیرا کی لڑائی۔

سارڈینیا کے کشتوں کا مغرورانہ برتاؤ۔ ہشتبار اعلان عام۔
پیرس کے محلوں میں مفسدوں کی شکست اور اُسکی عزم و ہمت اور اُس رحمدلی سے
جو اُس نے پیرس کے نظام میں ظاہر کی سارڈینیا میں بچہ بچہ کی زبان پر پنولین کا نام تھا۔
اُسکی دہلی تہی صورت اپنے تناسب میں ایسی نازک نازک اور خوبصورت اُسکے چھوٹے چھوٹے
بلورین نرم ہاتھ کہ جن پر جینوں کی رال ٹیک پڑے اُسکے پُرش باب بھولی بھولی صورت اور ان
سب نے بڑے تعجب کی بات ہے ایسے سنجاع اور نڈر عزم و ہمت اور تنکبر ارادہ سے
ملکر اُسے وہ فوق العادت و نفیر سی عطا کی تھی جو سمجھ سے باہر ہے۔

پیرس کے کوچوں میں قحط کا بازار گرم تھا۔ محنت مشقت کے راستے مسدود تھے اور
غریب بیکار لوگ فاقوں سے مر رہے تھے۔ امرار اپنی لٹی ہوئی دولت کا بچا کچا سمیٹ کر
فرانس سے فرار ہو رہے تھے۔ کوئی قانون سوا اُسکے جو پنولین کے تو پچا نوٹسے

گرجا ہتا دتا پتولین نے نیشیل کارڈ کو فوراً از سر نو ترتیب دیا اور جلد کافی نظام ہو گیا۔ تمام شہر کے حصوں میں پتولین ہر وقت ہزار ہتا اور اسے فوجی قواعد کے ناشنوا بازو سے بہ تحمل سہر دی اور تسلی کے الفاظ آمیز کر کے تھے جو چیز ایسا پیش کرتی ہے کہ سو سے زیادہ خاندان تو فقط پتولین کی ذاتی کوشش نے مرنے سے بچائے ہیں افلاس کے بالا خانوں اور حاجتمندی اور مصیبت کے تنہاؤں میں پتولین خود پہنچتا اور روز ناک منظر و نہر جوہر میں قدم قدم پر نظر آتے تھے ردیا کرتا۔ محتاجوں کو انیدہن اور خوراک بٹواتا اور مصیبت زدوں کی مصیبت کم کرنے میں ایسا بدل و جان غرق ہو گیا تھا کہ اسکو اپنے آرام و آسائش کا ہوش نہ تھا۔

پتولین ایک دن اپنی گاڑی سے میڈم برین کے یہاں دعوت کمانیکو اترتا ہتا کہ ایک عورت نے جس کی گود میں مرا ہوا ایک بچہ ہتا اُس سے کہا کہ بھوک اور غم نے میری چہائی میں حیات کے چشمہ کو سکھا دیا اور دیکھئے یہ بالک بھونک سے ہلک کر مر گیا۔ میرا گم والا بھو مر گیا اور پانچ بچے گھر پر بھونک سے پڑے تڑپ رہے ہیں۔ پر یہ فاقہ زدہ عورت کسے لگی اگر مجھے کوئی فوراً امداد نہیں مل سکتی ہو تو بس اب جالی ہوں اُن پانچوں کو لیکر پانی میں پھاندی پڑتی ہوں پتولین نے اُس سے خوب اچھی طرح ذرا ذرا حال دریافت کیا اور اُسکے مکان کا پتہ پوچھ کر سروسٹ اُسکی رفع ضروریات کو ذرا نقد دیکر مکان میں چلا گیا اور مہمانوں کے ساتھ اس پر تکلف و دعوت میں جاتو بیٹھا لیکن اس نظارہ برنج و مصیبت نے جو اُس نے ابھی دیکھا ہتا اُسپر ایسا گہرا اثر ڈالا ہتا کہ وہ اُسے اپنے دل سے محو کر سکتا ہتا اُسے اسطرح اُداس اور غم جو کچھ بیکہ جملہ مہمانوں کو بھی حیرت تھی۔ جوں توں کہاں کہاں کر پہلا کام اُس نے یہی کیا کہ فوراً اُس نے اس بات کی تحقیقات کی کہ جو کچھ اُس سے بیان کیا گیا ہے وہ سچ ہے کہ نہیں اور جب ثابت ہو گیا کہ یہ واقعہ سچا ہے تو اُس نے اس خاندان کو براہ راست اپنے سائے حمایت و حفاظت میں لے لیا اور لڑکیوں کو اپنے احباب کے یہاں سوزن کاری کے کام میں ملازم کر دیا اور یہ خاندان عمر بھر پتولین کو ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں دیتا رہا۔ انہیں باتوں نے تو جو پتولین سے ہمیشہ ظہور میں آتی رہتی تھیں فرانس کے باشندوں کے دلوں کو موہ لیا ہتا۔

اسوقت پیرس میں ایک لیڈی اپنے رتبہ عالی حسن و جمال اور سلیقہ سے بڑی نامور

تھی۔ عرس کی اٹائیس برس کی تھی اور بیوہ ہو گئی تھی اُسکا شوہر دیکوٹ بوہرنے تھوڑا ہی زمانہ پہلے کہ قتل ہوا تھا اور ہنگامہ بغاوت کا بڑا نامور مظلوم شکار تھا جوزیفائن شیکر کو بہرے تھے *Tascher Beauharnais* جو بعد کو نپولین کی دنیا کی مشہور بیوی تھی *Martinico* میں جزائر و لیسٹ انڈیز *West Indies* کے قریب پیدا ہوئی تھی۔ دیکوٹ بوہرنے جو ہمرہ تاجران اس جزیرہ میں گیا تھا اس حسین جوزیفائن پر فریفتہ ہو گیا اور اگرچہ وہ ہنوز نو عمری تھی اُس سے ہمشادی کر کے اُسے پیرس میں لے گیا اور یہاں میری آئیڈیل اے *Mary Antoinette* کے پریشان و شوکت و برکات میں جوزیفائن داخل کی گئی۔ لیکن طوفان بغاوت اسکے مکان پر بے رحمی سے نازل ہوا اور جوزیفائن کو نہایت شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا یعنی نہ تو کوئی دوست ہی رہا نہ شوہر باقی رہا۔ نہ وہ دولت رہی مگر طوفان جلد اتر گیا اور دیکوٹ کی ماں جوزیفائن ایک بیوہ رہ گئی ان بچوں میں سے ایک کا نام یوجین *Eugene* تھا اور ایک کا ہورٹنس لیکن باوجود اسکے جوزیفائن کے پاس اسقدر دولت باقی تھی کہ نامور نامور لوگ اُسکے مداح اُسکے چارو نظر جمع تھے۔

کالونشن کے حکم کی تعمیل میں نپولین پیرس کے باشندوں کے ہتھیلہ ضبط کر رہا تھا کہ پیرلوہ نوے کے اسمیں ماسٹور بوہرنے کی بھی تلوار ضبط ہوئی۔ چند روز بعد یوجین جو دو ازدہ سالہ ہونا لڑکا تھا نپولین کے پاس گیا اور بڑے ہولے پن سے بہ منت کہا کہ میرے باپ کی تلوار مجھے واپس دیدیجئے، ایسی درخواست رُؤ کر نیکا دل تو خدا نے نپولین کو بخشا ہی نہ تھا۔ اُس نے فوراً تلوار منگائی اور اپنے ہاتھ سے یوجین کے سامنے پیش کی اور بڑی شہبازی دی۔ سپر یہ شکر گزار لڑکا پہوٹ کے رونے لگا اور منہ سے تو کچھ نکلا نہیں تلوار کو کلیجہ سے لگا لیا۔ پر بادب جہک کر سلام کیا اور خاموش چلا آیا۔ یہ محبت فرزندانہ دیکر نپولین پر بڑا اثر ہوا اور اُسکے خیالات فوراً اُس ماں کی طرف پہونچے جس نے اس سلیقہ سے اپنے بچہ کو تربیت کیا تھا۔ جوزیفائن جس کی زندگی انہیں بچہ پر منحصر تھی نوجوان نامور جرنل کی بڑی ممنون ہوئی جس نے اُسکے یتیم بچہ پر ایسی مہربانی کی تھی اور

جوزیفائن

پیرس

نپولین اور جوزیفاٹ کی مین ملاقات

دوسرے دن گاڑی تیار کرادہ یوحین کی طرف سے ماورائے شکر یہ ادا کر نیکو نپولین کے پاس پہنچی
اُس نے سیاہ ماتمی لباس پہنا تھا اور اُسکی سیریلی آواز میں فرط جوش سے لغزش تھی۔ محبت مادی
کی سرگرمی اور نزاکت اور سلیقہ لغزش نے جس سے جوزیفاٹ نے اپنی رسالت کو پورا کیا نپولین
پر جادو کرو یا پھر جلد نپولین خود جوزیفاٹ کے مکان پر گیا اور یہ شناسائی نچتہ ہو کر غیر معمولی مضبوط
اور پُر جوش الفت سے جلد مبدل ہو گئی۔

جوزیفاٹ نپولین سے دو برس بڑی تو تھی لیکن اُسکی شکل و شمائل خط و خال پر زبام
کی دست دراز سی چلی تھی اور اُسکی خندہ رولی اور شگفتگی سے نیا شیب کا عالم معلوم ہوتا
تھا۔ بیرس جو اب ڈاکٹر تھا اور نپولین کی توپوں کی بدولت اس رتبہ کو پہنچا تھا جوزیفاٹ کا بڑا دوست
تھا۔ نپولین اور جوزیفاٹ کی شادی کے بارہ میں جسکا ابھی صرف خیال ہی خیال تھا بیرس
نے بڑی دکالت کی کیونکہ اس شادی کو وہ طرفین کے مفید سمجھتا تھا۔ ایسی عورت
سے شادی کرنے سے جو سوسائٹی میں اس قدر عالی رتبہ رکھتی تھی اور ایسے بڑے بڑے جسکے
خیرواہ تھے نپولین کے خود نام و نمود میں بڑا اثر ہوتا۔ بیرس پیش منی کر چکا تھا کہ نپولین جیسا
ہو نہا خبر نام پیدا کئے اور بڑا آدمی ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ جوزیفاٹ اس شادی کے
متعلق ایک خط میں لکھتی ہے:-

”مجھ پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ میں پرشادی کروں۔ میرے دوستوں کی بھی اس معاملہ
میں یہی رائے ہے میری چچی بھی اسی طرح مجھے ہایت کرتی تھی اور میرے بچے بھی منت کرتے
ہیں کہ میں راضی ہو جاؤں۔ جنرل بونا پارٹ سے تو تم میرے مکان پر ملے ہو یہی وہ شخص
ہے جو اسکندر بوہرے کے مٹیوں کے باپ اور اُسکی بیوہ کے سونہر کا قائم مقام ہوگا۔
جنرل کی شجاعت اور اُسکی وسعت علم پر کیونکہ جلد مضامین پر وہ یکساں خوش اسلوبی سے
گفتگو کرتا ہے اور اُسکی تیزی اور اک پر کہ بات کہنے سے قبل وہ جی کا حال جان لیتا ہے
میں حیران ہوں لیکن ایک بات کا مجھے اقرار کرنا چاہئے کہ وہ ہر شخص پر جو اُسکے قریب
جاتا ہے ایک حکومت کرنا چاہتا ہے اور اسی سے میرا جی بچکا ہوتا ہے۔ اُس کی تسبیح نظر
میں ایک ایسی انوکھی اور غیر قابل تصحیح بات ہے کہ ہمارے ڈاکٹر تنگ تو رعب میں آجاتے ہیں

جوزیفاٹ کا شادی متعلق ایک خط

اب تم ہی اندازہ کرو کہ اُسکے سامنے مجھ عورت ذات کی کیا بساط ہے۔ بیرس یقین دلاتا ہے کہ اگر میں اس خبرل سی شادی کر لوں تو وہ اٹلی کی فوجوں کا سپہ سالار ہو جائیگا اس ترقی کا ذکر کرتے وقت جنرل بونا پارٹ مجھے بولا کہ شاید ان ڈائریکٹروں کو ابھی تک یہی گمنام ہے کہ راتب اعلیٰ پر پہنچنے میں اٹلی حایت کا محتاج ہوں۔ استغفر اللہ پڑھی سخت فحش غلطی ہے۔ وہ دن قریب ہیں کہ میں اُنکو اپنے دامن حایت اور حفاظت میں ازراہ مہربانی لوں گا اور یہ حد سے زیادہ اسکو علمیت سمجھینگے۔ ایسی خود اعتمادی پر تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا یہ از حد تجاوز تکبر کا ثبوت نہیں ہے ایک برگڈ کا جنرل اور سلطنت کے فرمانروائی حفاظت کا دعویٰ کسے لیکن ایک معنی کر کے یہ بات تین قیاسی معلوم ہوتی ہے میری تو یہ سمجھ میں آتا نہیں کہ کیوں لیکن بعض وقت اُسکی خود پسندی مجھ پر ایسی محیط ہو جاتی ہے کہ مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اس اُنکو آدمی کے سر میں جو چھ سما جائیگا یہ سب کچھ کر ہی کے چوڑے گا اور اُسکے خیال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کون شخص اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کیا کیا کچھ نہ کر گذر لیگا۔ اگرچہ نپولین پر جوزیلفائن کے عشق و محبت کا بڑا قوی اثر ہو گیا تھا لیکن وہ اُسکے بلند حوصلہ مندی میں ذرا ہی فعل بنوا۔ دن بھر تودہ کا منصبی اور مستقل کتب بینی میں صرف کرتا اور شام کو جوزیلفائن کے محل میں جاتا اور اپنی فطانت اور سلیقہ تقریر سے پیرس کے لائق سے لائق لوگوں کو کندو نگ کر دیتا۔ ان باہمی جلسہ آریوں سے جوزیلفائن کو نصیحت ہو گئی کہ نپولین میں ذلیفہ کر لینے کا مادہ جہاں کہیں وہ اُس سے کام لینا چاہے جس سے زیادہ موجود ہے اب اُن لوگوں میں جو نپولین کی تجاویز میں ترقی دینے کے لئے سب سے زیادہ کار آمد تھے نپولین کی شناسائی اور وقار زیادہ ہو گیا۔

صفحہ ۳

۶۔ پانچ ۱۸۰۶ء کو نپولین اور جوزیلفائن کی شادی ہوئی۔ نپولین ۲۶ برس کا تھا دونوں طرف سے محبت صادق تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی حوصلہ مندی کے بعد اگر نپولین کو دنیا میں کوئی شے سب سے زیادہ محبوب تھی تو وہ جوزیلفائن ہی تھی۔ لحد النس میں شادی امر نہ ہی شمار ہونا موقوف ہو گئی تھی۔ شادی ایک باہمی آشنائی تھی جو اپنی مرضی کے موافق قائم کیا جاسکتی اور توڑی جاسکتی تھی۔ شادی کے وقت میاں بی بی پیرس کے سرکاری رجسٹر

پر دستخط کر دیتے تھے اور دو ایک یار آشنا اسپرگو ہی لکھ دیتے تھے۔ اسی ساوی رسم سے پنولین اور جوزیفیان کی بھی شاوی ہوئی۔ لیکن پنولین اور جوزیفیان دونوں ایسے نہ تھے کہ شاوی جیسی پاک اور مذہبی بات کو بازار کا سودا سمجھ لیتے یہ دونوں اپنے خیالات کے اعتبار سے سنجیدہ اور غور میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس ہادی کی طرف مائل تھے جس کی ہدایت انسان کی طاقت سے بالا ہے۔ اسحاق اور اس برائی سے جو اتحاد کے ہر کاب ہوتی ہے محصور ہوینکے باوجود یہ دونوں فطرتی طور سے مذہب مسیحی کی عظیم الشان اور پُر راز و حیو کی تعظیم کرتے تھے۔

پنولین کا مقولہ تھا کہ جب اس زندگی کے سمندر میں آدمی کی ناؤ چوڑی جاتی ہے تو وہ یہ سوال کرتا ہے "میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں جاؤنگا؟ یہ سوال ہید سے بھرے ہوئے ہیں اور آدمی کو مذہب کی طرف کہنچتے ہیں۔ ہمارے دل مذہبی عقیدہ اور سہارے کے متمنی رہتے ہیں خدا کے وجود کے ہم قابل ہو جاتے ہیں کیونکہ جس طرف جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں وہ پکار پکار کر خدا کے وجود کا اعلان کرتی ہے۔ اس بات کا بڑے بڑے آدمی اقرار کر چکے ہیں۔ بوسوئے *Bosuet* نیوٹن *Newton*

ریٹ نیٹن *Leibnitz* کو دیکھو۔ دل کو ایمان کی اسی طرح حاجت ہے جس طرح جسم کو غذا کی اور جب ہی ہم چون و چرا کرتے ہیں ایمان لغزش کھاتا ہے لیکن اندر ہی اندر جب ہی ہمارا دل کتاب سے کہ شاید میں پیر از خود ایمان لے آؤں۔ خدا میری مدد کرے یہ ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ حافظ حقیقی پر ہر سوسہ کرنے میں کس قدر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ مصیبت میں بڑا بھاری سہارا ہے اور اقدام معصیت کے وقت بڑا زبردست بچاؤ ہے۔ فیلوکار آدمی خدا کے وجود سے کبھی انکار ہی نہیں کرتا اور اگر اسکی عقل اسکا احاطہ کر نیکیے قابل نہیں

۱۷۱۱ء میں تلفظ ہو سوسے۔ یہ بڑا فرانسسیسی واعظ تھا ۱۶۲۷ء میں بمقام ٹیچن پیدا ہوا اور ۱۶۸۷ء میں بمقام پیرس انتقال کیا۔

۱۷۱۶ء میں بڑا انگریزی حکیم کشش زمین کا مسئلہ اسی نے دریافت کیا ۱۶۴۲ء میں بمقام دولستہ پ پیدا ہوا اور

۱۷۰۴ء میں بمقام کن سنگھن انتقال کیا۔ ۱۲ فرج

۱۷۱۶ء میں اصل نام کا ڈفرنسے ولیم لین تئرجرس کا مشہور حکیم تھا۔ لیننگ میں ۱۶۳۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰۴ء میں انتقال کیا۔ یکتا سے زمانہ جوینکے باوجود معذور اور طامع تھا۔ ۱۲ مترجم۔

ہوئی تو اُس کی روح خود بخود اس عقیدہ کو مان لیتی ہر ایک اندرونی حس روح خیالات مذہب کی مڑ ہے۔

یہ بڑے گہرے خیالات ہیں اور انکا ایسے شخص کے ولیم پیدا ہونا بڑے اچھے کی بات ہے جو جنگ کے شور و فساد و معصیت اور ظلموں کے درمیان تعلیم پایا ہو اور اپنے چار طرف ہر وقت دیکھے کہ مذہب کا یہ کیا مضحکہ اڑایا جاتا ہے کہ یہ تو بڑوں اور بطل پستوں کی ضعیف الاعتقادی ہے۔

ایک شب سینٹ پلینا میں نپولین نے بحیل منگالی اور اپنے دوستوں کے سامنے حضرت مسیح کا وہ وعظ پڑھا جو حضرت نے اپنی امت کے سامنے پہاڑ پر فرمایا تھا۔ اس وعظ کی متانت پاکیزگی اور خوبی اخلاق پر اس وقت نپولین کو ہمیشہ کی طرح وجد آ رہا تھا۔ اُن خرابیوں کا بھی توجہ مذہب میں داخل ہو گئی تھی نپولین بے ادبی سے ذکر کرتا تھا۔ بلکہ مسیحی مذہب کو اُس نے ہمیشہ بڑی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

جب نپولین نے تاج شاہنشاہی پہنا تو کارٹریل فیشن نے اُن مراسم مذہب کے موافق جو نپولین نے از سر نو قائم کیا تھا نپولین کی شاہی کے رسوم دوبارہ ادا کئے۔ نپولین کہتا ہے کہ بیشک شبہ جوزیفاٹن بڑی شائستہ اور دلربا و لطیف عورت تھی وضع لباس کی تودہ حاکم تھی۔ جملہ سچ و سچ کا اختراع اُسی سے ہوتا تھا۔ جو چہرہ دہتی بس اچلتا۔ وہ بڑی نیک مزاج۔ مروت والی اور پسندیدہ خصلت میوی تھی اور خیر کی سب عورتوں سے افضل تھی۔ جنگ جوزیفاٹن کا اور میرا ساتھ رہا مجھے یاد نہیں کہ وہ کبھی بدسلوکی کو کام میں لائی ہو۔ میری عادت۔ خوبصورت کے ہر پر تو سے وہ ذرا دُرا واقف تھی اور اس واقفیت سے اُس نے بڑی نادر سلیقہ شعاری کے ساتھ مفید کام لیا۔ مثلاً اُس نے مجھ کو یوچین پر کوئی عنایت کرنیکی درخواست نہیں کی۔ اور اگر میں یوچین پر کوئی مداخلت کرتا تو کبھی وہ اُسکا شکریہ ادا کرتی۔ جب میں یوچین پر بڑی بڑی عزتوں کا مینہ برس رہا تھا تو جوزیفاٹن نے کبھی اپنی طرف سے فضول سوگھڑ ہلائی اور تنہی کا اظہار نہیں کیا۔ اُسکا خاص مقصد یہ ادعا تھا کہ جو کچھ میں یوچین کے ساتھ کر رہا ہوں وہ میرا کام تھا اور یوچین

ہم دونوں کا بیٹا نہ کہ فقط جوزیفائس کا۔

اس سے زیادہ بڑا بڑا نر نرا کت و احتیاط کے حسن انظار کی مثال زد جب کی طرف سے اور اُسکی پوری قدر دانی شوہر کی طرف سے یلغ میں کہیں تجربہ نہیں ہے۔

پھر جوزیفائس کے تذکرہ میں نیولین لکھتا ہے ”اپنے باہمی تعلقات میں ہم دونوں بھائی شہریوں کی طرح یکجا رہتے تھے اور شہر کے تمام اکٹھا خواب استراحت کو رات میں اٹھ کر جاتے پہرہ زمانہ آگیا کہ معاملات ملکی کی ضرورتوں نے دن کی محنت کے ساتھ راتوں میں بھی محنت کرنا پڑی تھی۔ یہ قاعدہ کی پابندی اچھی گزشتی کا بڑا ثبوت ہے اور عورت کے عزت ہونے اور مرد کا افسر بہرہ رسد کر نیکی بڑی دلیل ہے اور یہی وہ بات ہے جو طرفین کے خیالات کو شیر و شکر کرتی ہے اور ملاپ قائم رکھتی ہے اگر یہ تو ایک ذرا سی بات ایک سے دوسرے کو فراموش کرا دینے کے لئے کافی ہے۔

اگر جوزیفائس کے ایک لڑکا ہو جاتا تو میرا اطمینان خاطر ہو جاتا اور میری اولاد میں مستقل ہو جاتی اور فرانسیسی میری لڑکی کے بیٹے سے اتنی محبت ہرگز نہ کرتے جتنی اس لڑکے سے کرتے اور میں اس پہلوؤں سے ڈبکے ہوئے خدق پر جو میری تباہی کا باعث ہوا ہرگز قدم نہ رکھتا۔ آج کے بعد انسانی اخلاق کی عقل پر خبردار کوئی اعتماد نہ کرے۔ اور جب تک اس زندگی کا خاتمہ نہ ہو جائے اسکے عیش و مصیبت پر حکم لگانا کبھی کوئی زمیندار جزا نہ کرے۔ جب جوزیفائس کو یہ اندیشہ ہوا کہ مجھے اُسکے اولاد نہ ہوگی تو آئندہ کی بابت اُسے قدرتی طور سے گھٹکا ہو گیا۔ وہ خوب جانتی تھی کہ شادی عملی شادی جب ہی ہے کہ اولاد پیدا ہو اور حسب قدر ہمارے اقبال مندی بڑھتی گئی جو جوزیفائس کا تیرہ زیادہ ہوتا گیا۔ وہ مجھے جڑ محبت کرتی تھی۔ اگر میں کسی بلے سفر پر آؤں رات کو بھی گاڑی میں سوار ہو نیکیو جاتا تو کیا دیکھا کرتا کہ جوزیفائس اُس میں بھی میرا راستہ دیکھ رہی ہے اور اگر میں اُسے اپنے ساتھ چلنے کے ارادہ سے بارہنے کی ترغیب دیتا تو وہ ایسی معقول اور عمدہ وجہ پیش کرتی کہ میں ناچار اُسکو ہمراہ لیجاتا۔ المختصر جوزیفائس میری بڑی محبت کر نیوالی اور مبارک بیوی ثابت ہوئی وہ مجھے بہت یاد آتی ہے۔

بوجہ معاملات ملکی کے میں جوزیفائن کو جسے میں جان کے برابر عزیز رکھتا تھا طلاق دینے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن خوش تقدیری سے اُسکا ایسے وقت انتقال ہو چکا تھا کہ اُس نے میری آخری مصائب کو نہ دیکھا اُس زمانہ میں ہی جبکہ وہ مجھے جبر یہ علمدہ کر دی گئی تھی وہ بڑی ہمدردی سے میری جلا وطنی میں شریک ہوئی خواہش ظاہر کرتی تھی اور زار زار روتی تھی اور اس سے میری اور میرے بڑاؤ کی بڑی تعریف نکلتی ہے۔ انگریز مجھے ظلم و تعدی کا شیطان کہتے ہیں بہلا تم ہی انصاف کرو کہ اگر میں جابر اور ظالم ہوتا تو کیا میرے چاکر کے یہی نیچے ہوتے؟ اگر آدمی پہچانتا ہو تو فقط اتنی بات دیکھ لو کہ اُسکی بیوی خاندان اور ماتحتوں سے اُسکا کیسا بڑاؤ ہے ۛ

ۛ۔ پولین کے بانی جوزیف کے نام چہ سو کے قریب غیر مطبوع اور مخفی خطوط حال دل کی نوٹو جنسے پولین کے اصلی چال چلن۔ خیالات اور مقاصد کا سب سے سچا رتو معلوم ہو سکتا ہے اور بطنی کے ابر اڑ جاتے ہیں اور بیکو جوزیف نے بدقت تمام بورڈ پس پوشیدہ رکھتا اور جو امریکہ میں بغرض حفاظت لائے گئے ہیں جوزیف کی وفات کے بعد میری وساطت سے سلطنت متحدہ امریکہ کی ملک میں بمقام قلم ڈولفیا کیونکہ یہ بہت محفوظ جگہ تھی امانت کے لئے اور چار برس حفاظت سے رکھے جانے کے بعد ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو میرے سامنے جوزیف کے وصی نے جوزیف کے نو اسہ کے جسکی عمر اسوقت ۲۵ برس کی تھی موافق اُسکے جد کی وصیت کے سپرد کر دئے جس سے اُسکو بہ قیمتی عقدہ کشائیاں معہ دوسری غیر مطبوع قلمی نوشتوں کے جن میں جوزیف کی خود سون غمیری کا حصہ تھا جسکو اُس نے آپ تلمیذ کرایا تھا اور مارشل جوڑڈن کا تذکرہ جسے جوزیف نے خود اپنے قلم سے لکھا تھا مورث سے ترکہ میں پوچھیں یہ بے تکلف اور برابر اور نہ راز و دھمی کے خطوط جس میں سے کئی سو تو خود پولین کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے ہیں اور اسوقت کے لکھے ہوئے ہیں کہ وہ بڑا آدمی نہوا تھا۔ پولین کے اُس زمانہ کے جبکہ اُسکی اتنی عمر نہ تھی کہ بایا کی کو کام میں لانا اور مکتوب الیہ کے ساتھ محض بے تکلف تا پیچے چالین اور خیالات کا حال ظاہر کرتے ہیں۔ جوزیف ہمیشہ کہا کرتا تھا اور اکثر اُس نے مجھے ہی کہا کہ پولین بڑا صاحب محبت اور رقیق القلب اور نیک نیت شخص تھا اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ انہیں خطوط پر حصر کرتا تھا ۱۲۔ انگریز سال جنگ دویم۔

(یہ خطوط حال میں چھپے ہیں)

شاہی سے تھوڑے دنوں قبل پنولین کو افواج اٹلی کی سپالاری دیدی گئی تھی یہ عمدہ بڑا مسرت بخش تھا اس سے پہلا اٹلی کا سپہ سالار اسلئے کہ وہ کثرت سے شراب پیتا تھا برخاست کر دیا گیا تھا جسوقت یہ بڑی ذمہ داری کا عمدہ پنولین کو دیا گیا تو اسکی ۲۶ برس کی عمر تھی۔ ڈاکٹروں میں سے ایک ڈاکٹر نے پنولین سے کہا کہ اس عمدہ کی جوابدہی کو دیکھتے تمہاری عمر کچھ ہی نہیں ہے اور ہر پورے کارآزمودہ جنرل پر ہمتیں حکومت کرنا ہے۔ پنولین نے جواب دیا کہ ایک برس میں یا تو میں بوڑھا ہو جاؤں گا یا مر جاؤں گا۔ کارٹ نے کہا کہ تم مکوصف سپاہیوں پر افسر کرتے ہیں کیونکہ سپاہیوں کے پاس کوئی سامان نہیں اور نہ سامان ہم مہیا کر سکتے ہیں۔ پنولین نے جواب دیا کہ آپ بس مجھے کافی ٹیپا دیدیں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا اور نتیجہ کا میں ذمہ دار ہوں۔

شاہی کے چند روز بعد پنولین نے اپنی بیوی کو پیرس میں چھوڑا اور افواج اٹلی کے صدر مقام نائیس کو روانہ ہوا اور مارسلیس ہوتا گیا کہ اپنی ماں سے بھی کڑے کڑے مل لے کیونکہ اس سے پنولین کو بڑی محبت تھی۔ ۲۷ جولائی کو وہ سفر اور اس کمپوں پہنچا جہاں شکستہ دل فوج پڑی طرح کی معیتیں جہل رہی تھی و دشمنوں کے دل اسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے جنہوں نے اس فرانسیسی فوج کو اٹلی کے سرزمین میں لانے کوہ آپس کے کھڑوں میں بگاڑ دیا تھا۔ سطر باکی فوجیں مالدار شہروں اور نورانی و اماں کوہ کے انورستانوں میں حفاظت اور رسد کے سامانوں سے مالا مال ہو رہی تھیں اور جمہوری سپاہ جو اس باختہ۔ اہل تو یہ ہے کہ جارٹے اور بہوک سے پڑی مر رہی تھی۔ اسکو تو اب یہیں چھوڑیے اور سہات پر غور کیجئے کہ اس جنگ کی وجہ کیا تھی جس نے افواج جنگجو کو برا بھجنہ کیا تھا۔

مالک متحدہ امریکہ کے شل اور انکی نظیر سے جوش میں آکر فرانس نے ایک ایسے حق کا نفاذ چاہا جسپر کسیکو اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اور پُرانی شاہی حکومت کو دہتا تھا اور جمہوری سلطنت قائم کی۔ صد ہا بلکہ ہزار ہا برس سے عشرت پسند بادشاہوں اور عیاشی اُمراؤں نے کروڑوں مظلوم مخلوق کو پامال کر کے خاک میں ملا دیا تھا لیکن

ان کروڑوں دیوہنے بڑی رویشور سے سر اٹھایا اور بادشاہ کو تخت سے اتار دیا اور ان کی باتوں سن کر کالیلا
 در اپنے حقوق کو خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن چونکہ فن سلطنت رانی میں نا تجربہ کار تھے
 اور پورے شالستہ نہ تھے ان سے بہت سی قابل امنوسن عظیمیاں ہوئیں۔ بادشاہ ان
 یورپ کے ایکے سے جو انکو اپنی حملہ آور فوجوں سے مغلوب کر نیکو آمادہ تھے یہ ڈر گئے
 اور اسی حالت خوف میں جبکہ ان متحدہ بادشاہوں کا طوفان بجزالنج کی طرح انکے سر و پیر آ رہا
 تھا یہ بہت سے ظلم و تعدی کے کام کر بیٹھے۔ انکا صرف یہی دعویٰ تھا کہ اپنی حکومت ہم
 کرینگے اور جب انپر کپاروں طرف سے اسطرح پورپ کے تاجداروں کا زرعہ ہوا تو یہ بھی پھر اندھا
 دہندہ ہر جم غصہ سے سر ہو گئے۔

اس ہیئت ناک تبدیلی کو شاہان یورپ نے اس ننگہ پریشانی سے دیکھا کہ جبکا
 بیان نہیں ہو سکتا۔ رعایا سے فرانس کی براہیختگی پر انہوں نے بڑی حواس باختہ
 نظریں ڈالیں اور اپنے برادر بادشاہ کو اس کے محل سے کشاں کشاں نکالے جاتے اور
 قتل ہوتے مشاہدہ کیا۔ اگر فرانس کی یہ جمہوری سلطنت بہ کامیابی قائم ہو جاتی تو کل کو ہی
 دن اُنکے لئے بھی رکھا ہوا تھا۔ انگلستان کی کوئی کوئی میں ہل چل مچ گئی۔ آئرلینڈ کے
 کچے جو بیڑوں۔ تاریک نم کانوں شہروں کی پرازدہام سڑکوں اور تمام سلطنت کی کاتا
 صغیت و حرفت سے ہمسری اور آزادی کی صدا بلند تھی اور سلطنت جمہوری کا جوش جگمگا رہا
 ضمیر میں تھا یورپ کے ہر تخت پر پریش کر رہا تھا پس ان بادشاہوں کو کوئی چارہ کار نہ تھا
 سوائے اسکے کہ یا تو اس نئی طاقت کو پال کر ڈالیں یا اسکے سامنے خود فنا ہو جائیں۔
 شاہی ذہن کا طغیان ایک شخص ہی ایسا نہ تھا کہ اس خطرناک فساد میں جو برپا ہوا متحدہ
 بادشاہوں کا بدلہ جان شریک نہوا دے دوسری طرف کوئی جمہوری ایسا نہ تھا جو فرانس
 جہنم کے سرخروئی کی وعائیں نہ مانگتا ہو۔ فریقین کو لعین تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے
 لڑ رہے ہیں۔ بادشاہوں پر تو ان اصولوں نے حملہ کیا تھا جو فرانس میں فاتح و فیروز تھے
 اور فرانسیدوں پر تو بیچانوں نے پریش کی تھی اور سنگینوں نے زرعہ کیا تھا یعنی متحدہ فوجوں کے
 ملے انگلستان میں تو کوئی کہتے ہیں اور ہمارے یہاں منع کہتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

ٹڈی دل اُنکے صوبجات پر چڑھے چلے آ رہے تھے۔ اُنکے شہزادوں کو اڑا رہے تھے اور بزدل و ریشمیں
 کر دڑوں متکبر و مغرور آدمیوں کو مجبور کر رہے تھے کہ ان غیر بادشاہوں کے فرمانے سے وہ
 مردود و برباد نہ بن جائیں۔ ان کو فرانس کے تخت پر بیٹھ کر دیں۔ متحدہ بادشاہوں نے شاہی
 فریق کے جانب داروں کو جہان فرانس میں دھلے مسلح ہونے اور اپنے حامیوں کے
 جہنڈوں کے نیچے اپنی جوانی خلاصی کو آ رہے تھے ہدایت کی اور اپنے ملک کو خانہ جنگی
 کے لمبے تہیہ کی ترغیب دی۔ اس کے خلاف فرانسسوں نے بھی سب سلطنتوں
 کی رعایا کو مطلع کیا کہ فرانس کے سرنگی جہنڈے کا خیر مقدم کریں کیونکہ زمانہ دراز
 کی غلامی سے وہ اُنکی رہائی کا ہر اول ہے۔

جس شہر میں نپولین اپنی فتح افواج کے ساتھ ٹہنچتا شاہی فریق کے جنبہ دار بہا گئے
 اور جمہوری اُسکا اس جوش مسرت سے استقبال کرتے کہ وہ جوش جوش مذہبی سے کچھ کم
 نہ ہوتا اور جس جگہ متحدہ فوجیں پہنچتی شاہی طرفدار فطر مسرت سے رو رو کر اُنکی اُدبکت
 کرتے اور مشکور ہوتے۔ الغرض اس جنگ میں سلطنت جمہوری کا جوش ایک جانب
 تھا اور بادشاہی اور کلیسائی جوش دوسری طرف تھے۔

انگلستان کے لافتح بیڑے فرانس کے ساحلوں پر منڈلائے پھر رہے تھے اور ہٹلر
 غیر محفوظ مقام پر حملہ کرتے اور ساحل پر فوجیں اتار دیتے تھے اور شاہی فریق کو آمادہ جنگ
 کرتے تھے۔ اُدھرو لاکھ فوج اسٹریا نے وریاے رہیں کے کنارے ہیچمدی تھی کہ فرانس
 پر شمال سے حملہ کرے اور اپنے ماتحت اٹلی کے صوبوں کو حکم دیدیتا اور ان صوبوں نے
 بشرکت انگلستان بیڑہ اور شاہ سارڈینیا کی فوجوں اور سسلی کے مذہبی جوش سے
 ہری سوئی ملٹونکے اسی ہزار سپاہ جمع کر دی تھی۔ یہ فوجیں تجربہ کار افسروں کی ماتحتی میں ان
 حرب و جنگ سے اچھی طرح آراستہ تھیں۔ یہ یورش کرنیوالی فوجیں تھیں جسے نپولین کو میدان
 خون میں مقابلہ کرنا تھا۔

فرانسسوں کی طرف سے یہ جنگ خاص اپنی حفاظت کی نیت سے تھی اور یہ شاہی یورپ

کی گولیوں اور سنگینوں کے مقابلہ میں جنکی فرانس پر ہر چار طرف سے چڑھائی تھی جنگ کر رہے تھے
 متحدہ بادشاہوں کو یہی خیال تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں یعنی وہ ان کو
 لڑ رہے ہیں جو ان کے تحت کی جنگینی کر رہے تھے بعض لوگوں کو یہ دعاوی ہر دو فریق کی
 جانب سے تعجب خیز معلوم ہو گئے۔ لیکن ایماندار اور غیر فدا راوی کے لئے ایک فریق پر ہی
 نکتہ چینی کرنا دشوار بات ہے۔ جب انسان کی کمزور فطرت پر جیسی کمزور وہ واقعی ہے عور کیا
 جاتا ہے تو یہ دعوے کچھ تعجب خیز نہیں معلوم ہوتے۔ کیونکہ بادشاہان اور پ نے جوشی
 ترکہ پائیگو خلق ہوئے ہیں اپنے تحت شاہی کے بچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا
 اور جمہوری اصولوں پرورش کرنے سے اپنی سلطنت کو بچایا۔ یہ بات ہی تعجب کی نہیں ہے
 کہ جمہوری فرانس نے غیر قابل برداشت ظلم کی بڑیاں توڑ ڈالنے کے بعد مستقل ارادہ کر لیا
 کہ وہ خطرناک سے خطرناک جنگ کا مقابلہ کر لینگے لیکن اُس وضع حکومت کو جو انہوں نے
 قائم کی ہے نہ چوڑینگے۔ سلطنت متحدہ امریکہ اسی قسم کی پورشوں سے اسلئے محفوظ
 رہی کہ بڑا بحر اعظم اٹلانٹک بیچ میں حائل تھا اور اگر شاہی یورپ کی متحدہ فوجیں اس بحر اعظم کو
 عبور کر کے امریکہ میں پہنچ جاتیں اور امریکہ کے باشندہ دیکھو مجبور کرتیں کہ جابج سیوم
 کو امریکہ کے تحت پر مٹالیں تو یہ امریکہ والے بھی ایک پولین کو دعائیں دیتے جو ان کے
 درمیان سے پیدا ہو کر اپنے ملک کی آزادی کے لئے لڑتا اور ان متحدہ فوجوں کو سمندر
 میں ڈھکیل دیتا۔ جب پولین مٹیں پہنچا تو اُسے دیکھا کہ صرف مینس ہزار فوج ہے جس سے
 اُسے اتنی ہزار فوج کا مقابلہ کرنا ہے۔ فرانسیسی گورنمنٹ مفلس تھی اور فوج کی تنخواہ
 بھی نہ دے سکتی تھی۔ سپاہی بیدل اور شکستہ خاطر تھے۔ کپڑے بدن پر چھتیرے ہو گئے تھے
 پہاڑ کی تنگی سے چوٹیوں پر سالوں کے گھوڑے مر گئے تھے اور نہ فوج کے پاس تو پناہ ہی تھا
 اس نوجوان سپہ سالار نے پوچھتے ہی خبر لوگو اپنے سامنے طلب کیا۔ ان خبروں میں
 سے بہت سے پڑنے کا راز مودہ سپاہی تھے اور یہ دیکھنے سے کہ ایک بے ریش
 لونڈا ان پر سپہ سالار مقرر کیا گیا وہ جھلا گئے لیکن پہلی ہی ملاقات میں ان خبروں پر اس کی
 فضیلت کے لئے بیٹھ گئے اور اُس کی پوری لاکلام فوقیت ان پر قائم ہو گئی۔ برتیر۔ مسینا

اگر چہ سردیر لائن۔ یہاں موجود تھے اور یہ لوگ جو ہر شناسی کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک بولا کہ ۱۰ یہ سوار ہے جو یقیناً ہکو نٹرل نام آدمی و اقبال پر پانچواں فرانسیسی پہاڑی سپرچوٹیوں پر تھے۔ متحدہ سپاہ گرم شاداب وادیوں میں جو اٹلی کے میدانوں کی طرف کھلی ہوئی تھیں خمیر زنتی۔ اس نوجوان جزل کے نہ ٹھکنی والی دھن شاداب خیال اور نہ کس و پیش کرنیوالے دماغی ذریعہ پر اعتماد۔ اور تماشہ گاہ جنگ سے ذرا دوا دافینت (جو اسکی سابق دریا فستوں کا نتیجہ تھی) اور سنجیدگی۔ عطا دودہ اور بیداع نیک چلنی نے جو لشکر گاہ کی بد اطوار یونکے درمیان ایسی انوکھی تھی۔ جلد عیاش اور بد اطوار خبروں میں گو وہ بہادر سپاہی تھے اسکو ستر تاج بنا دیا۔ اُسکے اطوار میں کھلی غیر قابل تصحیح بات تھی کہ نوراً اُس کی عزت اور رعب قائم ہو جاتے تھے اور کوئی بے تکلفی پاس نہ پٹکنے پاتی۔

ڈیکریز کی پولین سے پیرس میں بڑی گاڑی ملاقات تھی اور بڑا بے تکلفی کا برتاؤ رہتا تھا۔ ڈیکریز اسوقت ٹوون میں تھا جب اُس نے سنا کہ پولین افواج اٹلی کا سپہ سالار ہوا وہ کہتا ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ نیا جزل ٹوون میں ہو کر جائیگا تو مجھے چاہا کہ اپنی چند دوستوں کی اُس سے قریب کر دوں اور اپنی قدیم شناسائی سے فائدہ اٹھاؤں میں جھٹ اُس سے ملنے پہونچا اور شوق و مسرت سے براہو اتا کرہ کا دروازہ کھولا اور میں اپنی معمولی بے تکلفی سے چاہتا تھا کہ اُس سے ملنے کو دوڑ پڑوں لیکن اُس کی وضع کُثر۔ اور لہجہ نے مجھے بالکل ڈرا دیا۔ اُسکے طریقہ اور وضع میں کوئی متکبر یا برج رساں بات نہ تھی۔ لیکن اسکا اثر اتنا کافی تھا کہ میں اسی فاصلہ رک گیا جہاں میں تھا اور اگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔

۳۵ صفحہ

۱۰ بعد کو پولین نے اسی ڈیکریز کو ٹیوک بنایا اور وزیر صیغہ بھری کیا۔ ڈیکریز کو اپنے محسن سے بڑی نفرت تھی۔ پولین کے زوال کے وقت یہ دیکھنے کو کہ ڈیکریز پولین کے خلاف سازش میں شریک ہو گا کہ نہیں بڑی عیاری سے اُسکے جی کا حال لایا۔ ڈیکریز ایک دن ایک بڑے سربراہ آدمہ شخص سے ملنے کو گیا۔ اور وہ ڈیکریز کو علیحدہ آتش ان کے پاس لیگیا اور ایک کتاب اہم میں اٹل کر بولا کہ میں اس

باوجود اپنے مخفی قد و قامت اور وضع کی نہایت ہی نوعمری کے جملہ سپاہیوں اور خبر کو
پرنپولین نے اس قسم کی فضیلت حاصل کی تھی کہ جو شخص اُسکے سامنے جاتا اُسکے شاہانہ و دبہ
سے عرب میں آجاتا کوئی شخص فضیلت و برتری کا اُس سے دعویدار ہو ہی نہ سکتا تھا۔
عیاشی و اباشی سے جس سے لشکر گاہ بدنام ہوتے ہیں وہ ہمیشہ متفرد رہا اور اپنی پرلے
سرے کی پارسائی سے جو پُرانے زمانہ کے بزرگوں کو بھی شرف بخشی اُس نے وہ آبرو حاصل کی
تھی جو نیکو کاری ہمیشہ حاصل کیا کرتی ہے۔

میش میں بہت سی مہ پارہ اباش بد وضع کبیاں اور تماشوں میں ناچنے گانے
والی گل اندام طوائفین تھیں جو اپنے ناز و کرشمے کی گرم بازاری سے کلچرے اڑا رہی تھیں
اُنہوں نے اپنے دلربائی انداز و ادا کا کوئی دقیقہ اس نوجوان جنرل کو اپنے دام فریب
میں لائیکا باقی نہ رکھا لیکن اُنکی دلفریبیاں بیکار تھیں پولین وہ سمیسن *Samson*
دنتا جو ڈولیلہ کے دام میں آجاتا۔ اس کو اور بھی اچنبھا ہوتا ہے کہ فطرتی طور سے پولین مزاج کا
بڑا تند و تیز واقع ہوا تھا اور ان عیش پرستیوں میں پڑنے سے کوئی مذہبی خیال ہی اُسکا مانع نہ تھا

نوٹ بعینہ صفحہ ۹۹۔ اہی ایک بات ایسی پڑی جو کہ میرے دلچسپہ لگی اور کتاب کو لو کر کھنکھانکا کہ ان کسک لکتا ہو کر باؤٹ
جب قانون سے تجاوز ہو جاتا ہے اور اسکا غلہ غیر قابل برداشت ہو جاتا ہے تو رعایا کو کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ سو اُس
اسکے کہ ”بس جناب بس“ ڈیکریز نے پڑھنے والے کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا معاف فرمائیے میں
اور زیادہ سننا نہیں چاہتا ہوں کتاب بند کیجئے ”بس“ نے نیچے سے کتاب بند کر دی اور قطعی دوسرے مضمون
پر گفتگو کرنے لگا گویا کوئی خاص بات پیش ہی نہ آئی تھی۔

اولن سمیسن ولد صواہ قوم دان سے فلسطین میں تھا اس جرنل اگیز زور تھا چند موقوفہ پُرسے فلسطین کو باشندہ کو
نیچا کہا جاتا۔ انجا مکار سمیسن کی ہشتاد گیلانے اندازہ فریب اُسے دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار کر دیا۔ اُنہوں نے
اُنکی آنکھیں پوریں اور چلکی کا کام کرایا۔ ایک نیو ہارم فلسطین کے اجماع تھے ڈیگن کے مدین سمیسن کا تماشہ دیکھنے کی
غرض سوا سے طلب کیا وہ نہ رہیں آیا اور دوستو کو نیزہ طاہر کرتے ہوئے کہ وہ سہارا چاہتا ہے پکڑا اور زور کر کے تمام
محارت کو منہم کر دیا آپ ہی دب گیا اور فلسطین کے تین ہزار آدمی اور دب گئے یہ واقعہ حضرت مسیح سے ۱۱۱۷ء

قبل کا ہو۔ مترجم۔ از بیٹیس ڈکشنری۔ صفحہ ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - (۱۲)

بہت دنوں بعد نیپولین نے کہا کہ جسوقت ادواج اٹلی کا میں سپلا رہا تو میں نہایت
نوجوان تھا اور اسلئے مجھے حد درجہ ضروری آپڑا تھا کہ میں نائنٹھ تا مڑاجی اور پارسی سے کام
لوں اور یہ اسلئے لازمی تھا کہ اُن خبروں اور افسروں پر جو عمر و تجربہ میں مجھے زیادہ تھے اسکے
بغیر میں حکومت قائم نہ کر سکتا تھا۔ پس میں نے بڑا غیر قابل اعتراض اور قابل مثال چال اپنی
احتیاد کیا تھا۔ بے ادواج پارسی میں میں کیڑوتا اور یقیناً میں سب کو ایسا ہی معلوم ہی
ہوتا ہوگا۔ میں فلسفی تھا۔ میں حکیم تھا۔ اور میری مقننیت جب ہی تک قائم رہ سکتی تھی جب تک
نوج کے سب آدمیوں سے میں بہتر رہتا۔ اگر میں بشریت کے ضعف کا مطیع فرمان ہو جاتا تو
میری طاقت و اقتدار کا خاتمہ ہی ہو جاتا۔

نیپولین بڑا پرہیزگار تھا۔ شاید کبھی ایک گلاس شراب کا پی لیتا ہو لیکن یہ تو ممکن ہی نہوا کہ
اُس کے روبرو کبھی مے نوشی کی عیش و عشرت کا جلسہ ہوا ہو۔ رہی قمار بازی تو یہ کسی قسم کی کیوں
نہوتی اُس زمانہ میں ہی اور نیز تمام عمر نیپولین کو اُس سے پرلے سرے کی نفرت رہی۔ اور
جوا ری پڑا سنے کبھی اعتماد نہیں کیا۔ سینٹ ہلینا میں لیس کیس سے باتیں کرتے کرتے اُس
نے پوچھا کہ تم بھی کبھی جوا کیلے ہو؟

لیس کیس نے جواب دیا۔ میں بے فہم ہوں کہ ہاں کبھی کبھی میں ہی کیل لیا کرتا تھا
نیپولین کہنے لگا خوب ہوا کہ مجھے اس کی اُس زمانہ میں خبر نہ تھی نہیں تو تماری آبروریزی
نظر میں دو کوڑی کی ہو جاتی کیونکہ جوا ری کی عزت میری نگاہ میں کبھی رتی بہر نہوتی۔ اور
جسوقت سے میں نے سن پایا کہ فلاں شخص جوا کیل کرتا ہے بس اسی دم سے میں اُس پر اعتماد
کرنا متوقف کر دیتا تھا۔

معلوم اس نوجوان نے یہ اصول کہاں سے چوس لئے تھے؟ عیاشی۔ لالہ بازی۔
قمار بازی تو باغی فرانس کی تبلیغ مقدس تھی کہ بچاے رحیم باپ۔ شفیج نجات دہندہ۔
اور روح القدس۔ کے بچیا احماد نے قائم کی تھی۔ نیپولین نے انہیں ناپارسا محنتوں میں
نشوونما پایا تھا اور پر ہی جب ہم اُس کے چال چلن کو اُس کے میدان جنگ واد رنگ کر فیتوں
سے مقابلہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کی نسبت پاتے ہیں۔ نیپولین نے ہمیں خبر ہی ہے

کہ جو کچھ پاک اور فیاض خیال اُسکے سینہ میں ایثار کرتے ہیں سب اُسکی ماں کی جوتیوں کا قصہ ہے۔

پنولین کی والدہ لٹینیا بھی بڑی وہی لیاقتوں کی بی بی تھی اُسنے خود لکھن کا زمانہ طے کیا تھا یعنی اُس کی صرف ۱۹ ہی برس کی عمر تھی کہ اُسنے اپنے منجھلے بیٹے پنولین کی پہلی رون کی آواز سنی اور اس بچے کو وعاؤں اور شکر گزاروں کے ساتھ اپنی چھاتی سے لگایا ایسے بچہ کو اُس کی نامعلوم لیکن بڑی اعلیٰ تقدیر کے لئے تربیت و تعلیم کر نیکو یہاں ابھی ایک کم سن ماں تھی اُسنے اس طفل شیر خوار کو محبت بہرے ہاتھوں میں لیا اور وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اُس کی چھاتی میں چٹپٹا ہوا تھا۔ یہی وہ ہاتھ تھے جسنے اُسنے نشا ہی عصے پکڑے۔ سخت قایم کئے۔ اور شمشیر صافقہ صفت سے فوجیں کی فوجیں نیست و نابود کر دیں۔ اسی ماں نے اس بچہ کی پھوٹی ہوئی زبان کو آبا اور اماں کہنا سکھایا۔ یہی وہ زبان تھی جسکے احکام پر پورے پورے میں ہل چل پڑ جاتی تھی۔ اور جس کی پرچوش سوزاں و دماں لفظیں برق کی مانند دنیا میں سی جاتی تھیں اور قوموں کی قومیں کشت و خون میں تہ و بالا ہو جاتی تھیں۔ اسی ماں نے فرس پراسے پہلا قدم اٹھانا تعلیم کیا تھا اور اس بچے کے ایک کامیاب قدم پر وہ اسکو جٹ اٹالیٹی اور سنیہ چوکر چھاتی سے لگالیتی۔ یہ وہی پاؤں تھے جو رگستان میں بہتے بھے چلے تھے اور خون سے لال روسی برف پر شپا شپ پہرے تھے اور سینٹ پلینا کے طوفانی۔ ویران۔ عمار آلود تہوں پر بیماری اور مرگ کے ضعف میں ڈوگ لگائے تھے۔ اسی ماں نے عزت و غیرت کے وہ ارفع اصول اپنے بیٹے کے دل پر نقش کر دیے تھے کہ جنہوں نے اُس حالت میں بھی کردہ ایسی ایسی دھرم پیروں سے جو اس دنیا میں میسر تھی میں محصور تھا اسکو سنے فوش۔ عیاش۔ قرار بازگی ذلیل شمت سے محفوظ رکھا۔ اور جنہوں نے پنولین کے دربار کو جبکہ وہ دنیا میں سب درباروں سے بڑکے زیادہ شاندار تھا ہی اسکو پاکیزگی اخلاق شائستگی عمل کے اعتبار سے ہی سب سے زیادہ نامور بنا دیا۔

لٹینیا کی سچی بریاد پارسائی کو ذلیل اور اوباش مذہب سے کوئی نسبت نہ تھی اسی باوجود زمانہ کے عالمگیر اتحاد کے اُسکا بیٹا ایسے مذہب کی تعلیم کرنے پر مجبور تھا جس نے اُسکی

ماں کی زندگی کو زینت بخشی تھی۔ پس نپولین کو زمانہ شاہنشاہی میں تحریک ہوئی کہ تین کروڑ آدمیوں کی آوارہ قوم کو بے تسلی بے رونق۔ متوجش بندہ ہی سے تسلی بخش مسافر زاد اور شانستہ کرنیوا مسیحی مذہب کی طرف پھیر کر لائے۔ جب نپولین کے حکم سے ہر ایک دامن کوہ اور فرانس کی وادی میں وقتِ عبادت سے مطلع کر نیو گرجا کے گلنے بچنا شروع ہوئے اور یوم البست کی فجر پڑا تو ہام شہر اور خاموش میدان کے خرسند باشندوں کو ہدایت کر کے گرجائے چلی اور جانوں کو ان کے نکاح کے وقت اور بوڑھوں کو انکی موت کے وقت قرات انجیل نے تشفی اور برکت دی ہے تو یہ ایک ماں ہی کا اثر تھا جس نے ایک سعادت مند بیٹے کو طلسمی تبدیلی کر نیکی ترغیب دی تھی جس نے ان کی آن میں کافر انس کو برے نام مسیحی ملک بنا دیا۔ یہ لیشیا ہی کی مستقل نرم ترغیب دینے والی آواز تھی جو شاہی فرمانوں میں مجتمع تھی۔ نپولین کی ماں لیشیا پرافرین ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس نوجوان بے ریش سپہ سالار اور اسکے ماتحت بوڑھے خزانہ خیر لون کی پہلی ملاقات میں کیا تو بڑا مزہ ہو گا یہ کار آزمودہ جنرل معکوں میں زخم کھائے ہوئے ڈاکٹروں کی حماقت پر دریا سے بچر میں ڈوب گئے کہ انہوں نے ایک نو عمر لڑکا سپہ سالار ایسے نازک وقت میں فوج کی افسری کے لئے بھیج دیا جسٹریل ریمپن نے سپہ سالار کو کچھ نصیحت کر نیکی کے لئے منہ نہ بنایا ہی تھا کہ نپولین نے جسے دعوے اطاعت تمانہ حاجت نصیحت یہ کھرا اُسے جھاڑ دیا کہ ”اے صاحبان فن حرب حالت شیر خوارگی میں ہے وہ زمانے لگے کہ مخالفین باہمی تصفیہ سے میدان جنگ منتخب کیا کرتے تھے اور ٹوپیاں ہاتھوں میں لیکر باؤب کتے کر کیا ادراہ مہربانی آپ فیر کر نیگے؟ ہکو لازم ہے کہ غنیم کو کاٹ کر پارہ پارہ کر دیں اور انکی پلٹوں پر سیلاب کی طح ٹوٹ کر انگو پیس ڈالیں بڑے تجویز کار پڑا لئے جنرل ہمارے مقابل فوجیں لارہے ہیں ہی خوب ہے یہی بہتر ہے انکے تجربہ کی ہمارے سامنے وال نہ گئے گی۔ میرے ان نقطہ کو یاد رکھنا۔ اپنی فن حرب کی کتابیں وہ چولے میں جو تک دینگے اور کچہ بن نہ پڑے گی کہ کیا کریں۔ صاحبو ہاں یاد رہے کہ اٹلی کی فوج کا پہلا حملہ معاملات جنگ کی کایا پلٹ کر دیکھا ہکو مناسب ہے کہ ساعت

چند

Champani

دشمن پر گریں اور دشمن کو خاک سیاہ کر دیں۔ ہمارے فن حرب سے جو اس باختہ ہو کر اور اس فن حرب کو خود کام میں لانیکی جرات نہ کر کے وہ ہمارے سامنے سے اسطرح بہاگیں گے جسطرح طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کے سامنے سے ظلمت شب کا فور ہو جاتی ہے۔“
اس حاکمانہ اور خود اعتماد لہجہ نے جس سے پنولین نے یہ پرجوش فقرے کے جملہ خبر کو خاموش اور ہنگامہ بکا کر دیا اور انکے دلوں نے گواہی دی کہ ہاں انکو ایک افسر ملا ہے۔
جب یہ جنرل کونسل کر کے خضعت ہوئے تو اگر دے نے خاصکر مسینا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ”میری رائے میں بیشک یہ آدمی ہے جو گورنمنٹ کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تراشے گا پنولین نے کہا کہ ”مجھے ذرا روکنا ہٹنے کی ضرورت اس لئے تھی کہ میں میرے جنرل مجھے لوٹا سمجھ کے دھپیانہ لیں۔“

اس مہم میں پنولین کے خاص مقاصد یہ تھے کہ اول تو بادشاہ سارڈینیا کو مجبور کر دے کہ وہ ہسٹریا کی شرکت سے دست برداری کرے۔ دوسرے خود آسٹریا پر اس شدہ سے حملہ ہو کر وہ مجبور ہو کر اپنی کمک کو دریا سے رین والی فوج واپس بلا لے اور اسطرح رپبلک پر پوریش کرنیوالی فوج کا زور گھٹ جائے۔ تیسرے پوپ کو بچا دیا جائے کیونکہ اپنی روحانی مدد میں پوپ نے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا تھا کہ بوربون خاندان کو تخت فرانس پر حاصل کر لے۔

پوپ نے رپبلک کی غیر قابل معافی توہین کی تھی یعنی فرانسسسی سفیر پر چڑھ کر مہینا گیا تھا سر کو پیر حملہ ہوا اور اسے کمدیٹر کر اس کے مکان میں بہکا دیا گیا۔ ابنوہ کا ابنوہ پیر زبردستی اس کے مکان میں گھس پڑا اور در حالیکہ وہ نتنا تھا اور مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسکو پیر جمی سنفل کوٹالا اور سپرنہ تو قاتلوں کو سزا ہی دی گئی اور نہ اس فعل کی کوئی تلافی ہوئی لیکن صرف بیس ہزار بے تحوہ شکستہ دل۔ فاقہ زدہ اور سامان حرب سے غیر آراستہ فوج سے کوٹالا ایسا آدمی کا بچہ ہو گا جو پورے اسی ہزار سامانوں سے مالا مال اور فتح سے خرسند فوج کے مقابلہ میں ایسے بڑے بڑے نتائج نکال سکتا تھا۔

۱۵ روم واد مجبول۔ اٹلی کا دار السلطنت۔ پوپ سچی مذہب کا بڑا امام پیر پیرین تھا ہے۔ ۱۲ مترجم

پنولین نے اپنا پہلا اعلان بھیجا اور یہ اعلان فوج کے ہر سالہ کے سامنے پڑا
 لیا اور ہر سیدل سپاہی کے کانوں میں اعلیٰ طور سے گونجا جو المزدو۔ تم بہو کے ہو۔
 تم ہر سہ ہو۔ گورنمنٹ پر تمہارا بہت کچھ آتا ہے۔ لیکن وہ تمکو ادھی نہیں دیکھتی۔ ان
 ہاڑوں میں تمہارے صبر اور تمہاری ہمتوں پر صد آفرین ہے لیکن یاد رکھو کہ تمہارے صبر اور
 تمہاری ہمتوں نے ابھی تمہارے ہتیاروں کو کوئی آبرو نہیں بخشی ہے۔ میں اسلئے آبیہوں کہ
 تمکو دنیا کے سب سے زیادہ شاداب میدانوں میں لچلیوں اور بس یہ زرخیز صوبے کے اور بالدا
 شہر تمہارے ہی تمہارے ہیں جہاں تمکو کثرت سے تیار قذلیں۔ عزت اور شان و شوکت
 ملیگی۔ اسے اعلیٰ کے ہمتوں اور ہمت میں کو تاہی کرو گے؟

کیا تعجب ہے کہ اس نوجوان نڈر سردار کے ان لفظوں نے جوش کی روح پہونک
 جی اور یوں اس امید و ہوس سے ہاتھوں بڑھ گئے ہوں۔ پنولین نے صرف یہ سادی
 تجویز اختیار کی تھی کہ اپنی کل فوج سے آسٹریا کی فوج پر علیحدہ علیحدہ حملے کرے اور سطح
 اپنی لفظ اور فوج کی برتری سے ہر موقع پر جہاں وہ حملہ آور ہو انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دے
 اس جوان مرد کا قول تھا کہ جنگ وحشیوں کا علم ہے جسکی زیادہ فوج ہوگی اسی کی نصرت ہوگی
 فوراً جملہ فوج متحرک ہو گئی۔ دوسرے خبروں نے اپنے نڈر سردار کی عقل و جرات کو
 اسکا ساجوش اختیار کیا اور سرگرمی میں اس سے ہمسر کر کے لگے۔ شب و روز پھینکا
 گھوڑے کی پیٹھ پر چڑھا رہتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کمانے اور سونے کی یہی اسے فرصت
 نہ تھی۔ پنولین اور آسٹریا کی فوج کے درمیان سرد پہاڑ اور بھرا شلج جاہل تھے۔ اس پردہ
 کے پیچھے اسنے اپنی فوج جمع کی۔ چونکہ اس ہم میں سپاہ کو بڑی پرتی سے جا بجا جانا پڑا۔
 لہذا بڑے بڑے نقصان اٹھانا پڑے۔ کسی روک یا کسی جھج کو پنولین نے نہ مانا

صفحہ ۳

ایک وقت مقرر پر مختلف دستوں کو جدا جدا راستوں سے ایک مقام مقرر پر پہنچنا
 تھا۔ اس کام کی انجام دہی میں نہ جان کا خیال کیا گیا نہ آرام کا۔ اس مقصد کے پورا
 کرنے میں اگر ضرورت ہوئی تو سب آوارہ گردوں اور گری لیکوں میں توپوں تک
 کو چھوڑ دیا۔ لیکن وقت مقررہ پر فوجوں کا مقام مقرر پر پہنچنا حد درجہ ضروری تھا۔ نتیجہ میں

پاڑی میں۔ پہاڑ و پہر۔ میدان میں۔ رات دن۔ ہو کے پیادے بیخواب شراب و ہنسی ہوئے سپاہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ یقین نہیں آتا کہ اس نوجوان نپولین نے ان کی آن میں اپنی جیسی فوق العادہ محنت تمام فوج میں پیوست کر دی ہو نہ تو اُس کے پاس خچر تھے کہ پہاڑ و پہر جاتا نہ روپیہ ہی تھا کہ سامان ضروری بہم پہنچاتا۔ پس اُس نے یہ ارادہ کر لیا کہ پہاڑ کا چکر کا ٹکڑا بحرحرحہ دم کے کنارے کنارے جہاں اچھے پہاڑ پیچھے ہو کر میدان کی برابر ہو گئے ہیں جائیے۔

یوں تو کی فوج کے تین دستے تھے جن میں سے قلب پورے دس ہزار ایک موضع میں جگنا نام مانٹاٹ تہا پڑا ہوا تھا۔ ۱۱ اپریل ۱۸۰۵ء کی شب تاریک و طوفانی تھی۔ موسلا دار مینہ پڑ رہا تھا۔ رستوں پر اس قدر کچڑ تھی کہ گزرجال تھا مگر اس طوفانی شب کے دراز کھنٹوں میں جبکہ پہاڑ کی فوج گرم گرم خمیوں میں آرام کر رہی تھی نپولین اور اُس کے سپاہی تریہ تر پہاڑ کے کچڑ دار کسٹوں اور پُرازیلاب نالوں میں شپاشپ کر رہے تھے اور پہلونی جیٹا نو پہر چڑھ رہے تھے۔ جوقت پہلٹے ہوئے بادلوں سے آغاز طلوع ہوا تو نپولین مانٹاٹ کے عقب پہاڑیوں پر کڑا تھا اور غلیم کوجس سے اب پہلی قطعی لڑائی لڑنا تھی دیکھ رہا تھا۔ نپولین نے اس طرح چال اختیار کی تھی کہ بے خبر دشمن کو اُس نے ہر طرف سے گھیرا تھا۔

نپولین نے اپنی تکی ہوئی فوج کو ایک گڑی ہی آرام کی فرصت نہ دی اور آسٹریا اور ساردینیا کی متحدہ فوجوں پر گولہ کی طرح لوٹ پڑا اور تین طرف یعنی سامنے سے پیچھے سے اور پہلو سے انکو لے لیا بہت دیر تک ایسے خوریز جہال قتال کا ہنگامہ گرم رہا جسکے بیان کو دفتر درکار ہے۔ حملہ کا شور۔ جاگنی کی چھپیں۔ نوجوانوں اور امیزادوں کی لاشیں۔ جن کا گوڑہ نکلے آہنی سسوں سے کچور نکل گیا تھا۔ مجروح۔ جنیر بہاری بہاری توپوں کے پیچھے کھل گئے تھے اور جسم کپڑ میں خمیرہ ہو گئے تھے اور ہڈیاں سپرچورن ہو گئی تھیں بیہودوں اور میتوں کا دور دراز وطنوں میں شور ماتم۔ یہ سب باتیں میدان کشت و خون کو انسانیت و رحم و ملی کی نگاہ میں نفرت خیز منظر بناتی ہیں۔ آخر کار آسٹریا کی فوج

کے سپر اکرٹر گئے اور ہزیمیت فاش نصیب ہوئی اور بدحواس ہو کر ہباگ نکلی۔ تین ہزار
مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ گئی اور توپیں اور جھنڈے فرانسیسیوں کے ہاتھ لگے۔
یہ پہلی لڑائی تھی جس میں پولینڈ نے ہار لی اور پہلی فتح تھی جس کی ناموری اُسکے ہاتھ رہی
شاہ آسٹریا سے اُسنے بعد کو فریڈرک کما کہ ”میرا خطاب امیری جنگ مانیٹاٹ سے شروع
ہوا ہے۔“

آسٹریا کی فوج ڈیگیو کی طرف ہباگی کہ ایک فوج سے جو اُسکی مدد کو آرہی تھی کمک
حاصل کرے اور شہر ملان کی حفاظت کرے۔ اور سارڈینیا کی فوج دوسری طرف
فرار ہوئی کہ اپنے پایہ تخت ٹیورن کی پشت پناہ بنے۔ پس پولین کی منشاء کے موافق دونوں
فوجیں الگ ہو گئیں۔ اب اس نہ تنگنے والے جنرل نے اپنی ماندہ و مجروح فوج کو
ذرا دم لینے کا موقع دیا لیکن خود ذرا ہی نہ سستایا اور جسوقت اُس کی فوج اپنی فتح پر
پر شاد و خرم تھی اور دشمن اپنی ہزیمیت پر بیدل ہو رہے تھے اُسنے ان دونوں فوجوں پر ایک دم
حملہ کر نیکا مستقل راہہ کر لیا۔ ۱۳۔ اور ۱۴۔ اپریل کو متواتر جنگ ہوا کی۔ اسوقت آسٹریا
اور سارڈینیا کی فوجیں مضبوط گڑھیوں اور پہاڑی کناروں پر مورچہ بند تھیں اور اُنکی کمک کو برابر
فوجیں آرہی تھیں۔ یہ فرانسیسی حملہ آوروں پر تپڑوں کی مار کر رہے تھے اور اوپر سے چٹان
کی چٹانیں ان پر ٹپکتے تھے جسنے ایک دم کمینیاں کی کمینیاں صاف ہو جاتی تھیں۔ پولین
رحلہ موجود تھا تخت میں سب کے ساتھ شریک اور خطرہ میں سب کے ساتھ تھا اور اپنی
سہی ہمت و استقلال اپنے سپاہیوں کو دلاتا تھا دونوں لڑائیوں میں فرانسیسیوں نے
فتح پائی۔ ڈیگیو میں آسٹریا کی فوج کو نچانہ اور سامان چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئی اور جوں
توں کر کے پاڈوں میں اپنی جانیں لیکر ہباگی اور پولین کے ہاتوں میں تیں ہزار قیدی
چھوڑ گئی اور کئے سیموئیل پیرد ہزار سارڈینیا کی فوج نے ہستار ڈال دیئے۔ اسطرح ہرق
کے مانند پولین نے مہم کا آغاز کر دیا۔ تین دن میں تیں سنگین لڑائیاں لڑیں اور
دشمن کو تین فاش شکستیں دیں۔

اب ہی پولین عدد درجہ معرضہ خطر میں تھا۔ کثیر التعداد فوجیں اُسے چاروں طرف

سے گیسے ہوئے تھے اور سپر ٹری جلی آرہی تھیں اس جہاز پر اسٹریٹو الو کو حیرت ممتی اور اس فعل کو کہ ایک شخص منتا مسلح فوج کے بیچ میں گھس پڑے وہ جنوں کا دورہ تصور کرتے تھے۔ پولین کی بربادی میں سوائے اسکے کہ فوق العادہ تیز کوچ سے وہ ان دشمنوں کو کیا نمونے سے کلام نہ تھا اور زیادہ بڑی تعداد فوج سے ان منتشر فوجوں پر حملہ آور ہو۔ ایک دن بیکار رہنا یا ایک گنڈہ پس و پیش میں ضائع کرنا نہ رہتا۔ تو گو کی جنگ میں پولین ایک نوجوان افسر کی دلیری سے خاص طور پر متاثر ہوا۔ پولین کی زیر کی کسی اور بات میں اتنی زیادہ ظاہر نہیں ہوتی تھی جتنی اس بات میں کہ بس ایک نگاہ میں وہ انسان کا جو ہرچان لیتا تھا۔ لائسن بعد کو ڈیوک آف ماسٹی بلیو ہوا اور سلطنت کا ایک میر توک بنایا گیا۔

اس کوچ و مراجعت میں یہ نہوسکا کہ سپائیوں کو باقاعدہ خوراک تقسیم کی جاتی۔ جو کہ سپائیوں کے پاس کچھ نہ تھا انہوں نے لوٹ کسٹ شروع کر دی۔ پولین کا یہ نشانہ ہمارے باشندگان اٹلی کا خیال اس کی طرف سے اچھا ہوا اور وہ اسکو ظالموں کے ہاتھ سے خلاصی دینے والا تھا پس ان مجرموں کے ساتھ وہ بڑی سختی سے پیش آیا اور فوج میں تو اعد کی سخت پابندی پر شروع ہو گئی۔

صفحہ ۳

اب وہ کوہ زمیو *Mount Zmijewski* چوٹی تک پہنچ گیا تھا۔ اس بلندی سے فوج کو اٹلی کو سبزلہا تے میدان جو شیش محل کی طرح اُنکے نیچے کھلے ہوئے تھے نظر آرہے تھے اس خوشنما منظر سے پولین کے خیالات شاعرانہ کو تحریک ہوئی۔ باغات، گورستان، سبز کشت زار، پر صلح مواضع سامنے۔ وادی میں طلسمات کا ساحل۔ رُے بڑے دریا جن میں شعاع آفتاب کا محکوس ہونا سمیں مقبش کا عالم دیکھا تھا پر ان کا دھشت ملے پولین نے کمال اللس کی تعلیم میں غفلت ہوئی تھی لیکن جیسی اسیں شجاعت تھی اسقدر اسکا دماغ بھی ترقی پا گیا تھا۔ وہ دیوتا اور اپنا محافظ اپنا خدا اپنا کار ساز سمجھ کر وہ میری پرستش کرتا تھا اپنی تندی مزاج کو سبب کی کبھی اول ذول میرے خلاف وہ بک اٹھتا تھا لیکن اگر کوئی دوسرا میری نسبت ایسی باتیں کرتا تو یقیناً وہ اسکا کوڑا زور دیتا۔ جب اسے توچوں تو جی ہوئی لڑائیوں میں اور میں تھوڑے سے معرکوں میں وہ شریک ہو چکا تھا ۱۲ مصنف

دسبڑہ پریچ درپچ ہنا اور مردین دابان کوہ کا حلقہ کرنا اور مالدار شہروں کے راستوں کا
 ترک کرنا پڑا وہ فاصلہ پر بلند بلند پہاڑوں کا دائمی برف سے پوشیدہ حدباندہ ہے کہڑا ہوا
 اور اپنی باہیں اس زریز خطہ کی حفاظت کے لئے پہیلانا۔ پنولین خاموش و مسرور اپنے
 گھوڑے پر بیٹا اس منظر کو حیرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اور بہر بیباختہ کہنے لگا۔
 ہینی بال *Hannibal* تو ان پہاڑوں کو عبور کر کے آیا تھا لیکن ہم ان کا چکر لگا کر
 آئے ہیں۔

لیکن یہ موقع ایسا نہ تھا کہ منصوبہ یا آرام میں وقت ضائع کیا جانا۔ آسٹریا اور سارڈینیا
 کی فوجیں ہر طرف سے اپنی مقررہ جگہ پر چلی آ رہی تھیں کہ اس گستاخ جماعت کو جو اسطرح
 یکایک ان کے درمیان در آئی تھی نیست و نابود کر دیں۔ فرانسیسی فوج پہاڑ کے تار پر
 چھٹی اور دریائے تارو *Taro* کو عبور کر لیا اور پوچھیک کہ وہ اٹلی کے
 زرخیز میدان میں پہنچ گئے مارے خوشی کے اس کے بدن میں رعشہ ہو گیا۔ اگر وہ
 کوپولین نے آسٹریا کی فوج کے تعاقب میں کہ سارڈینیا کی فوج سے اب وہ قطعی جدا
 ہو گئی تھی ہیجا اور خود بڑے استقلال سے سارڈینیا کی فوج کے تعاقب میں ٹورن
Turin کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۸۔ اپریل کو آسنے سارڈینیا کی فوج کو بمقام *Sivona*
beva جمایا۔ جہاں انکی پوری آٹھ ہزار فوج مورچہ بند تھی۔

پنولین نے ان کے مورچوں پر فوراً حملہ کیا اور تمام دن خوزیز لڑائی ہوتی رہی لیکن کوئی
 قطعی نتیجہ نہ نکلا۔ ہندو قوتوں کو یوں کی گرج چمک اُس وقت تک موقوف نہ ہوئی جب تک کہ جنوب

۱۰ ہینی بال۔ کارہیج کا بڑا شہر جنرل تھا اس کے باپ کا نام ہملکر تھا ہینی بال نے اپنا باپ کے لشکر میں تعلیم و تربیت
 پائی تھی اپنے باپ کی درخواست پر آسنے قسم کھائی تھی کہ وہ بیویوں کو کبھی صلح نہ کرے گا۔ چنانچہ اٹلی میں اس کا عہد فتوحات منظر
 عہد مانا جاتا ہے۔ وہ بیویوں کو اسے بڑی شکستیں دیں آخر کا کیپوا کے مقام پر ہینی بال کی فوج لاشہ فتوحات سرخوش پہنچی اور یہاں
 بہرستی سے ایسی عیش و عشرت میں پڑ گئی کہ بھاری اور سپہ گری کو گویا تابلہ ہو گئی۔ یہاں سے نکل کر ایک بڑے رومی جنرل۔
 سپیو سے ہینی بال کا مسئلہ قبل حضرت مسیح عید السلام کے زمانہ کے قریب مقابلہ ہوا جس میں ہینی بال کو شکست ہوئی
 آخر بہت سی فاریوں اور پناہ گریوں کے بعد آسنے نے یہ کہیا کہ ۲۳ قبل مسیح پیدائش اور ۳۳ قبل مسیح انتقال۔ دیکھ کے بڑے بخون
 میں سو ایک مانا جاتا ہے ۱۲ مترجم۔

superior

اچھی طرح اندر سیر انوگیا اور بہر دوست و دشمن میں تمیز نہ رہی۔ فرانسیسی مع اسلحہ اس نیت سے لیٹ رہے کہ فجر ہوتے ہی پر دشمن سے جھٹ جائیں۔ رات میں سارڈینیا کی فوج ہماگی اور دریائے کورسیگلیا *Gondoglio* کے پرلے پار ایک مستحکم مقام پر مورچے باندھے دوسرے دن شام کو نپولین پہر اُنکے سر پر جا پہنچا۔ اس دریا پر صرف ایک پل تھا اور سارڈینیا کی فوج ایسی مضبوط جگہ قائم تھی کہ وہاں سے اُسکا ہٹانا ذرا امنہ رکھتا تھا۔ بڑے بڑے فوج کے دستے اُسکی لگ لگ کر وہاں سے مارے چلے آ رہے تھے اور نپولین کے عقب میں عظیم کی بڑی فوج جمع ہو رہی تھی اور باد جو اپنی مستوحات کے فرانسیسیوں کی حالت نازک ہو رہی تھی۔ رات میں جنگی مشورہ کیا گیا اور فوج کی حد درجہ کی ماندگی پر پلٹ کر کے یہی قرار پایا کہ علی الصباح پل پر دھاوا کر دیا جائے۔ ابھی وہ پل کی کیل نہ پہنچی تھی کہ صفین باندھے فرانسیسی پل پر نظر آنے لگے اور خیال تھا کہ نہایت سخت مقابلہ ہوگا لیکن سارڈینیا کی فوج کی تو کچھ ایسی چوڑی بھول گئی تھی کہ رات میں وہ پر کافر ہو گئی اور اس خوش قسمتی پر خوش و خرم نپولین بہ سانی مل کے پار ہو گیا۔ یہ نہ ٹھکنے والا فتح تھا۔ میں بڑا چلا گیا اور رات ہونے سے قبل فراریو کو پہر چالیا۔ جہنوں نے اب مونڈیوی *Mondovio* کے قریب بے گزر پہاڑوں پر مورچے قائم کئے تھے۔

فرانسیسیوں نے فوراً حملہ کیا۔ اس وقت سارڈینیا کی فوج بھی خوب دل توڑ کر لڑی لیکن میدان نپولین کے ہاتھ رہا اور سارڈینیا کی فوج ہماگی اور دو ہزار قیدی ۸ کوسوں اور گیارہ ہندسے نپولین کے قبضہ میں چوڑ گئی اور ایک ہزار مقتول میدان جنگ میں پڑے نظر آئے تھے نپولین نے کر سکو *Cherasco* تک اُس فوج کا پیچھا کیا اور اس مقام کو بھی لے لیا۔ یورن سلطنت سارڈینیا کا پائے تخت اب نپولین سے بیس میل سے کم تھا اب تو یورن میں ہل چل پڑ گئی۔ شہر میں ہزار ہا باشندے تو ایسے تھے کہ جبکہ جمہوری خیالات تھے اور نپولین کا اس طرح استقبال کرنے کو جسطرح کوئی اپنے خلاصی و بخودالے کا خیر مقدم کرتا ہے اور یہ ہتد عا کر نیکو کہ اُنکے یہاں ہی جمہوری سلطنت قائم کر دیا دے تیار بیٹھے تھے۔ بادشاہ اور امرا کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ انگلستان اور آسٹریا

کے وزیر نے بادشاہ کی سماعت کی کہ وہ اپنودار سلطنت کو چھوڑ دے اور اُنکے ساتھ
 جتنے میں شریک ہے اور برابر رہتا رہے اور انہوں نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ ناسمجھ نہ ہو
 فاتح ایسی ایسی وقتوں میں اپنے آپ کو ڈال رہا ہے کہ جن سے لکھنا محال ہے۔ لیکن
 بادشاہ کو تو اُسکے تخت و تاج کی فکر نے سر اجمہ کر رکھا تھا اُسکو یقین ہو گیا تھا کہ ایسے
 تیز فاتح کا مقابلہ کرنا غیر ممکن ہے اور پھر اگر اس سے جنگ جاری رکھی جاوے تو کہیں ایسا
 نہ ہو کہ وہ چنچھل کر عیا میں آزادی کا اعلان کر دے اور ملک میں غدر ہو جاوے۔
 پس اُسنے فرانسیسیوں کی اطاعت قبول کر لینے اور رحم کی استدعا کر نیکالپکا
 ارادہ کر لیا۔ کیونکہ اُسنے فرانسیسیوں کے حق پر غیر قابل معافی حملہ کیا تھا۔ قانون بشری
 کی رو سے تو اس بادشاہ کو جو سزا دی جاتی کم تھی۔ اسلئے کہ انگلستان اور آسٹریا
 جیسی دو طاقتور سلطنتوں کا وہ شریک ہوا تھا کہ فرانسیسیوں کو اس تقصیر پر کہ انہوں
 نے بادشاہت پر جمہوری حکومت کو کیوں ترجیح دی گو شمالی دے اور ایک حملہ آور
 فوج فرانس کے شہر و ملک توپوں سے اڑا دیے کو چنانچہ اُسے پہنچی اور فریق شاہی کو
 برا بیگنہ کیا کہ جمہوری سلطنت کے مقابلہ میں تمام ملک میں خانہ جنگیاں کرے۔
 بادشاہ سارڈینیا کے پیام کو نپولین نے بڑی مسرت کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ
 نپولین اُن خطرات سے جتنے وہ محصور تھا پورا آگاہ تھا۔ متحدہ فوجیں اُسکی فوج سے کہیں
 زیادہ تھیں نہ اُسکے پاس بہاری قلعہ شکن توپیں تھیں نہ کوئی سامان محاصرہ تاکہ ٹیورن
 یا دوسرے مضبوط قلعوں کو سر کر تا وطن سے دور نہا اور اسلئے فوراً اُسکو کوئی کمک نہیں
 پہنچ سکتی تھی اور اگر واقعی طور سے دیکھو تو اُسکی فوج کے پاس تھا ہی کیا۔ نری محتاج تھی
 کپڑے تک تو بدن پر چھتیرے ہو گئے تھے۔ اسکے برخلاف متحدہ فوجیں سامانوں سے
 مالا مال تھیں اور جو قوت چاہتیں اپنی طاقت بڑھا سکتی تھیں اور اُنکے سامان بظاہر نہ
 ختم ہوئیواے سامان تھے۔

نپولین نے کہا ہے کہ ”شاہ سارڈینیا کے پاس ہنوز بہت سے قلعے باقی تھے اولہ وجود
 اُن فتوحات کے جو اب تک ہم کو حاصل ہو چکی تھیں اگر ذرا ہی صمت پلٹا لیجاتی تو بس کیا کرایا

سب خاک میں مل جاتا۔ اگر پولین نے ان کشتروں کے سامنے جو پیغام صلح لائے تھے بڑی مطمئن اور عیور وضع اختیار کی اور اسے کہا کہ صلح کی مہتد میں پہلے تو آپ کوئی *Com* لوڑ ٹونا۔ *Fortona* اگر نڈل *Alexandria* کے قلعے میرے حوالے کیجئے۔ اسی تعمیل میں کشتروں نے کچھ پس و پیش کرنا چاہا کیونکہ ان قلعوں کے دیرینے سے ساری سارونیا کی حکومت پولین کے قبضہ میں آئی جاتی تھی اور اس میں کچھ ترمیم چاہی۔

پولین نے روکے منہ سے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی خام خیالیاں ہیں۔ شرائط صلح قائم کرنا میرا کام ہے اور آپ کو وہ باتیں جو میں اپنی گورنمنٹ کی طرف سے پیش کر رہا ہوں تسلیم کرنا اور ان کی تعمیل کرنا ہوگی نہیں تو صبح میرے توپخانے میں اور پھر ن ہے اس گفتگو سے کشتروں نے اور صلح کر لی۔ جس کی رو سے بادشاہ سارونیا نے دوسری سلطنتوں کی شرکت سے دست برداری کر لی اور تینوں قلعے جنگا اور بڑا ذکر ہو چکا ہے مع سا ان حرب و توپوں کے جو اسمیں تین پولین کے حوالے کر دیے اور باضابطہ انصاف صلح کی خاطر ایک ایچی پرس روانہ کیا اور حملہ مقامات جو اب تک پولین نے فتح کئے تھے اسی کی قبضہ میں چھوڑے۔ فوج لیشیا کو منتشر کیا اور باقاعدہ فوج کو برخاست کیا اور اسٹریا سے کارروائی جنگ جاری رکھنے کو فرانسیزیوں کے لئے جنگی میٹریکس بلا ملازمت کمو لیں۔ اب پولین نے اپنی فوج میں ایک اور محرک جو شاعراں بھیجا۔

جو انروز۔ پندرہ دن کے عرصہ میں تم نے چھ لڑائیاں مار دیں۔ ایک اور پرپس جہنڈے پھین تو ہیں اور بہت سے عسیر الفتح مقامات چین لئے پیٹھ مانٹ کا سب سے زیادہ زرخیز خطہ تم فتح کر چکے۔ ڈیڑھ ہزار سپاہ غنیمت سے زندہ گرفتار کی۔ اور دس ہزار تمہارے ہاتھوں سے مقتول و مجروح ہوئے۔ اب تک تو تم ان کی چٹانوں پر رٹے ہو تمہاری دیواری سے جنگ نام یاد کار ہو گیا۔ لیکن عجب۔ اپنی کارگزاریوں سے تم لیشیا وہ فتح ہے کہ جنگ کے وقت تو صلح ہو چکا کرے اور جنگ ختم ہو جائے بعد ازاں پیشوں اور کاروبار میں مصروف ہو جائے۔ ۱۲ مترجم۔

بالینڈ اور برین Rhine کی فوجوں کے حریف ہو رہے ہو۔ دیکھو تمہارے پاس کیا کچھ نہ تھا لیکن تم نے سب کچھ ہم پہنچایا بغیر توپوں کے تم نے معرکے سرکے بغیر لپوں کو تھنے دریا پار کئے اور بڑی کڑی کڑی نسلیں مٹنے نکلے پاؤں طے کیں۔ راتوں میں ہم فاقہ سے لیٹ لیٹ رہے ہو لیکن اسے شیر مرد اگر کچھ کر نیکو باقی رہ گیا تو بس جان لو کہ تم نے کچھ کیا۔ نہ تمہارے قبضہ میں ملان ہے نہ بیورن ہے۔ میرے کانوں تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض بے دل ہو گئے ہیں اور کوہ الپس اور کوہ اسی نامیں کی چوٹیوں پر دالیں جا چاہتے ہیں ایسی بات کا مجھے یقین نہیں آ سکتا۔ مانتھاٹ Montemath

میلیسیمو Noillesimo ڈوگنو Deogo مانتھووی کے فتح تو فرانسیزی نام و نمود کو بڑھانے کی آتش شوق سے جل رہے ہیں۔ لیکن قبل اسکے کہ میں تمکو نصرت و فتح کے میدان میں لچلوں تم مجھے ایک وعدہ کرو کہ تم اُس قوم کو جسے تم مصیبت سے خلاصی دو گے نہ ستاؤ گے اور اُن افعال سے جن کی قانون اجازت نہیں دیتا اجتناب کرو گے اگر یہ نیکیا تو خلاصی دینے والے نہ کھلاؤ گے ستانیو الے کھلاؤ گے چونکہ مجھے قوم کی طرف سے اختیار و منصب حاصل ہے جو از روئے انصاف و قانون بڑا قوی ہے پس میں غیرت و انسانیت کی ضروری باتیں عمل میں لانے سے پس و پیش نہ کرونگا۔ تمہاری نصرت و فیروزمندی کے تاجوں میں غارتگری کے وہبے مجھے نہ دیکھے جائینگے۔ غارتگر بیدریغ گولی سے مار دیا جاوے گا۔

”اے باشندگان اٹلی فرانسیزی فوج تمہاری بیڑیاں کاٹنے آرہی ہے۔ فرانسیزی سب قوموں کے خیر خواہ ہیں۔ انکی طرف سے تم خاطر جمع رکھو۔ تمہارے مال۔ مذہب۔ مراسم۔ کی توقیر کیا جائیگی۔ میری لڑائی اُسی قسم کی لڑائی ہے جیسی مہربان دشمن کی ہوتی ہے ہمیں تو فقط اُن ظالموں کو سمجھنا ہے جنہوں نے تمکو غلام بنادیا ہے“

باب سوم

اسٹیریا کی فوج کا تعاقب

صفحہ ۳۹

نیپولین کا امتحانِ نفس۔ آٹمی کی بابت اسکی خوشنہیں۔ پیرس میں جوش۔ جوزیائین کی یاد۔ ڈویک آف پارما سے شرائط۔ بیولو سے نیپولین کا سبقت لیجانا۔ لودی کا پس اسکا پُر خطر راستہ۔ ملان میں داخلہ۔ فوج کی امداد۔ قاصد۔ آوریائی کو خط۔ کلرین کی تقرری۔ ملان میں بلوہ۔ بناسکو۔ پیویا۔ وینس والوں کا رشوت دینا۔ بلند حوصلہ مندی۔ امیریل گاڑ کی ابتدا۔ پوپ سے شرائط صلح۔

نیپولین کی فوج کے سپاہیوں اور افسروں کی ایک بڑی جماعت نے ایسی رہبانیت سے جسکا حاکم بادشاہ ہو صلح کر لینے پر بڑا شور و غوغا مچایا اور سنت سے اس بات پر مضطر تھے کہ سارڈینیا کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر رپبلک قائم کر دیا جائے۔ رعایا بھی کثرت سے فراموش تھی اور ملتجی تھی کہ نیپولین وزیر اشلارہ دے اور وہ ملک میں غدربرا کر دیں اور اصرار تھا کہ بادشاہ اور امرا کو ملک بدر کرنے کے بعد وہ آسانی سے آزاد گورنمنٹ قائم کر لیں گی اور پھر یہ نئی جمہوری سلطنت فرانس کی قدرتی طور سے مددگار ہو جائیگی۔ نیپولین کہ صرف زبان ہلا دینی تھی اور کام پورا تھا اور بلاشبہ یہاں کر دینے کو بہت کچھ ہی چاہتا ہو گا لیکن ایسا لفظ شہد سے نکالنے کے میلان کو روکنے کے لئے معمولی سے بہت یاد دہانی دراندیشی درکار تھی۔

لیکن طوائف الملوکی سے پولین بہت ڈرا ہوا تھا اور پیرس کی پر خون گلیوں میں
طوائف الملوکی کے حامیوں کی بد نظمیاں دیکھ چکا تھا اسکو یقین تھا کہ اٹلی کے جاہل
گنواروں میں سمجھ یا اصول اخلاقی جو اچھی رپبلک کے لئے درکار تھے موجود نہیں ہیں
پس باوجود اسکے کہ ڈاکٹر کٹری کا مکمل منشائے معلوم تھا اور فوج کی ضد دیکھ رہا
تھا اور رعایا کی التجائیں سن رہا تھا اسے بڑی دلیرانہ مضبوطی سے کہہ دیا کہ اسٹوینیا
کی سلطنت درہم برہم نہیں ہوگی اور اپنی سپاہ کو زیادہ محنت طلب مہمات میں مبتلا کر کے
اور انکی زیادہ نامور دستورات کی طرف رہنمائی کر کے اُسے اُنکے خیال کو اس جانب سے
پھیر دیا۔

پولین کی یہ خواہش نہ تھی کہ فرانس جیسا دورِ جبر و ستم دہ اٹلی کے شہروں میں بھی دیکھو
وہ تو اصلاح کا حامی نہ تھا نہ کدھر کا۔ بادشاہوں اور امیروں نے عزت۔ دولت اور تمامی
پر منفعت حقوق زندگی کا اجارہ کر لیا تھا اور رعایا کو بالکل ہار سی اور ہنسیاری تھی۔ پولین
نے یہ اجارہ توڑنے کی خواہش کی اور زما نہا سے دراز کی غلامی سے مخلوق کو رہا کرنا چاہا۔
یہ اصلاح اُس نے اس طرح نہ کی کہ اورنگ با سے شاہی کو یک سخت اولٹ دے اور غیر
تربیت یافتہ نا تجربہ کار عوام کے ہاتھ میں عثمان اختیار دیدے بلکہ سربراہ شاہی کے
گرد و جھوڑی افادہ گاہیں قائم کر کے اور تمامی رعایا کو مضبوط اور باقاعدہ طرز حکومت
عنایت کر کے جس میں حسب ضابطہ آزادی شامل ہو وہ یہ اصلاح عمل میں لایا اور
اور اُسے کس فصاحت سے کہا ہے کہ ”لوئی شانزدہم کے قتل پر اگر انگلستان صرف
ہمالش ہی پر آمودہ ہو جاتا جس سے خلق اللہ کے اخلاق کو نفع پہنچتا اور خلق دوست
حکمت عملی کے مشورہ پر توجہ کر کے پُر انقلاب فرانس کو اپنی دوستی میں مستبول کر لیتا
تو اس اندازہ کا میدان تصور کہ فرانس اور یورپ کے کیا کیا بھاگ ہوئے ہوتے
بڑا عظیم الشان ہوتا اور پرنسارے ملک میں پراسنی دینے کے گرجے قائم ہوتے نہ
ہا و شاہ اپنے تخت پر لرزہ بر اندام ہوتے بلکہ اُنکی ریاستیں تو بڑی بہت امتحانِ قیام
میں گزرتیں اور بلا تشنج تمام یورپ حسب ضابطہ آزاد ہو جاتا۔“

سارڈینیا کی بادشاہت میں نہیں۔ پڑا منٹ سیوے۔ اور مانٹ فراٹ۔ کے صوبے شامل تھے بادشاہ نے اہم کوششوں اور انگلستان سے امداد و زلیک سٹائپ سپاہ کھڑی کر لی تھی جو بہت دنوں تک میدان جنگ میں کام دینے کے لئے تربیت و تعلیم کی گئی تھی اُسکے بیشمار قلعوں نے جو سامان حرب و رسد سے مالا مال سپاہوں میں واقع تھے اُسکی سرحد کو ایسی حالت میں کر دیا تھا کہ وہ بے گدز خیال کجیاتی تھی اور وہ کوئی شانزہم مقتول کے دونوں ہائیونکا خسر تھا۔ یہ دونوں ہائی کوئی سپیڈیم اور چار دہم کے نام سے بعد کو تخت فرانس پر بیٹے۔ اُسے ان دونوں کو اُنکی حالت فراری میں اپنے دربار بیرون میں بڑے عزت و احترام سے لیا اور اپنے دربار کو فرانس کے ہاگے ہوئے امرا کا جائے پناہ بنایا تھا۔ جہاں اس خیال میں کہ وہ محفوظ ہیں وہ بیٹے فرانس پر لیٹل دیگر افواج متحدہ کے حملہ کرنیکے ذریعہ کو بچتہ کیا کرتے تھے۔ باہنہ ۱۵ دن کے عرصہ میں پنوکیں نے اپنی نیم فاقہ زدہ فوج سے جو تعداد میں صرف تیس ہزار تھی اُس کی افواج کو براگندہ کر دیا اور اُسکی فوج کو اُس کی سلطنت سے نکال دیا اور مرکز سلطنت میں کس گیا اور اب بیرون کو توپوں سے اڑا دینے کی دہکی دے رہا تھا اور بادشاہ اس بےست و شش سالہ گناہم نوجوان کے قدموں پر اصلح کی التجائیں ذلت سے کر رہا تھا لیکن اپنی گردش تقدیر اور اپنے دادوں کی تحت فرانس پر پہنچنے کی کوئی توقع باقی نہ رہنے سے اُسے ایسا دہکا لگ گیا کہ کرسکو کے صلحنامہ پر دستخط کرنیکے بعد جلد شکستہ دل ہو کر مر گیا۔

پنولین نے اپنے مصاحب اول مرات کو مع نقل صلحنامہ اور اکیس جہتہ و نیکے جو دشمن سے چینیے تھے فوراً پیرس کو روانہ کیا۔ ان پے درپے کامیابیوں اور حیرت انگیز مستوحات سے فرانس میں عام جوش ہو رہا تھا۔ اس نوجوان فاتح کے اعلانوں میں قصداً دیرینہ کا جوش جس سے اول علانوں پر گاڑا رنگ چرٹا ہوا تھا۔ اُسکے مراسلات میں جو اسنے ڈاکٹر کی کو بھیجے تھے اسکا انکار۔ اپنی کارگزار یوں کا قطعی ذکر نہ کرنا۔ اور اپنے خبروں اور سپاہیوں کی شجاعت کا پر آب و تاب بیان ان سب باتوں سے سب کو حیرت ہو گئی تھی۔ پنولین بونا پارٹ ایک بچہ ملک یعنی اٹلی کا نام تھا اور فرانس میں معدود چند

آرمیوں نے یہ نام سناتا اور سانی سے وہ ادابی نہوتا متادہ کرخت اور پُر زمرہ تھا۔ ہر شخص پوچھتا تھا کہ یہ نوجوان جنرل جس کی یاقوتوں کی آب و تاب آن کی آن میں شہابِ ثاقب کے نور کی طرح تمام یورپ میں درخشاں ہو گئی ہے کون ہے۔ اسکا نام اور اُس کی واہ و ہرزبان پڑی اور تمام یورپ کی نگاہیں اُس پر لگی ہوئی تھیں۔ پندرہ روز میں کونسل آف سینٹ اور کونسل آف فینہنڈرڈ *Council of Five Hundred* نے باضابطہ تین مرتبہ اعتراف کیا کہ اٹلی کی فوج نے فرانس کا نام کر دیا اور اُسکی مستوحات کی یادگار میں جشن مقرر کئے۔ مَرات نے بڑے کڑے سے مفتوحہ جہنڈے ڈاکٹر کڑی کے حضور میں پیش کئے اسموچ پر دوسرے ملکوں کے کئی ایلچی موجود تھے۔ اس نصرت پر سلیک *Republic* کو نیا اعزاز حاصل ہوا اور نوجوان جنرل کی فتح مندی سے اُسکا اسقدر افتخار ہوا جیسا پیشتر کبھی نہواتا۔

جب یہ معاملات ہو رہے تھے نیولین نے اپنی دولمن کو فراموش نہیں کیا جسے وہ پیرس چھوڑ آتا تھا۔ اگرچہ سات روز متواتر اُسے خود نہ اطمینان سے کمانا کما یا نہ آرام کیا تھا۔ یہاں تک کہ کوٹ و بوٹ بھی نہ اتارے تھے تاہم اُسے محبت آمیز خطوط جوزیپھائن کو بھیجنے کا اگرچہ وہ مختصر ہی تھے وقت نکال لیا۔ یہ محبت نیولین نے جوزیپھائن کی طرف حتیٰ کہ نامبارک طلاق کے بعد اور اُسکی وفات تک ہمیشہ ظاہر کی ہے۔

سارڈینیا کی مفید مطلب صلح سے نیولین کی فوج کا عقب بالکل محفوظ ہو گیا اور پیرس دن کا توقف نہ کر کے اُسے آسٹریا کی باقی ماندہ پریشان فوج کا تعاقب شروع کیا۔ یہ آسٹریا کی فوج اپنے جنرل بیولوکی ماتحتی میں دریا سے پورے کے پار ہو گئی تھی اور یہاں بڑے بڑے مضبوط مورچے باندھ رکھے تھے اور گمک کی جود ہاؤس مارے چلی آ رہی تھی نظر تھی۔

سلطنت سارڈینیا چھوڑ نیکے بعد نیولین ریاست پارما میں داخل ہوا۔ ڈیوک آف پارما جوزفٹس کے خلاف اپنے قومی ہمسایوں کا شریک ہوا پانچ لاکھ عایا کا حکم تھا اور متحدہ فوج کے ہمراہ صرف تین ہزار سپاہ فراہم کر سکا تھا۔ لیکن فی لفسہ وہ کمزور تھا اور پس اُسے فلاح

نپولین کے پاس رحم کی التجا میں پیغام بھیجے۔ اُس نے اپنی فوج آسٹریا کی فوج کے ہمراہ فرما کر حملہ کر نیکیے لئے شریک کر دی تھی۔ پس اگر اُس سے خرچہ جنگ جو فرانس پر حملہ آوروں کو دفع کرنے میں پڑا تھا یا جاتا تو انصاف تھا۔ نپولین نے اُس سے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ پانچ لاکھ سپہیں ڈولر۔ سولہ سو تو پچانے کے گھوڑے اور بہت سا غلہ اور رسد دے۔

اس موقع پر نپولین جنرل کے بہت سے قابل تعریف کاموں میں سے ایک کام ظاہر ہوا جس کی بعضوں نے تو بڑی تعریف کی ہے اور بعض نے اُسے سخت تکمیل دینی کی ہے۔

نپولین نے کہ فنون لطیفہ کا عاشق اور بڑا مبصر تھا اور جانتا تھا کہ اُن کے اضافہ سے سلطنت کی شان بڑھتی ہے اور لوگوں کے دل پر اُسے کیا اثر ہوتے ہیں ڈیوک کے تصویر خانہ کی بیس چیدہ سے چیدہ تصویریں طلب کیں کہ پیرس کے عجائب خانہ میں بھیج دے۔ ان تصویریں میں سے ایک مشہور سینیٹ جیروم کی تصویر پچانیکی غرض سے ڈیوک نے دو لاکھ ڈولر نذر کھڑے۔ نپولین نے اس رقم سے انکار کیا اور فوج کے سامنے کمائیہ رقم جو اس طرح ہم لینے بہت جلد خرچ ہو جائیگی لیکن ایسی نادار تصویر کا پیرس میں رہنا دار السلطنت کو صدیوں تک زینت دیگا اور اسی قسم کی کوششوں کا ذوق پیدا ہو گا۔“

یہ خوب بات ہے کہ قانون جنگ کے موافق روپیہ۔ گھوڑے۔ غلہ۔ اور سامان رسد لینے پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا لیکن اس تصویروں کے لینے کے فعل کو غارتگری کا غیر قابل معافی جرم بتایا جاتا ہے۔ اگر فتح مندی دیگر اقسام جائداد کے لینے کو جائز کرتی ہے تو تصویروں میں ایسا کونسا سرفاب کا پر ہے کہ فروخت بھی ہوا کریں اور تبادلہ بھی ہوتا ہو اور پرستے نیچا دیں۔ اگر نگاہ حقیقت سے دیکھو تو سامان عشرت و عشرت کا لینا ضروریات کی چیزوں کے لینے پر معقولیت رکھتا ہے۔ روپیہ کا لینا رعایا کے سر پر ٹیکس کا بار ڈالنا اور یہ رعایا نپولین کی دوست اور اُس کے معاملہ کی حامی تھی۔ تصویروں کے لینے سے رعایا اپنے رزق سے محروم نہیں ہوتی بلکہ اس کا اثر انہیں امر پر پڑتا ہے جو جنگ کا باعث ہوتے ہیں۔ نپولین کی یہ طلب ایوان سے تھی کسان کے ہونٹوں سے نہ تھی۔ اصل تو یہ ہے کہ جنگ وجدال جسکے ہم کاب استحصال۔ غارتگری۔ ظلم اور خونریزی سے ہماری فکر کو

جو اخلاق کے متعلق ہم کرنا چاہتے ہیں پر اگندہ کر دیتے ہیں۔ اینوالی نسلوں کے فیصلے انتہائی
میں کہ نشانات فتح میں ذہنی صنعتیں بھی شامل ہیں یا نہیں جو ہوں سو ہوں لیکن اس میں ذرا
شک نہیں ہو کہ یہ واقعہ نپولین کے بلند و شائستہ مذاق کا شاہد ہے۔ عرض ذاتی کو بالائے
طاق رکھ کر نپولین نے فرانس کی عظمت چاہی ہے اور کم از کم اُس نیت میں تو شکوہ موجود
ہی ہے جسے اس فعل کا خیال اُسکے جی میں ڈالا ہے۔

اس نئی لگ سے آسٹریا کی فوج کی چالیس ہزار تعداد ہو گئی تھی اور یہ فوج دریا یو
کے دوسرے کنارہ پر مورچہ بند تھی اور یہ بڑا دریا فرانسپیو اور آسٹریا والوں کے درمیان
موجزن تھا غنیم کی فوج کے سامنے دریا کو عبور کر جانا جنگ کا ایک دشوار مرحلہ ہے اور یہ
سمجھ میں نہیں آتا کہ نپولین نے کس طرح دریا عبور کیا ہو گا۔ مگر بڑے استقلال سے وہ ولینزا
کی طرف بڑھا چلا گیا اور اپنے حرکات و سکنات سے بھی غلط ہرگز تارہا کہ باوجود غنیم کے مقابلہ
کے وہ دریا اسی مقام سے پار کر لگا۔ اگرچہ بڑی بہاری جمعیت سے وہ اس مقام پر لڑنے کو
موجود تھے۔ اور اب آسٹریا کی فوج ایک مرکز پر جمع ہوئی کہ نپولین کی خوب ہی تواضع کرے۔
رات میں یکایک نپولین نے اپنی فوج کا رخ دریا کے دھانے کی طرف پھیر دیا اور حیرت انگیز تارہا
سے اسی میل کی منزل ۳۶ گنٹہ میں طے کر گیا اور راستہ میں جو کشتی ملی پکڑ لی اور مختلف
فوج کے دستوں کا کوچ اس دھانے سے ترتیب دیا تھا کہ یہ سب ایک مقام پر دو ایک
گنٹوں کے فاصل سے جا پہنچے۔ نپولین نے ان کشتیوں میں دریا عبور کیا ایک سپاہی کی
جان کا بھی نقصان نہ ہوا اور وہ لمبارڈی کے میدان میں پہنچ گیا۔

اس خوبصورت زرخیز خطہ کو آسٹریا نے فتح کر لیا تھا اور ایک آج ڈیوک اسپرگورن تھا
لمبارڈی میں بارہ لاکھ باشندے تھے اور یہ دنیا کے سب سے زیادہ زرخیز خطوں میں
سے ایک خطہ ہے۔ اسکے باشندے اپنے نئے حاکموں سے ناخوش تھے اور جماعت کثیر
وضع حکومت کی تبدیلی چاہتی تھی اور فرانس کی فوج کا خیر مقدم کر نیکو ملتا رہتی۔ یو کے جو
Valenza میں موجود تھے درستی کر رہا تھا جو وقت یہ سنا کہ نپولین نے دریا

دریا کے پڑاؤ کا سب سے بڑا دیا ہے ۱۲ مئی۔

عبور کر لیا اور فن سپہ سالاری میں اُس سے بازی لیک لیا تو فوراً اپنی فوج جمع کر کے اُسکے مقابلہ کو بڑھا۔ دونوں فوجوں کے ہر ادولوں کا فومبیو میں مقابلہ ہو گیا آسٹریا والے بڑوں و مکانوں کی چیتوں پر اور درپچو نہیں چڑھ گئے اور فرانسیسیوں پر جو کوچوں اور سڑکوں پر تھے ملک آتش باری شروع کر دی اور انکو توقع تھی کہ اس طرح وہ فرانسیسیوں کے اگے بڑھنے کو روک لینگے اور پھر آسٹریا کی اصل فوج آپہنچے گی لیکن فرانسیسی اس شدت سے اُن پر حملہ آور ہوئے کہ تاب مقاومت نہ لاکر وہ ہاگے۔ زمین تو لاشوں سے چھپ گئی تھی اور دو ہزار قیدی پنولین کے قبضے میں تھے۔

فرانسیسی سپہ سالاروں کے تعاقب میں لگے چلے گئے اور ہر لمبندی سے اُنکے ہاگے ہوئے کالونکوگو کو لے پہنچتے تھے اور ہر ممکن موقع سے جہاں سے حملہ ہو سکتا تھا اُن پر سخت برباد کرنیوالی آگ برساتے تھے۔ اُسی شام تکے ماندے مجروح و دشمن کے کالم لودی میں پہنچے۔ یہ دریاے آوا پر ایک چوٹی سی بستی تھی۔ عین بستی سے ہو کر یہ فوج ایک پل کے ذریعہ سے دریا کے پار ہو گئی۔ یہ دریا کوئی دو سو گز عریض تھا اور دس گز چوڑا اُس پر چوٹی پل بندھا ہوا تھا اور یہ ہاگی ہوئی فوج اب بیولو کی اصل فوج سے مل گئی اور خوب مضبوط مورچہ بندیاں کر لیں اور اب فرانسیسی فوج بھی مکانوں اور دیواروں کی آڑ دھجی ہوئی کیونکہ آسٹریا کی فوج برابر گولے مار رہی تھی بستی میں درا آئی اور اپنے بوجھ سپہ سالار کے حکم کی جسکو اب وہ لافح خیال کرنے لگی تھی منتظر تھی۔

پنولین کو تقدیر پر اس قدر بدوسہ تھا کہ جسمانی خطرہ کی اسے کچھ پروا نہ تھی۔ فوراً دہ شہر کے باہر نکلا اور دریا کے کناروں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ مگر اسوقت غلیم کی جانب سے گولوں گولیوں کی بوچھاڑ تھی اسیں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ پنولین کے سامنے بڑا ہی خوفناک اور حواس باختہ کرنیوالا نقشہ تھا۔ اسوقت آسٹریا کی ۱۶ ہزار فوج تھی جس میں چار ہزار سوار تھے اور بارہ ہزار پیدل سپاہی تھے۔ تیس ضرب توپیں تھیں اور صف جنگ آراستہ کئے دریا کے دوسرے کنارے یہ فوج ملی گھڑی تھی۔ توپیں اس قرینے سے قائم تھیں کہ پل صاف زد میں تھا اور اسی طرح نیچے اوپر تو پھانے اسطرح لگا رہے تھے کہ پل پر تڑپتی

اور تیز دست بند و پتی تعداد میں ہزاروں بہت قریب صاف بستہ تھے اگر دشمن پل کے قریب آئے تو گولیوں کا طوفان برپا کریں۔

بیولونے اپنے مقام کو ایسے گزر خیال کر رہا تھا کہ اُس نے پل کا توڑنا کچھ ضرور نہ سمجھا اگرچہ وہ پل بہت آسانی سے توڑ سکتا تھا اور سب سے زیادہ اُسے اُسی کی قتلہتی کہ کہیں یہ فرانسیسی پل پر قدم رکھیں کہ اُنکی ہر بحیثیت فاش اور خطرناک ہو۔ فوراً پتولین نے اسٹریکیٹو توپوں کے مقابل عین طوفان آتش کے درمیان اتنی توپیں جتنی ممکن تھیں اپنی ہانتوں سے تھیم کیں اور کچھ توپیں اس قرینہ سے لگائیں کہ اسٹریٹو اگلے پل کی بجائے بارود سے اُڑا دینے کے لئے قریب نہ آسکیں۔ پہلے ہی جا کر اپنے افسر کو جمع کیا اور کہا کہ ”میرا ارادہ ہے کہ پل پر سیوقت حملہ کر دوں۔ ان افسروں میں سے بڑے بڑے سورا افسر دنگے اسپرینج پھر گئے اور ایک زبان ہو کر اُنہوں نے اس تجویز کو نامنظور کیا کہ یہ غیر ممکن العمل ہے اور ایک ان میں سے بولا۔ ”ایسے برباد کر دینا اسے گولیوں کے طوفان میں جسکا بالیقین سامنا ہے آدمی کا پل پر بزدل راستہ بنا لینا اور پار چلا جانا غیر ممکن ہے۔“ پتولین نے کہا۔ ”نہیں کیا کہا۔ غیر ممکن!۔“ غیر ممکن تو فرانسیسی زبان کا لفظ ہی نہیں ہے اس نوجوان فاتح کے خود اعتمادی پر دوسرے کی رائے سے کبھی اثر ہوتا ہی نہ تھا پس اپنے خیر لوں کی رائے کی کچھ پروا نہ کر کے اُس نے چہ ہزار چیدہ سپاہی جمع کئے اور ان سے اُسی جنگی فصیح لہجہ میں جو ہر وقت اُس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہتا تھا چند فقرے کہے اور بس اُن میں ہر ایک یہ تمنا ظاہر کرنے لگا کہ پل پر دہی لیجا یا جاوے اُس نے ان سپاہیوں سے صاف کہہ کر کہ دیا تھا کہ اس مہم میں یہ یہ خطرے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی جھلادیا تھا کہ فتح کی حالت میں اُسی پلہ کی ناموری لہی ہے۔ یہ وہ خوب جانتا تھا کہ ہزاروں مارے جائینگے لیکن جیب اسکو خود اپنی ہی جان کی کچھ پروا نہ تھی تو دوسرے کی جان کی کیا قدر ہو سکتی تھی اور اسوقت حصول مدعا کو وہ اسی قدر قیمتی سمجھ رہا تھا جتنی کہ ایک قیمت دیکھا نہ ہو تھی۔ دونوں فوجوں میں شاید پتولین کے سوا ایک فرد واحد ہی ایسا نہ تھا جو ایسی مہم کی جوابدہی جمیں بظاہر کوئی صورت کامیابی کی نہ تھی اپنے ذمہ لینے کی جرات

کرتا۔

اب اُسے سواروئی ایک بڑی جمعیت خفیہ روانہ کی کہ بستی سے میل کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار پیاب مقام سے دریا عبور کر جائیں اور دریا کے کنارہ کنارہ اگر عقب سے دشمن پر نہایت تند و تیز حملہ کریں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آسٹریا دالوں نے اس گھاٹ کی حفاظت میں کیوں استعدادِ غفلت کی تھی۔ پہر ایک کوچہ کی آڑ میں اُسے سپاہیوں کی ایک قطار بنائی۔ یہ کوچہ حملہ کرنے کے مقام سے بہت قریب تھا۔ ۱۰ مئی ۱۸۹۶ء کی شام کو تھیں تھی۔ ٹیرول کے پہاڑوں کے پیچھے آفتاب غروب ہو رہا تھا اور وہی امن چین اور نوا بصرہ اور انسان کی رُبُونیت و سببی شفق میں منہ چہا رہی تھی اور پانی کی چکنی سموار سطح یا آغازِ بیا کی پہنچتی ہوئی کو پلوں کو ہوا کی ایک سبک بھی خفیش نہ دیتی تھی۔

جس وقت نیولین نے دیکھا کہ آسٹریا کی فوج میں تلاطم ہوا اور اُسکے سواروں نے دریا عبور کر لیا۔ اُسے حکم دیا کہ لمبہ کا گل دیا جائے۔ بس یہ قطار گھنے اور ٹھوس کالم میں گھومی اور کوچہ میں اُسکے ہجوم سے جگہ باقی نہ رہی اور ہر سرعت اپنی جاے پناہ سے نکل اپنے نعروں سے ہوا کو پہاڑی ہوئی پل پر پل پڑی۔ بس اس فوج پر ہلکے گولے گراں گولی کا طوفان نازل ہو گیا۔ یہ طوفان پل پر گولہ بادی کی طرح سن سن حل رہا تھا۔ کالم کا پہلا حصہ تو فوراً صاف ہو گیا اور کشتوں کے پشتوں سے پھیلے آئینوں کا راستہ مسدود ہو گیا لیکن پچھلا حصہ لوہے اور سیسہ کے طوفان سے بے پردا اب بھی بڑا چلا آ رہا تھا حتیٰ کہ وہ اب بیچ پل پر آ پہنچا۔ یہاں اُسے تامل کیا اور متزلزل ہوا اور اس آتش فشاںی بارش آتش کے سامنے جب کو برداشت کرنا انسان کی ہستی سے باہر ہے قریب تھا کہ کینولین نے ہاتھ میں ایک جھنڈا لیا۔ لائٹ۔ سینا۔ اور برتیر اُسکے پیچھے تھے اور پلوں کے بادل میں جسے پل کو مثلِ شب تار کے اندیرا لگ کر دیتا تھا گھس گیا اور سپاہیوں سے آگے نکل کر باؤ اور بلند کیا۔ جہودار اپنے جنرل کے پیچھے چلے آئے، اس مثال سے مجروح۔ پامال۔ کالم کا کچھ رنگ ہی اور ہو گیا اور اپنی سینگیں سیدھی کر کے آسٹریا کے گولہ بادیوں پر چبھاتا تھے میں فرانسیسی رسالہ تو پنچانوں پر عقب سے آٹوٹا اور پل فتح ہو گیا اور اس

لودی کاپل

نیولین کی جانبازی

سنگ راستے سے فرانسیسی اہل کی طرح اُمتڈ پڑے اور میدان میں پھیل گئے۔ لڑائی کی شدت میں سر مو فرق نہوا تھا۔ اسٹریا کی فوج باؤسانہ ولیری سے فرانسیسی فوج پر پڑی لیکن پنولین کے سپاہی اپنی حیرت افزا فتح کے نشہ سے چور بہلا خطہ کو اب کیا سمجھتے تھے گولیوں اور سیل کے گولوں کی اُنکے سامنے اتنی حقیقت ہی نہ تھی جتنی بچوں کے ہاتھوں میں برف کی گیندوں کی۔

اسی خطرناک توپوں کی گرج میں اسٹریا کا ایک مخصوص توپخانہ فرانسیسیوں کا سخت نقصان کر رہا تھا اور ہسپر بار بار حملے کئے گئے تھے لیکن کچھ نتیجہ نہوا تھا۔ اسی جنگ کی گرٹڑ اور خطرہ کی حالت میں ایک افسر پنولین کے قریب گھوڑا مارے ہوئے آیا اور کہا کہ ”اُس مملک توپخانہ کو خاموش کر نیکا ایک اور ارادہ کرنا بڑا ضروری امر ہے“

پنولین نے جسے بڑے عالیشان کام کر نیکا ویسا ہی شوق تھا جیسا بیٹھ بول بولنے کا جواب دیا ”بہت اچھا لیجئے ابھی خاموش کیا جاتا ہے“ اور اپنے قریب ایک رسالے سے پلٹ کر کہا ”ذرا اپنے جنرل کے پیچھے تو چلے آنا“ یہ رسالہ ایسا شاد و خرم جیسا کہ الغطل میں کیلوں سے خوشی ہوتی ہے۔ پنولین کے پیچھے چل دیا اور باوجودیکہ اسٹریا کے توپخانے کے گراں سے اُسکی قطاروں میں چاروں طرف اجل ہی اجل نظر آتی تھی اسنے جاتے ہی گولندازوں کو تہ تیغ کر دیا اور یہ توپیں دشمن پر پھیر دیں۔

سب سے پہلے جسے پل کے پار قدم رکھا وہ لانس تھا اور اُسکے بعد پنولین۔ لانس پرے درجے کی بے پروائی اور ہتور کے ساتھ دشمن کی صفوں میں اپنا مست گھوڑا دھسا لیگیا اور جا کر ایک جہنڈا چھین لیا۔ اسوقت اُسکے نیچے اُسکا گھوڑا مارا گیا اور چھ سات تلواریں اُسکے سر پر جھلکانے لگیں۔ لانس بڑے زور اور پھرتی سے اپنے گھوڑے سے علیحدہ ہوا اور اسٹریا کے ایک سردار کے پیچھے اُسکے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا اور اپنی تلوار اُسکے ہونک وی اور گھوڑے سے نیچے گر کر اُسکی جگہ چھین لی اور لڑتا بڑتا پھر اپنی فوج میں آ ملا۔ اس ہنگامہ میں چہ اسٹریا والے اُسنے اپنے ہاتھ سے مارے۔ یہ رستمانہ کام پنولین نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُسی جگہ پر لانس کو ترقی دی۔

اب اسٹریاکی فوج دو ہزار قیدی اور بیس ضرب توپیں فاتح کے ہاتھوں میں اور ڈھائی ہزار مقتول اور چار سو مردہ گولہ بے میدان میں چھوڑ کر ہاگی۔ غالباً فرانسیسیوں کی جانب ہی مجروح اور مقتولوں کی بھی تعداد ہوگی۔ اگرچہ نپولین نے اس جنگ کی باضابطہ رپورٹ میں صرف چار سو کا نقصان لکھا ہے۔ اسٹریا والوں کا دعویٰ تھا کہ فرانسیسیوں کے اس جنگ میں چار ہزار آدمی کام آئے ہیں جب یہ لڑائی ان کے ہاتھ آئی ہو۔ لیکن فاتح کی حکمت عملی اسی میں تھی کہ عام طور پر بھی سمجھا جاوے کہ اس کی فوج قاتل تھی نہ کہ مقتول۔ یہ تو ضرب المثل ہوگئی ہے۔ ایسی جھوٹی جیسی رپورٹ جنگ تمام مختلف صورتوں میں جھوٹ بلوڑ کی ضرورت اور وہ ہوگا دیدینا جنگ کی ہزاروں بدکرداریوں میں سے ایک ادنیٰ سی بدکرداری ہے قدیم الایام سے یہ بات علانیہ چلی آرہی ہے کہ سپاہی کو شجاعت و فریب دونوں کے اسلمہ مباح ہیں۔ اگر جھوٹی رپورٹ جنگ سے دشمن فریب کما سکے تو ایسے ایماندار جنرل جو اس کمرے چارہ جونی نہ کریں شاذ ہونگے اور اس میں شک نہیں کہ نپولین نے ایسے جیلوں سے فائدہ اٹھائیں کبھی پس و پیش نہیں کیا جو فن جنگ میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں کہ دشمنوں کے دل ان سے پریشان ہو جائیں۔ سچائی وہ نیکو کاری نہیں لشکر میں جسکی داں گلے۔

ایک پڑنا آزمودہ کار سپاہی جو اس جنگ میں خود موجود تھا کہتا ہے ”اُس دن پل آئرش جہنم کے درمیان نپولین کو ہمارے قد اور سپاہیوں میں پیدل ملا ہوا دیکھنا ایک انوکھا تماشہ تھا۔ نپولین چھوٹے بچہ کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اسٹریا کے جنرل نے حالت غیظ میں کہا کہ اس بے ریشیے لونڈے کی تو خوب ہی گوشمالی ہونا چاہئے تھی۔ ہلنا غضب خدا کا یہ فتنہ جنگ کہاں کا ہے؟ تو اعدا جنگ سے اس کدہ نازاں کو مس تک نہیں۔ سچ دیکھو تو ہمارے پیچھے ہے اور کل ہمارے داہنے ہے اور پرسوں ہمارے سامنے ہے۔ مقررہ اصول جنگ سے ایسے علانیہ انحراف کون رد کر سکتا ہے؟“

جب نپولین سینٹ پٹین میں جلا وطن تھا تو اس کے سامنے لودھی کی جنگ کا تذکرہ کسی نے پڑا جس میں لکھا تھا کہ نپولین نے اُس دن بڑی بہادری دکھائی پل کے پار اول وہ ہی اتر رہے

اور اُسکے بعد لائن تنا۔ اسپر پولین نے بے اختیار کہا۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مجھے پہلا لائن اول تھا۔ میں صرف اُسکے پیچھے تھا۔ اس غلطی کو ابی صحیح کر دو۔ چنانچہ حاشیہ پر وہ غلطی اسی وقت درست کی گئی۔ اس فتح نے فرانسیسی فوج پر ایک عجیب و غریب اثر کیا اور فوج کو اپنے جنرل پر بید ہر وہ ہو گیا۔

جنگ ختم ہو جانے پر تھوڑے سے بڑھے کار آزمودہ فوجیوں نے ملکر باہم ایک کمپنی کی اور اپنے سپہ سالار کو جسکا عین عالم جوانی تھا اور اس لڑائی میں اسقدر بہادری ظاہر کی تھی خوش طبعی سے ترقی دیکر کارپولر اس کے بعد جب پولین میدان میں اُنکے سامنے آیا تو تمام فوج سے تھپی پر جوش نعرے سننے جاتے تھے کہ ہمارا چھوٹا کارپولر عرصہ دراز تک جئے۔ اس کے بعد سے پولین تمام فوج کا محبوب ہو گیا تھا اور پھر تمام عمر حتیٰ کہ وہ کانسل ہوا۔ شاہنشاہ ہوا۔ یہ لڑکپن کا پیارا اور محبوب نام کارپولر *Carporal* فراموش نہوا۔ پولین نے کہا کہ فرانس کے محلوں کو مسطیع کر نیکیے بعد۔ یا انٹائٹ کی لڑائی فتح کر لینے پر بیٹے اپنے کو کوئی افضل شخص تصور نہیں کیا تھا۔ لیکن ہاں تودمی کے پُر خطر راستہ کے بعد میرے دل میں یہ خیال معا گذر کہ محالاً ملکی کے تماشہ گاہ میں میں کامل ایکٹر ہو سکتا ہوں اور اسی وقت بڑی جاہ طلبی کی پہلی چنگاری میسکے سینہ میں پیدا ہوئی۔“

لمبارڈی پر اب پولین کا قبضہ تھا اور شکست خور وہ اسیر ادا لے ٹیر دل میں بہا گئے تھے اور آج دیوک فرڈیننڈ اور اُسکی ڈچز نے اپنے خوبصورت محل کو فاتح کے لئے گریو لیکا کے ساتھ چھوڑا اور فرار ہو کر اپنے بہا گے ہوئے ساتھیوں سے جا ملے۔ جس وقت دیوک اور ڈچز کی گاڑی اور اُنکے ہمراہی دارالامارت کی سڑکوں سے منعموم

لے کارپولر انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ ایک کمپنی کے نایک کو کہتے ہیں۔ معمولی سپاہی کے اوپر یہ پہلا سبب ادنیٰ درجہ فہری ہے۔ پولین باجوہ وکسپ لارٹا لیکن چونکہ نوعمر تھا اسکا کٹر نوعمری میں آدمی پہلے سپاہی ہوتا ہے ہر ترقی پاتا ہے تو اس موقع پر پولین کی عمر ایک لاکر کے بوجہ اسکی بینک شجاعت کے اُسکے چند کار آزمودہ فوجیوں نے محض خوش طبعی سے اُسے کارپولر کے عہدہ پر ترقی دی۔ گویا وہ پہلے ایک معمولی سپاہی تھا یہ بڑی محنت و پیار کی بات ہے۔ ۱۲۔ (ختم)

روانہ ہوئے تو لوگ خاموش دیکھتے رہے اور توپیں یا ہمدردی کا ایک کلمہ ہی منہ سے نہ نکلا
 اور جب وہ رخصت ہو گئے تو جمہوری جوش ایک دم بے روک جھار ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا
 کہ عوام کی ٹوپوں پر سرہ رنگاڑہ جادو کے زور سے یکایک قائم ہو گیا۔ اور بڑے اظہارِ شادی
 سے انبوه کا انبوه فرانسسی جمہوریوں کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہوا۔ ڈیوک کے محل کے دروازہ پر
 ایک تختہ اعلان اس کتبہ سے لگا دیا کہ یہ مکان کرایہ کے واسطے خالی ہے اور اس کی
 کنبیوں کی فرانسیسی کمشنر سے درخواست کرو۔

۱۵ مئی ۱۹۱۷ء کو جنگِ انڈیاٹ کے ٹھیک ایک مہینہ بعد نیپولین ملان میں صبح
 دفیوزی داخل ہوا اور ساکنانِ شہر نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس کا اسطرح استقبال
 کیا جس طرح کہ خلاصی دینے والے کا کیا کرتے ہیں۔ تمام اٹلی کے وطن دوست ملان کو دہائی
 چلے آئے تھے اور انکو قومی امید تھی کہ انکو آزادی دیکر نیپولین اٹلی میں جمہوری سلطنت
 قائم کر دیگا اور انکو فرانس کی رفاقت میں مقبول کر لیگا۔ بہت سی ملیشیا فوج فوراً ترتیب
 دی گئی اور اس کا نام نیشنل گارڈز رکھا اور سرہ رنگے جینڈے کی تعظیم میں درودی بھی تین ہی
 رنگوں یعنی نیلے، سبز، اور سفید کی تیار کی۔ اور فاتح کے لئے ایک محراب فتح بنائی۔ اور
 تمام شہر کے باشندے اس کے استقبال کو شہر سے باہر نکلے۔ اس کے راستہ میں فرش گل
 بنا۔ دیبچوں میں ہزار ہا بیڈیاں اپنے قبسم اور ہلتے ہوئے رومالوں سے اس کا خیر مقدم
 کر رہی تھیں۔ گلہ ستون کا اسپر مینہ برس رہا تھا۔ مختصر آنکھ پر جوش فوجی باجوں کی آوازوں
 لہراتے ہوئے پہریوں، گھنٹوں کی جھنکاروں، سلامی کی توپوں کے دناکوں اور شیشیاں گانے
 کے لغوں کے شور میں نیپولین نے ڈیوک کے محل پر جہاں سے یہ ڈیوک فرار ہو گیا تھا
 قبضہ کیا۔

ملان ^{۱۵} کے باشندوں سے نیپولین نے کہا کہ اگر تمہیں آزادی کی تمنا ہو تو ہسٹریا
 کے ہاتھوں سے اٹلی کو ہمیشہ کے لئے آزاد کر کے اپنے کو مستحق بناؤ۔ موٹوینا کے طامح اور مالدار
 ڈیوک نے جس کی ریاست پارما سے ملی ہوئی تھی صلح کی التجا میں وکلا نیبھی۔ نیپولین نے سحر
 اس شطر پر مملکتِ جنگ دی کہ وہ ۲۰ لاکھ ڈالر میں چیدہ چیدہ تصویریں اور بہت سے

گھوڑے اور سامان رسد نذر پکڑے۔ جبکہ موڈینا کے ڈپوک سے مسلح کی بات چیت ہو رہی تھی تو فرانس
فوج کا داروغہ ہمسائیہ پولین کے پاس آیا اور بولا کہ ڈپوک کا بہائی چار صدقوں میں اتر لاکھ
طلائی ڈالر لئے حاضر ہے اور وہ ڈپوک کی طرف سے آیا ہے اور ملتی ہے کہ یہ رقم آپ
قبول فرمائیں۔ یہ رقم خاص آپ کی ہے۔ اسے آپ بلا وسواس لے لیں اور
ڈپوک کی جانب سے رسمی رقم مطلوبہ میں تخفیف فرما دیجیے گا۔ اور ڈپوک کو اپنا حقیقی
بلخانے سے اس طرح بڑا اطمینان ہو جائیگا۔ پولین نے بے پروائی سے جواب دیا میں
آپ کا شکور ہوا۔ لیکن معاف فرمائیگا میں نہیں چاہتا کہ اس رقم کے عوض میں ڈپوک
مجھے قرض ہو جائے، چنانچہ زر مطلوبہ آیا اور فوج کے صدقوں میں رکھ دیا گیا۔ پولین
نے خود ایک ڈولری لے لیا۔

اب پولین نے پرجوش دلائیو الا اعلان دیا۔ فوج میں تو جسے بلا کا جوش پیدا
کر دیا اور اٹلی والوں کے خیالات کو بڑی زبردست قوت کربائی سے سنش ویدی ”اے ولیرو
کوہ ای نائنٹینمینے تم سیلاب کی طرح اترے۔ تم نے ہر شے کو جسے تمہارے
آگے بڑھنے کو رد کا پست کر دیا ہے۔ پیڈمانٹ آسٹریا کے چنگل سے رہا ہو گیا۔ ملان
Milan تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سارے تبار ڈی Lombardy
پرجہوری پریرا لہرا ہے۔ پارما اور موڈینا Modena کے ڈپوک تمہاری ذہنی
کی بدولت جی رہے ہیں۔ اب اس فوج کو جو بڑے گمنڈ سے تہیں ہمکاتی تھی تمہارے آہل
سے بچے کو مفر نہیں۔ دریاے پو Po ٹیکنو Vicino اور آڈا Adda
نم کو ایک دن بھی نہ روک سکے اٹلی کی یہ پناہیں خیر ناز تھا اور کوہ آپس دونوں برابر سچ
ثابت ہوئے۔ اس دور فتحی سے فرانس میں گر گر عید ہو رہی ہے۔ ریبلیک کے
تمام اضلاع میں تیو ہار مقرر ہوئے ہیں یہ سب تمہاری فتوحات کی یادگار میں ہوا ہے
جہاں تمہارے والدین۔ تمہارے بہائی۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری بیویاں اور تمہارے
اجاب تمہارے کارہائے نمایاں پر شاداں و فعاں میں اور کس فخر سے کہتے ہیں کہ تم
اُن سے علاقہ رکھتے ہو۔ شاہباش بشیر مردو۔ تم نے بہت کچھ کیا لیکن تم کو بہت کچھ کرنا

کیا تم آئینہ الی سلسلہ کے لئے یہ بات کہنے کو چھوڑ جاؤ گے کہ اٹلی کی فوج فتح کرنا تو جانتی تھی لیکن فتح کی وقعت بڑا ناہنجاری تھی۔ اب کیا ہم لمبارڈی ہی میں کیپو پائینگے پڑے چین کرتے رہیں گے؟ نہیں ہم کو تو بڑے بڑے دباوے کرنا ہیں۔ دشمنوں کو نیچا دکھانا ہے۔ فتوحات کے تلخ حاصل کرنا ہیں اور ظلم کے بدلے لینا ہیں۔ او اُن شخصوں کو جنہوں نے قرطبہ میں خانہ جنگی کے جنحوں پر باڑیں رکھی ہیں۔ اور جنہوں نے ہمارے وکھار کو قتل کیا ہے اور ٹولون میں ہمارے جہاز غرق کئے ہیں ذرا الرزہ براندام تو کرویں۔ بدلہ لینے کی گھنٹی بج چکی لیکن ہاں رعایا پریشان نہ ہونے پائے۔ رعایا کے ہم ہر مقام پر دوست ہیں۔ جھگڑا بردوش *Brutus* اور *Scipio* جیسے لوگوں اور بڑے آدمیوں کے جنکو ہم نے اپنا نمونہ بنایا ہے۔ ہماری فتوحات کے یہ نتیجے ہونگے کہ کئی ٹول کو ہم پر سے قائم کرینگے اور سوراؤں کی سنگین موریتیں جسے کئی ٹول *Capitulum* کو زینت تھی ہم از سر نو نصب کرینگے اور رومیوں کو جو صدیوں کی غلامی سے کُند ہو گئے ہیں جگاینگے۔ یزنا بھی آئینہ الی سلسلہ میں یادگار رہیگا۔ یورپ کے بہترین حصہ کی روکا بدلہ لینے کی عزت منہاں نام رہیگی۔ آزاد۔ معزز۔ فرانسیسیوں کے طفیل میں یورپ کو پر شوکت صلح نصیب ہوگی۔ اسوقت تم اپنے وطن کو مراجعت کرو گے۔ اور ہر ہمتارے شہر والے انگلیاں اٹھا اٹھا کر تمہاری طرف اشارہ کرینگے کہ ”اٹلی کی فوج میں یہ تھا۔“

۱۷۔ یہ کیپو آدہ مقام ہے جہاں پہلی بال کی فوج عیش و آرام میں پڑ گئی تھی اور سپہ گری فراموش کر دی تھی اور سلسلہ قبل مسیح سیٹیویومی جہل و شکست فاش کماٹی اور برباد ہوئی۔ پرتوین اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسی سپاہیو تہی بال کا ساحل نہ ہو جائے تم ہوشیار ہو ۱۲۰ مترج ۱۷۔ بروٹس فقیر دم کے قانون میں سے ایک تابعدار آئینے کے ہاتھ میں یہ دیباگیا اور سلسلہ قبل حضرت مسیح کے قتل ہوا ۱۲۰ مترج ۱۷۔ یہ بڑا بدست روی جہل تھا تہی بال کو سلسلہ قبل مسیح کے اسی نے قتل کیا کہ قریب شکست دی تھی تہی بال سے یہ نمبر کا جہل تھا سلسلہ قبل حضرت مسیح میلاد اور سلسلہ قبل مسیح تھا تہی بال اور سیویومی سال میں ۱۲۰ مترج ۱۷۔ شہر دم و اس سلطنت لگا ٹی میں کپیتی ٹول ایک قلعہ رکھا کہ ہوا تین پہاڑی پر واقع تھا کوکرن۔ چرکس نے اسکا نقشہ تیار کیا تھا۔ رولیس نے عبارت آغاز کی تھی۔ اور کوکرن سپہ رس نے اسے ختم کیا تھا اور کانس ہورٹس نے اسکا افتتاح کیا تھا جنہو ت دم سے مار کوکرن خاندان نکالا گیا۔ ہورٹس کی بڑی انگریزی و پچسپ نظم مکالمے نے لکھی ہے ۱۲ مترج ۱۷۔

جنگ کے شور و غل۔ انکار اور خطہ کی حالت میں پولین ایسے ایسے اعلان خراج از نعمت کیساتھ بھیجا کرتا تھا۔ انکی تحریک کے ۲۰ برس بعد پولین نے سینٹ ہلینا میں ان پُر آب و تاب فقر و نکو پڑھکر کا کٹہر بھی حق کہتے تھے کہ مجھے لکھنا نہ آتا تھا بعضوں نے پولین کو کہا ہے کہ جاہل تھا اور الف کے نام بے نہ جانتا تھا۔ برخلاف اسکے پولین ایک عالم جید اور فاضل کامل تھا اُسکے تواتر اور انکی اور کتباً عقلی جید بڑے درجے کے تھے۔ شدید و طویل مطالعہ کتب کی نہایت سمجھ و تربیت سے اُسکے دماغ نے تعلیم پائی تھی۔ سینٹ ہلینا میں ایک دن وہ اپنے کاتب سے بولا کہ کیا تم رسم الاملا کا لحاظ دیا بنی کر کے لکھتے ہو؟ معاملات ملکی میں مبتلا شخص کو اتنی کہاں فرصت ہے کہ سچے کا خیال رکھے۔ یقیناً اُسکے خیالات اُسکے ہاتھ کی روانی سے تیز تر پیدا ہوتے ہیں اور اُسکو صرف اسقدر مہلت ہو سکتی ہے کہ وہ کچھ اشارات قایم کر لے لفظ کو حرف و نمین اور فقر و نکو لفظوں میں اُسکو مختصر کرنا ضروری ہے۔ پھر بعد کو کاتب پڑے اُسکو سمجھنے دیں گے۔ ایسی تیزی تھی جس سے پولین لکھتا تھا۔ اُس کی تحریر میں قدیم مصر کے سے نہایت ہی غیر قابل فہم نشانات وغیرہ ہوا کرتے۔ اور بسا اوقات بعد کو اُسکی تحریر خود اُس سے پڑھی نہ جاتی تھی۔

لمبارڈی کو پوسٹان اٹلی تصور کرنا چاہئے اور یہ خطہ کوہ آلپس سے لیکرا پی نائنس *penines* پہاڑ تک اعلیٰ درجہ کا مروجہ ہے۔ اُسکے انگریزستان باغات۔ اناج کے ہرے ہرے کیمیت۔ بیڑ۔ بکری۔ اور مویشی کے گلوں نے اُسے دنیا کے نہایت ہی دلکش خطوں میں سے ایک نقطہ بنا رکھا ہے۔ اُسکے دار السلطنت ملان میں جو دولت اور سامان عیش و عشرت سے مالا مال تھا ایک لاکھ بیس ہزار باشندے تھے۔ یہاں پولین نے اپنی فوج کو عظیم النبط محنتوں اور ماندگیوں کے بعد چہ دن آرام کرنیکی اجازت دی۔ خود پولین کا باشندگان شہر نے بڑی مسرت اور بڑے جوش سے استقبال کیا۔ یہ نوجوان سوراٹلی کارہائی دینے والا خیال کیا گیا تھا جو تو اسے فوق الف سے اعلیٰ میں قدیم رومی عظمت اور نیکو کاری کا عہد قایم کرنے آیا تھا اُسکی پُر آب و تاب لفظیں نمایاں کارگزاریاں اُسکے اسقدر پاکیزہ اور بیدار اعلیٰ اخلاق۔ اُسکے دہان پان پان

کا حسن و نزاکت چٹکی بجاتے میں معاملات کا فیصل کرنا اُس کا عزم خسروانہ اور قدیم زمانہ کے سپینے کے اُسکے خیالات جو مختصر اور پر مغز عبارت میں ادا کئے جاتے تھے اور جو ہر شخص کے درد زبان ہو رہے تھے۔ ان سب نے ملکر ایک جادو پھیلا دیا تھا۔ اٹلی کے تمام حصوں سے نوجوان اور پر جوش آدمیوں کے غول کے غول لہار ڈوسی کے دار السلطنت کو چلے آ رہے تھے۔ اٹلی کی بولی نپولین کی زبان مادی تھی اور اُسکی اصل اور اُسکا نام دونوں اٹلی کے تھے اور باشندگان اٹلی اسکو اپنا ہموطن خیال کرتے تھے۔ پاکیزگی اخلاق میں وہ کیونٹو تھا۔ حفاظت ملک میں وہ سپیو تھا۔ اور حملہ آوری میں وہ ہینی بال تھا۔ لیڈیاں مخصوص طور سے اُسکی خوشامد میں لگی ہوئی تھیں۔

لیکن نپولین جیسو رہتا کہ اپنی فوج کی پرورش مصنوع کی تعلیمیت سے کرے۔ فرانسیسی رپبلک کے خالی خزانہ سے اُسکو ایک کوڑی مل سکتی تھی۔ آسنے کہا ہو کہ رعایا کی دولت کو لوٹنا اور پر اُسکو یہ یقین بھی دلادینا کہ ہم اُنکے دوست اور محسن میں بڑا دشوار کام ہے۔ تاہم نپولین یہ دونوں باتیں کر نہیں کا میاب ہوا روپیہ ہی لیا اور رعایا کو راضی ہی رکھا۔ یہ ناچار ہی بسیار اُسے ملان کے باشندوں کو چالیں لاکھ ڈولرا کر نیکا حکم دیا اور امیر اسپو کے تصور خانہ سے بیس چیدہ چیدہ تصویریں نشان فتح کے طور پر رکھ بیجئے و منتخب کیں۔ یہ روپیہ نپولین نے بڑے افسوس کے ساتھ وصول کیا وہ جانتا تھا کہ لوگوں کی سرگرمی میں جس سے وہ رپبلک کے جھنڈے کے گرد جمع ہو رہے تھے کمی ہو جائیگی۔ لیکن اس روپیہ کے لئے بغیر نپولین کے مقاصد کا خون ہوا جانا تھا شکست اور قطعی بربادی سے بچنے کا یہی ایک علاج تھا۔ ملان کے وطن دوستوں نے بھی خیال کیا کہ انہیں کی گورنمنٹ کو اُس جنگ کا صرفہ دینا جو اُنہوں نے خود چھپری تھی کوئی نا انصافی کی بات نہیں تھی۔ اور چونکہ یورپ کی مالدار اور طاقتور سلطنتوں کے ساتھ فرانس پر اُسکی کمزوری اور مفلسی کی حالت میں حملہ کر نیکو لمبا ڈوسی نے شرکت کی تھی تو نپولین اپنی فوج کو غذا اور پوشاک انہیں دشمنوں کے مال سے دینے میں جبکو اُس نے پس پا کیا تھا بالکل حق بجانب تھا۔ روپیہ ادا ہو گیا اور فتح رعایا میں اس طرح محبوب کا محبوب بنا رہا۔

اب اُس کی فوج کے گوشت - شرب اور روٹی کی کثرت سے پوراہہ تھے لیکن بن
 پر فوج کے ابھی وہ ہی چھترے تھے جنہیں پہنے ہوئے وہ کوہ الپس سے اتر رہی تھی۔
 اس زر سے جو اب پنولین کے ہاتھ میں تھا اُس نے فوج کی اچھی طرح دریاں بنوئیں
 اور فوج کے صندوق زر نقد سے ہر لئے اسپتال اور سلحیہ قائم کئے اور بڑے فوجی
 دس لاکھ ڈالر پیرس میں ڈاکٹر کوکوسطرح ایک غیر حاضر باپ اپنے بال بچو کو بھیجا کرتا ہے
 بھیجے اور دو لاکھ پچاس ہزار ڈالر مورپو *moreau* کو جو مفلس فوج کے ساتھ
 دریائے رین *Rein* پر آسٹریا سے مقابلہ کر رہا تھا ارسال کئے اور میلان میں اسے
 کافی اور مستعد مینوئل گورنمنٹ مقرر کی اور لمبارڈی کے تمام حصوں میں فوجِ ملیشیا کی
 ترتیب اور اسکے فوجی قواعد کی پابندی کا فوراً انتظام کیا۔

یہ جملہ کام پنولین نے پانچ دن میں کر دیے اور یہ پانچ دن اُس دماغی اور جسمانی محنت
 کے بعد اگلے پانچ دن تھے جو کسی آدمی سے اسکے قبل برداشت نہیں ہوئی تھی۔ اگر
 پنولین مخصوص ساخت مزاج کا شخص نہ ہوتا جس کی وجہ سے اسکو اپنے دماغ پر پورا قابو
 ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ان مشاقہ محنتوں کے کام ہو سکتے۔

پنولین کا قول تھا کہ میز کی درازوں کی طرح میرے دماغ میں بھی مختلف معاملات
 ترتیب دئے ہوئے ہیں اور جب میں چاہتا ہوں کہ ایک سلسلہ خیالات کو روک دوں
 بس وہی سی دراز بند کر دیتا ہوں جس میں وہ مصغون تھا اور دوسری کھول دیتا ہوں جس
 میں دوسرا مصغون ہوتا ہے۔ یہ خیالات ایک دوسرے سے آمیز ہوتے ہیں نہ عجیبو گرائے
 ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دماغ کی مصروفیت نے جو بے اختیار پہلے سے ہو مجھے سونے
 نہ دیا ہو اگر آرام کر نیکو میراجی چاہتا ہے میں سب درازیں بند کر دیتا ہوں اور سو رہتا ہوں
 اور جب کبھی آرام کی حاجت ہوئی ہے میں سو گیا ہوں اور ہمیشہ اپنی مرضی کے موافق۔“

پنولین کی بابت معلوم ہوا ہے کہ قطعی جنگ کی تیاریوں میں کئی کئی رات دن متواتر
 جاگنے کے بعد میدانِ جنگ کے ٹنڈ پکار اور خطرات میں درحالیکہ غینم کے گولے اس
 بلندی پر چہرہ پنولین ہوتا تھا سن سن جاتے ہوتے تھے وہ بار بار سو سو جاتا تھا۔ اسکا قول تھا

”گفرت کے بھی حقوق ہیں اور اگر اُسکے حقوق سوائے دغا دینا چاہو تو ممکن نہیں کہ سنا انہو“
اور جب ایک چسپی کے بعد میں جاگتا ہوں تو بڑے استقلال سے جنگ کی رپورٹوں کو جو میرے
سامنے پیش ہوتی ہیں سنتا ہوں۔“

ملان *Mallem* میں نیولین ایک دن اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ہی تھا کہ ایک سوار
اُسکے پاس آیا اور چند ضروری تجویزیں لایا۔ نیولین نے گھوڑے پر سوار اُنکو پڑھا اور زبانی جواب
دیکر سوار سے کہا کہ حتی الامکان پہرتی سے انہیں واپس لیجائے۔
سوار نے کہا کہ میرے پاس گھوڑا نہیں ہے اور وہ گھوڑا جس پر میں آیا تھا شدت تک
سے آپ کے پناہ گاہ کے قریب گر کر مر گیا ہے۔“

نیولین فوراً اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور کہنے لگا ”تو اچھا لو یہ میرا گھوڑا لیجاؤ“
سوار نے اس سپر زیا پر جو سپہ سالار کا تاج پڑھنے سے کچھ تامل کیا۔
نیولین نے کہا کہ تم اسے حد سے زیادہ شاندار اور آراستہ تصور کرتے ہو لیکن
اے رفیق کچھ پروا نہیں۔ فرانسیسی سپاہی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شے نہیں ہے۔“
ایسے ایسے واقعات جو آئے دن پیش آتے رہتے تھے لشکر میں شام گھوڑے
آب و تاب سے بیان ہوتے تھے اور اس نوجوان جنرل کی ہر بغیر مزی مجتہد پرستش کے
روزانہ فحش ہوتی چلی جاتی تھی۔

انہیں فکروں پریشانیوں اور خطرناک جنگ کی حالتوں میں نیولین کی بلند ذہنی اور
ادراک کے متعلق چال چلن کی مثال ملتی ہے۔ یہ مثال ایک خط سے جو اُس نے مشہور معرکہ
ریاضی وال اور یانی *Oranien* کو لکھا ہے معلوم ہوتی ہے۔ نیولین لکھتا ہے کہ
اٹلی میں علما کی ابتک وہ قدر نہولی جسکے وہ مستحق تھے۔ اپنے کتب خانوں میں وہ گزشتہ
رہے اور اُنکو پرلے سرے کی مسرت ہوتی رہی اگر بادشاہوں اور تیسوں کے نظم سے
وہ بچے رہے۔ لیکن مذہبی باز پرس اور خود مرطاف تو لکا خاتمہ ہو گیا۔ اٹلی میں خیالات کو آزادی
ہے۔ میں علما اور دیگر فسادوں کے ماہرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ باہم مشورہ
کریش در اپنے خیالات میرے سامنے پیش کریں کہ علوم و فنون عقلی کے تازہ کرنے اور

اُن میں جان ڈالنے کی کیا تجویز ہے۔ حملہ عمل اور ارباب فن و کمال جو فرانس میں تشریف لائینگے گورنمنٹ اُنکی پوری توفیر کریگی۔ فرانس کو اپنی قلمرو میں ایک دو ہفتہ شہر کے اعضاء کر نیسے اتنا فخر نہوگا۔ جتنا کہ ایک عمدہ ریاضی داں یا نامور مصور۔ یا کسی صبیغہ علم و فن کے ماہر شخص کو اپنے شہر لو کی فہرست میں داخل کر نیسے فخر ہوگا۔“

اس طرح لمبارڈی میں انتظام گورنمنٹ کر کے اور امن خلائی کے لئے فوج لقیات کر کے نپولین نے آسٹریا کی فوج کی طرف پر عنان توجہ معطف کی۔ لیکن اسی اثنا میں نپولین کے حیرت انگیز اثر اور اُنکی نینکامی سے جو اٹلی میں اُسے حاصل ہوئی تھی پیرس میں ڈائرکٹر و گورنمنٹ پریشانی ہو رہی تھی۔ نپولین نے ایک ماہ کی مختصر مدت میں تمام یورپ کو اپنی شہرت سے بہرہ یابا۔ ڈائرکٹروں نے اُسکی ترقی کو رد کیا چاہا۔ پس اُنہوں نے ایک پُرانے کارآمد و مودہ جنرل کلرمن کو نپولین کا سا جی سپہ سالار مقرر کیا کہ فوج کے ایک حصہ سے وہ آسٹریا والوں کا پیچھا کرے اور خود نپولین فوج کے دوسرے حصہ سے پوپ کی ریاستوں پر یورش لیجائے۔ اس تقسیم سے فوج کی بربادی میں کوئی شک نہ تھا۔ پس نپولین نے باب ڈائرکٹر کی کو فوراً اپنا استعفا بھیج دیا اور لکھا کہ بڑا اچھے خبر لون سے ایک بُرا بہلا ہوا کرتا ہے جنگ کا بھی گورنمنٹ ہی کی مثل حال ہے کہ سلیقہ شعاری سے طے ہوتی ہے۔“

نپولین کے اس دو ٹوک چال چلن سے ڈائرکٹر فوراً آشتی کی راہ پر آ گئے۔ نپولین اتنا قوی ہو چکا تھا کہ اب بہلا کسی کے ہٹائے کیا ہٹ سکتا تھا اور پس غیر منقسم سپہ سالاری اُسکے نام بحال کر دی گئی۔

اس وقت ڈائرکٹری کو اُسنے ایک چٹنی لکھی ہے اور یہ سرعت جہاں کی مثل بالضرور لکھی گئی ہوگی۔ وہ بڑے زور و زبیاں اور قوی براہین کے ساتھ لکھتا ہے ”افواج اٹلی کو دو حصوں میں تقسیم کرنا حد درجہ کی ناعاقبت اندیشی ہے اور ہر دو مختلف خبر لون کا سپر سپہ سالار مقرر کرنا بہت بڑی سودنڈیر ہے۔ پوپ کی ریاستوں پر یورش کرنا نہایت ہی چوٹا کام ہے اور یہ یورش فوج کے دستوں سے جو اسطرح آگے پیچھے ہوں کہ ہر گوم کہ ہر وقت آسٹریا کی فوج کا مقابلہ کر سکیں عمل میں لائی جاسکتی ہے اور اس یورش کو بکامیابی عمل میں لانے کے لئے

حد درجہ لازمی ہے کہ سپہ سالار ایک ہی ہو یعنی اب تک بلا کسی دوسرے کے مشورہ کے
 جنگ کی کارروائیاں جاری رکھی ہیں اور اگر میں اپنی رائے دوسرے شخص کے مشورہ
 سے موافق کرنے پر مجبور ہوتا تو یہ نتیجے جو ظہور میں آئے ہیں ہرگز نہ ہوتے۔ اگر صاحب
 ڈاکٹر پریشانیوں پر پریشانیوں میں میرے سر کیا چاہتے ہیں اور اگر مجھے اپنی کارروائی میں
 ارکان گورنمنٹ سے مشورہ لینا پڑا۔ اور اگر انکو میری حرکات افواج میں دخل دینے کا
 اسطرح مجاز ہو کہ اپنے اختیار سے جہاں چاہیں فوج کو بھیجیں تو کامیابی کی طرف سے
 ہاتھ دھو کر کھینچا جائے۔ اگر فوج کو تقسیم کر کے آپ اپنے ذریعہ کو کمزور کر دینگے اور اگر
 آپ اُٹلی میں خیالات فوجی کے اتحاد کو پریشان کرینگے تو میں بڑے امنوس کیساتھ
 گزارش کرتا ہوں کہ اس خوبصورت جزیرہ ہما کو قانون دینے کا سب سے اچھا موقع
 جیسا کہ پیشتر ہاتھ نہیں آیا ہے آپ اپنے ہاتھ سے کمودینگے۔ رپبلک کے حالات
 موجودہ پر نظر کرنے سے لازمی ہے کہ اسکا جنرل ایسا ہو کہ آپ کو اس پر پورا ہر دوسرے
 ہو۔ اگر میں اس ہر دوسرے کے قابل نہیں ہوں تو مجھے کوئی شکایت نہیں۔ ہر شخص کا طرز
 جنگ جدا ہوا کرتا ہے۔ کلرین کو بہتر تجربہ ہے اور ممکن ہے کہ مجھے بہتر کام کرے۔ اگر ہم
 دونوں ملکر کام کرینگے تو سوائے بگاڑ کے اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ اس بارہ میں آپ کا تصفیہ
 شاہنشاہ اسٹریٹ کے اپنے جنرل بیولو کو پندرہ ہزار فوج کی کمک بھیجنے سے زیادہ اہم ہے
 ۲۲۔ مئی ۱۹۴۷ء کو نپولین نے اسٹریٹ کی فوج کے تعاقب میں ملان سے کوچ کیا۔
 بیولو فرار ہو کر تیرول کے پہاڑوں میں چلا گیا تا اور نامٹوا کے عسیر الفتح قلعہ میں تعاقب
 کر نپولین کو روکنے کے لئے پندرہ ہزار فوج چھوڑا گیا تا وہ جانتا تھا کہ نپولین ایسے مضبوط
 قلعہ کو غنیمت کے ہاتھ میں اپنے پیچھے چھوڑ کر اسکا کہی تعاقب کر لگا۔ اسٹریٹ کا بادشاہ زبردست
 زبردست فوجیں فراہم کر رہا تھا اور شکست خوردہ بیولو کو توقع تھی کہ بہت جلد کثیر التعداد
 فوج کے ساتھ وہ واپس آئیگا اور دشمن کو زیر کر لیگا۔ نپولین۔ ملان سے ایک منزل نیگیا
 کہ سخت بلوہ برپا ہو گیا۔ پوپ کی تحریک سے فسیسیون نے دہقانوں کو جنیرا نکا بڑا دباؤ تھا
 اُبھار دیا کہ بلوہ کر کے فرانسیسیوں کا استقبال کر دیں اور انہوں نے مذہبی جوش سے

جو پوپ کے مذہب کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے وہ قانون کے جوش شجاعت کو تحریک دینے میں چارہ جوئی کی۔ ان گنوار و نکو متیسوں نے یقین یاد دلایا کہ آسٹریا کی ٹڈی دل فوجیں حملہ آور و نکو پال کر نیکے لئے پہاڑوں سے اتر رہی ہیں اور ان کے ساتھ اٹلی بھی مسلح ہو رہی ہے اور انگلستان کے زبردست جہازوں کے بیڑے سارے مینا کے ساحل پر اپنی خارجہ از شہر فوجیں اتار رہے ہیں اور خداوند تعالیٰ مع اپنے جملہ ملائک کے آسمانوں کے جہڑوں سے تہاری داد و شجاعت دینے کو جہانک رہا ہے جو تم سچے مذہب کے دشمنوں سے ملک کو پاک کرنے میں وکملاد گئے اور پنولین کی بربادی یقینی ہے۔ یہ جوش شعلہ آتش کے مانند مرزے سے مرزے میں پھیل گیا۔ رپبلک کے طرفدار زیادہ تر شہروں میں تھے اور گنوار جنکو مذہب سے الفت تھی امراء کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اب ہر گاؤں میں اعلانی گھنٹہ بجنے لگا۔ اور ایک دن میں تیس ہزار دہقانی جنکو ہنر لہ جنوں کے جوش دلایا گیا تھا مسلح ہو گئے اور خوف سر پر آ پونچا۔

پنولین نے جان لیا کہ ایک لمحہ دیر نہ ہونا چاہئے۔ اُس نے اپنے ہمراہ بارہ سو سپاہی اور چھ توپیں لیں اور اٹلے پاؤں پرا اور جلد آٹھ سو بلوئیوں سے مٹ بیڑہ جوئی جنوں نے ایک چھوٹے سے گلوں بنا سکمو *Banasco* نامی میں مورچہ بندی کی تھی۔ کچھ کہنے سنتے کی تو حاجت تھی ہی نہیں۔ ذکوئی آؤ تاؤ دیکھا گیا۔ فریاد رحم و امان کی طرف سے کانوں میں روئی دے لی گئی اور کار آرمو وہ سپاہی اپنے کام میں طاق۔ تلواریں اور سنگینیں لے لیکر غیر جنگجو اٹلی کے دہقانوں پر چاڑھے اور چند لمحے میں سب کو کاٹ کر بچھا دیا۔ عورتیں اور بچے جدھر منہ اٹھ گیا ہلکے اور اس قتل عام کی خبریں اپنے ہمراہ لے گئے۔ گاؤں میں لوکاں لگا دیا گیا اور قرباں گاہ انتقام کے گئے دھوئیں کے بادل نے جو صاف ساکت آسمان تک چڑھ گیا تھا دور دور اٹلی کے میدانوں میں علان کر دیا کہ فاتح کے عیض کو عائد حال کرنا کیسی خوفناک بات ہے۔

پنولین اور اُسکے سپاہی جن کی خون سے ابھی تلواریں چھو رہی تھیں یہاں ڈیڑھے بلکہ گولہ کی طرح جھپٹ کر پھوٹا کے پہاٹک پر پونچے۔ بلوئیوں کا صدر مقام ہی شہر تھا اور وہیں

میں ہزار آدمی رہتے تھے۔ یہاں نپولین تین سو سپاہی چھوڑ گیا تھا۔ آٹھ ہزار پورے بلوای شہر میں گس آئے تھے اور شاہی طرفداروں سے قوت پا کر انہوں نے مقابلہ کا پورا سامان کر لیا تھا۔ نپولین نے میلان کے بڑے قیس کو صلح کا جھنڈا دیکر یہ کہلا بھیجا کہ جو شخص ہتیار ڈال دے گا امان پائیگا۔

اُسے نہ کہ بنا سکو *Donna* کی مثال سے تہذیب حاصل کرو اور اس شہر کا بھی اگر اس نے بغاوت کی وہی حال ہو گا جو بنا سکو کا ہوا۔
بلوایوں نے بڑی ہیکڑی سے جواب دیا کہ جب تک سپاہی کی شہرناہیں سلامت ہیں ہم اطاعت نہ کریں گے۔

اسکا جواب معاً نپولین کے تو پچانہ کی گرج سے دیا گیا۔ فصیلوں پر اس کے گرا ب نے جہڑاٹے اور اڈے اور اس کے سپاہیوں نے تہروں سے پٹاٹ پٹاٹ پاش پاش کر دیا۔ پہلے کی طرح سپاہی شہر میں گس پڑے اور مکانوں کی چیتوں اور درجوں سے بلوای بھی خوب جی کہو لکر پڑے اور فرانسیسیوں پر مملک گولی گرا ب کی خوب بو چھڑائی لیکن نپولین کے قواعد داں سپاہیوں کے سامنے بلوایوں کی کچھ پیش نہ چلی اور ہزیمت نصیب ہوئی۔ پرتو بہ نصیب و ہفتانوں کا میدان میں تعاقب کیا گیا اور میر جمی سے قتل کئے گئے۔ شہر کے مجسٹریٹ گولی سے مار دیئے گئے اور شہر کے لوٹ لینے کا حکم دیدیا گیا۔

نپولین کہتا ہے کہ ”شہر ہونک دینے کا حکم میرے مٹھ سے نکلا ہی چاہتا تھا کہ وہ تین سو سپاہی جو میں شہر میں چھوڑ گیا تھا خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اپنے رہائی دینے والوں سے ملنے کو جلدی سے آئے یہ سپاہی نام بنام لپکارے گئے اور سب حاضر نکلے اگر ایک فرانسیسی کا بھی خون ہوا ہوتا تو میرا ارادہ تھا کہ پیو یا گو خاک سیاہ کر کے اُس پر ایک ستون تعمیر کروں اور اُس پر یہ عبارت کندہ کروں ”شہر پیو یا مہاں“
پرنپولین ان سپاہیوں پر اسوجہ سے کہ وہ بلوایوں کے ہاتھ میں کیوں اسیر ہوئے سخت ناراض ہوا اور بولا ”اے نامردو۔ میں تمہارے سپردہ وہ مقام کر گیا تھا جو میری فوج کی حفاظت کے لئے حدود پر ضروری تھا اور تم نے عام ذلیل معدودے چند

گنواروں کے اسکو حوالہ کر دیا اور ذرا ہی مقابلہ کیا، پر ان سپاہیوں کے کہنا کہ کو اُسے جنگی کونسل کے حوالہ کر دیا اور وہ گولی سے مار دیا گیا۔

اس سخت مثال سے تمام لبارڈی میں بلوائیوں کی مینا مگئی۔ جنگ کے نہ ٹلنے والے ایسے ایسے خطرات ہوتے ہیں۔ نپولین کوئی ظلم پسند آدمی نہ تھا۔ لیکن ایسے خطرناک کاموں میں وہ انہیں ہولوں پر عمل کر رہا تھا جن پر طبیب کیا کرتے ہیں یعنی نہ جھجکنے والے ہاتھ سے تباہی انسانی کے موافق جان بچانے کو وہ رگس اور پٹے کاٹ ڈالتے ہیں۔

نپولین کی فوج کی عافیت کے لئے ایسے ہی خوریز انتقام کی حاجت تھی اُسے آسٹریا کی فوج کا یٹروں کے پاٹوں میں دوڑ تک تعاقب کرنا تھا اور اُس کی کامیابی کے لئے حدود درجہ ضروری تھا کہ ایک سخت مثال سے اُن لوگوں کے جنگو اُسے پیچھے چھوڑا تاکہ ان کو لدے کہ بغاوت کرنے پر بغیر سزا کے وہ بچ نہیں سکتے ہیں۔ ضرورتاً جنگ خوریزی

اور ظلم کا طریقہ ہے۔ نپولین جو انڈسپاہی تھا۔ ڈیوک آف ویلنگٹن کا قول ہے کہ نرم دل اور رقیب القلب آدمی کو پیشہ سپہگری سے مخلوط ہونیکا استحقاق نہیں ہے نپولین نے کہا ہے کہ صرف پیو یا ایک ایسا مقام تھا جسکو لوٹ لینے کا بیٹے تمام عمر میں حکم دیا ہے۔ مرنے وعدہ کر لیا تاکہ سپاہی اسکو آٹھ پر لوٹیں لیکن پھر بعد ہی یہ جو ر و تقدی مجھے نہ دیکھے گئے اور مینے لوٹ متوقف ہونیکا فوراً حکم دیدیا۔ غارتگری سے حکمت عملی اور اخلاق دونوں کیساں مغاں ہیں اور اس سے بڑھ کر فوج میں پوری بد نظمی پیدا کرنے اور اسکو قطعی سستیاناں کر دینے والی کوئی اور چیز نہیں ہے۔“

اس حیرت انگیز آدمی کا ایک اور مثال سے انوکھا چال چلن ثابت ہوتا ہے۔ یعنی منظر تو ایسے خوفناک اور رورادی کی وہ حالت لیکن پھر ہی ایک مدرسہ کے معائنہ کرنے کا وقت اُسے نکال لیا اور اسطرف اُسکا میلان خاطر ہوا۔ تمام سپو یا میں تو لے دے ہوئی تھی لیکن نپولین معہ اپنے فوجی ہمراہیوں کے مدرسہ اعظم میں گیا اور بری تیزی سے درجہ بدرجہ پرنے لگا اور اس صفائی سے سوال پوچھنا شروع کئے کہ جواب دینے کو سانس لینے کی ہی مہلت نہ تھی۔ ایک کمرہ میں پہنچ کر اُسے پوچھا کہ یہ کون دفعہ ہے۔ جواب ملا کہ ایسا

کی ہنولین نے جس کی نگاہ میں عقلی فلسفی کے غیر یقینی نتائج کی وقعت نہ تھی ایک چٹکی ناس نہ گھمکے جواب دیا۔ ہشت ! اور ہر ایک طالب علم کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ موت اور خواب میں کیا فرق ہے؟ اس گہرے ہوئے طالب علم نے اداو کے لئے پروفیسر کی طرف دیکھا۔ پروفیسر نے موت پر ایک عالمانہ بحث شروع کی اور اس کے فکرے ہنوز اس کے منہ ہی میں تھے کہ یہ کج خلق ممتحن اسے چوڑے دوسرے درجے میں جا کر اہوا اور پوچھائیہ کا سنے کی دفعہ سے؟ جواب طاریا صنی کی "یہ ہنولین کا محبوب علم تھا اور سرت سے اس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اور ایک لڑکے سے ایک کتاب لیکر اسے لب جبب ورق الٹ ایک شکل سا سوال بول دیا۔ اتفاق کہ ہنولین نے جس لڑکے کو سوال دیا وہ بڑا ہی تیز لڑکا تھا اور اسے ہٹ سوال نکال کر کہہ دیا۔ ہنولین نے عمل پر ایک نگاہ ڈالی اور کتا غلط لڑکے نے اصرار کیا کہ نہیں۔ صحیح ہے۔ پس ہنولین نے سیٹ لی اور خود سوال نکالنے کو بیٹھ گیا اور اپنی غلطی معلوم کر کے جھنب کر بولا۔ ہاں صحیح ہے" اور پھر دوسرے درجے میں گیا۔ یہاں قوت کہانی کے دریافت کرنے والے مشہور دونوں سے ملاقات ہوئی ایسے نامور عالم کو دیکھ کر ہنولین کو بڑی سرت ہوئی اور وہ لڑکے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دئے اور درخواست کی کہ اپنا درجہ جمع کرے۔ یونیورسٹی (مدیر اعظم) کے پریسیڈنٹ نے بڑے مداحی کے کلمات میں کہا کہ جلال اعظم نے اس یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی اور خدا کرے ہنولین اعظم اس کے جاوہ جلال کی تکمیل کرے۔

شعلے آتش اور خوریزی سے اس بلوہ کو فرو کر کے حبس کو فرو کرنا اس صورت میں ممکن تھا ہنولین بڑے غر سے واپس گیا کہ اپنی چھوٹی طبی جمعیت سے سلطنت استرہا کی مجموعی طاقت کا مقابلہ کرے جو اس کی پامالی کو اب بڑے زور شور سے اٹھاتی تھی و فیس کی ریاست میں تیس لاکھ آدمی رہتے تھے اور اس کے بڑے بڑے بھائی بھائی لکھاں ~~مختار~~ محترم حکومت تھی اور پچاس ہزار فوج کی طاقت تھی۔ اگرچہ دس دس لے فرانس سے محاصرت رکھتے تھے تاہم انہوں نے جنگجو فریقین سے صلہ کی رکھی۔ یہ لوگ انہیں کے ملک میں سے ہٹا کر گیا تھا۔ اور باغیوں میں فوج چھوڑ گیا تھا اور ہنولین نے اس کا تعاقب کیا تھا۔

وینس کے عرض حال پر پولین نے جواب دیا کہ ”یا تو وینس نے آسٹریا کی فوج کو
 پناہ دی اور ایسی حالت میں وہ فرانس کی دشمن ہے اور یا وینس اس قابل نہ تھی کہ اسی
 یورپ کو اپنے ملک میں روک سکتی اور پس اتنی کمزور ہے کہ حقوق عظیم کی مستحق نہیں ہے۔
 اسپر وینس کی گورنمنٹ کو بڑی پریشانی ہوئی کہ اب کیا کرنا چاہئے ایذا فرانس سے دوسری
 کر لینا چاہئے یا آسٹریا سے آخر کار یہی نتیجہ نکالنا کہ در صورت امکان دونوں سے کنار کش
 رہنا چاہئے۔ لہذا وینس نے بطور رشوت کے پولین کو ۱۲ لاکھ ڈالر بھیجے تاکہ اُنکی دوستی
 حاصل ہو۔ یہ رقم پولین نے قطعی ذلی اور صاف انکار کر دیا۔ پولین کے بعض حباب
 نے کہا کہ یہ رقم قبول کر لینا مناسب ہے۔ پولین نے انکو جواب دیا کہ اگر یہ بات میرا
 دار و نفع بہرسانی سن پائیگا تو نہ معلوم وہ کہا تک زیادتی کر لیگا وینس کے دکلا
 پولین کی ذکاوت پر رنگ ہو کر واپس گئے۔ انکو توقع تھی کہ وہ ایک ترس جھکوسپلا
 وکیں گے لیکن یہ دیکھنے سے انہیں بڑی حیرت ہوئی کہ پولین بڑا عظیم خیال نصیح الین
 واقف کار اور قطعی فیصلہ کر نیا لادہ رہتا۔ یہ دکلا بڑے معزز تھے اور اُنکی عادت پڑی
 ہوئی تھی کہ سب انکا پاس ادب اور عزت کیا کرتے تھے لیکن پولین کے یرغب اور
 حاکمانہ قواس سے انہر یرغب چھا گیا تھا۔ ان دکلا نے سینٹ *Emate* کو کہا
 کہ ”یو لکھا آدمی ایک دن اپنے ملک پر بڑا دباؤ ڈالے گا۔“

نہ تو پتہ تین سے بڑکے دولت کسی شخص کے اختیار میں ہوئی اور نہ اُس سے بڑکے کسی
 نے اُسکو اپنے صحن میں لانے سے پس و پیش ہی کیا۔ دو برس تک تو اُس نے اپنی فوج
 کو اٹلی میں رکھا اور گورنمنٹ سے کچھ امداد نہ لی اور پھر تین لاکھ ڈالر اُس نے اُسے دے دیے
 یہیچے کہ اُسکو پریشانیوں سے نجات ہو۔ اپنے لئے لاکھوں ڈالر جمع کر لینے میں اُسے
 خدا ہی وقت نہوئی اور اُسکے دوست اسبارہ میں اُس سے اصرار بھی کرتے تھے اور
 یقین دلاتے تھے کہ ڈاکٹر کو اُسکے نام و نمود سے حسد ہوگا اور بجائے صلہ دینے کو
 وہ اُسکو ہمال کرینگے لیکن ایسی باتوں کی طرف سے اُس نے کان بند کر لئے تھے اور
 اپنی اس سب سے زیادہ کامیاب مہم سے جب وہ وطن کو لوٹا ہے تو اتنا امیر نہ لوٹا

جتنا کہ لوٹنا چاہئے تھا۔

فرانس کی فوج کو اُسے پوشاک دی۔ رپبلک کے خالی خزانے بہرے اور پیرس کے عجائب خانہ کو تصویروں اور سورتوں سے بھر کر دیا۔ لیکن یہ سب فرانس ہی کی واسطے تھا اُسے اپنے پاس نہ ڈولہ ہی رکھے نہ تصویریں رکھیں۔ بعد کو اُسے کتا شخص کے خیالات جدا جدا ہوتے ہیں مجھے تو بنیاد ڈالنے میں مزہ آتا ہے اپنے پاس رکھنے میں مزہ نہیں آتا۔ فرانس لوں اور نیز غیر ملکی نگاہ میں سہیلن اور کوٹوری سے میرے مال و دولت۔ شان و شکوہ اور نام آوری کی جہت سے دھوم ہے میرے اور کسی مال سے میری شہرت نہیں ہے۔ بیچ تولیوں ہے کہ یہ حوصلہ بڑا بلند اور بڑا فیاض حوصلہ تھا۔

نپولین نے آسٹریا کو لنگو جلد جالیا اور اُسے دریائے سن سیو کے کنارہ پر فوج کے ایک بڑے حصہ کو جو اُسکے روکنے کو تیار تھی مورچہ بند پایا۔ باوجودیکہ آسٹریا دالے قریب پندرہ ہزار کے تھے اور اُنہوں نے نپولین کو روکنے کی عرض سے جزوی بل کو توڑ بیٹا لانا تھا تاہم وہ نپولین کے بڑے کو ایک گنٹہ بھی روک نہ سکے اُس دن نپولین بہت بیمار تھا اور سر میں شدت سے درد تھا۔ دریا عبور کرنے کے بعد فراریوں کے نقاب کا پورا انتظام کر کے وہ ایک پرانے قلعہ میں حمام کرنے گیا کہ شاید مرض کو کچھ فائدہ ہو۔ چونکہ آسٹریا کی فوج کے نقاب میں اُسکی سپاہ مشتر تھی اُسکے ہمراہ ایک قلیل جماعت تھی۔ نپولین نے گرم پانی میں قدم رکھا ہی تھا کہ اُسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز جیسے ہی کہ آسٹریا کے سوار صحن میں داخل ہوئے سنی اور اتنے میں درد ازے سے سنتری نے بھی آواز دی کہ آسٹریا کے سوار آپہنچے۔ ہوشیار ہو جانا۔ نپولین نے فوراً حمام سے نکل ایک بونٹ تو جلدی سے پاؤں میں چڑھایا اور دوسرا ہاتھ میں لئے بانے کے پھوپھری گھڑی سے کوہا پنا راستہ لیا اور سینا کی فوج میں جو کمانا پکانے میں مصروف تھی جا ملا۔ فرانسیزیوں نے اپنے جنرل کو اس حالت میں لیکر تو ہانڈی تو چھوڑ دیا اور آسٹریا کے سوار و پزیر چھپے اور وہ اب اپنی باری میں فرار ہو کر جان سلامت لے گئے۔ اس فانی خطرہ کے بعد نپولین نے باؤمی گاڑ کر کیا جس میں پانسو آدمی وہ کار سپاہی جنگی

ملازمت کم سے کم دس برس کی ہتی شامل تھے۔ امپیریل گارڈ کی یہی بناتی جس کی بعد کو چار و انگ عالم میں شہرت ہوئی۔

نپولین نے مانٹوا کے عسیر الفتح قلعہ کے سامنے اپنی فوج ڈالی۔ مانٹوا میں غنیم کی بیس ہزار فوج موجود تھی چونکہ اس کی زیر دست فصیلوں کو ہلکے کر کے فتح کرنا غیر ممکن تھا نپولین نے محصورہ کے معمولی وقت طلب عمل شروع کئے۔

گورنمنٹ آسٹریا نے بیولو کی ناکامیوں پر ناخوش ہو کر اسکو خدمات سے جدا کر دیا اور جنرل درم سر *Wurmser* کو بجائے اُسکے سپہ سالار مقرر کیا اور ساٹھ ہزار فوج لگک میں اضافہ کی۔ نپولین کو بھی اب لگک مل چکی تھی اور اُسکے پاس تیس ہزار فوج تھی جس سے اُسے بحالہ بیکیٹ آسٹریا کی انتہی ہزار فوج سے چھٹا لینا تھا۔ لیکن مانٹوا کے پہاڑوں تک درم سر کو پہنچنے میں ابھی ایک ماہ کی دیر تھی پس نپولین نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ لاؤ اس فرصت میں اٹلی کے جنوبی دہشتوں کے ہتیار چین لو۔

نپولین کی ریاست جو جنوبی اٹلی میں تھی جملہ ریاستوں سے قومی تھی اور بولون خاندان کا ایک نا لایق زنانہ بادشاہ اسپر سلطنت کرتا تھا۔ لوٹون کے معرکہ میں اُسکے بیڑہ نے انگریزی بیڑہ کی بڑی شد و مد سے شکست کی تھی اور اب فرانس کے ساتھ جنگ میں اُس کی فوج آسٹریا کی فوج سے ملی ہوئی تھی۔ نپولین کے بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہ اُس کی اور آسٹریا کی فوج کو شکست دیکر فرانسینوں نے تمام اٹلی سے سوا اُسے مانٹوا کے لکال دیا ہے۔ نپولین سے صلح کی التجا کی چونکہ اُسکی ریاست میں فوج بھیج کر نپولین روپیہ وغیرہ وصول کر سکتا تھا اور تاہم اُسکو بڑی فکر تھی کہ یہ نپولین کی ساٹھ ہزار فوج آسٹریا کی فوج سے متحدہ ہو جائے اُسکے کہ ساٹھ ہزار فوج نپولین کا بادشاہ میدان میں لا سکتا تھا اُسے بڑی آسان شرائط پر اس ریاست سے صلح کر لی۔ اسپر برس میں ڈاکٹر و کو بہت بُرا معلوم ہوا لیکن نپولین تو برس رسیدہ خطرہ کو خوب سمجھے ہوئے تھا اور اُسے بڑی دانشمندی کا کام کیا۔

اب چونکہ اس صلح سے نپولین پوپ سے جدا ہو گئی لہذا پوپ کو اپنی عافیت کی فکر

ہوئی۔ جمہوری فرانس کے خلاف تو وہ اتحاد کا فتویٰ دے ہی چکا تھا اور جہاد کا حکم لگا دیا تھا اور فرانس کے اپنی کورٹم Rome کی سرکونہ قتل کر چکا تھا پس اسکو ہتین تھا کہ گوسٹالی طہور ہوگی اور یہی خوب معلوم تھا جیسی نرم گوسٹالی یہ نوجوان خلیج دیا کرتا تھا پنولین چہرہ فوج لیکر پوپ کی ریاست میں داخل ہوا۔ پوپ کی دنیوی ریاست میں ۱۵ لاکھ آدمی رہتے تھے اور جن میں سے بہت سے ذلیل اور وحشی تھے اور پوپ کے پاس چار ہزار ناقابل فوج تھی۔ مختصر کہ پوپ کی دنیوی طاقت کچھ یوں ہی تھی لیکن ہاں نہ ہی طاقت پوپ کی البتہ ایسی تھی جسے اسکو بہت قوی بنا رکھا تھا۔

پوپ نے بولنا Bologna میں اپنے وکیل بھیجے اور امان کی التجا کی پنولین نے مستقل شرائط صلح کے بارہ میں توپرس میں ڈاکٹر و لکچر دیا لیکن اپنی جانب سے ان شرائط پر ملت عطا کی مگر پوپ - انگلونا - بولنا - اور فراراجا کرے کہ انہیں فرامی فوج رکھی جاوے اور چالیس لاکھ نفرتی اور طلائی ڈولر دے اور سونگین ہوتیں اور تصویریں دے اور پانچویں قلمی کتابیں دے کہ پیرس کے عجائب خانہ میں رکھی جائیں پوپ اس خیال سے کہ کہیں اسکی دنیوی ریاست کا خاتمہ ہو جاوے ان آسان شرائط پر بہت خوش ہوا ان ریاستوں کے سب شائستہ آدمیوں نے جن رہنمائی ذلیل نوجوان حکومت ہو رہی تھی فرانسیسیوں کا برے جوش سے استقبال کیا انگلونا اس نہ ہی حکومت سے بہت نفرت تھی اور پنولین سے انہوں نے التجا کی کہ انگلونا آزادی عنایت کرے لیکن انگلونا اٹلی کی ریاستوں میں غدر برپا کرنے سے نہ تھا اور اگرچہ ملکی آزادی کی ہمدردی میں ہاں دینے سوا اسکو کوئی چارہ نہ تھا تاہم بادشاہی حکومت کے قطعی درہم برہم کرنے پر وہ راضی نہ تھا اور اسکی جنگ صرف صلح کی خاطر تھی۔

لندن نے فرانسسسی ریمپل کو تسلیم کر لیا تھا اور وہ جنگ میں کسی فریق کی شریک نہ تھی بلکہ علیحدہ رہی تھی۔ انگلستان نے اس کی بندرگاہ لیگھارن Leighorn پر قبضہ کر کے اس کے گورنر کو فرانسیسیوں کی طرف مائل اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ انگلستان

۱۵ روم ملک اٹلی کا دارالسلطنت دریائے میبر معینہ پر واقع ہے ۱۲ متریم

کے جہاز توہین کرتے ہوئے اس بندر میں لنگر انداز تھے اور فرانس کی تجارت کو دشمنی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ نپولین کوہ ایپی ٹائٹس کو عبور کر کے وہاں سے گزرا ہوا لیگھارن بھیجا اور انگریزی مال جو قیمت میں قریب تیس لاکھ ڈالر کا ہو گا چھین لیا۔ باجوہ ویکہ انگریزی جہاز چھین کے پونچھے ہی فراور میں فرار ہو گئے تھے۔ انگلستان سمندر کا مالک تھا اور اپنی آبی سلطنت میں کسی کے مال کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھتا تھا اور جہاں کوئی تجارتی جہاز نظر پڑتا تھا جائز مال غنیمت متصور ہوتا تھا۔ اسلئے خشکی میں نپولین اپنے کو حاکم جہاں کرتا تھا اور ادا کر لیا تھا کہ جہاں کہیں انگریزی مال پائے چھین کر انتقام لے۔ دونوں کے یہ فعل مارگریٹ کے تھے اور دونوں کے لئے جائز نہ تھے تاہم جنگ کی مجرمانہ ضرورتیں یہاں یہاں تک ہوتی ہیں۔

Florence
نپولین نے گورنر کو گرفتار کر کے بندریہ ڈاک گاڑی کے ڈیوک کے پاس فلورنس میں بھیج کر کہلا بھیجا کہ اس گورنر نے تمام ان قاعدوں سے جو فریقین سے علیحدہ رہنے کے متعلق ہیں انحراف کیا ہے۔ فرانس کی تجارت پر ظلم کیا ہے اور فرانس کے فراریوں اور فرانس کے جملہ دشمنوں کو پناہ دی ہے۔ تمہارا جہاں کر کے اس حکام ملازم کو تارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم اپنی مرضی کے موافق اسکو سزا دو۔ پس اس شد و مد سے نپولین نے ان ریاستوں کو جنہوں نے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ تو اعداء علیحدگی کی پابندی کرنا تعلیم کیا۔ لیگھارن میں کچھ فوج چوڑ کر پر وہ لٹکائی کے دار السلطنت فلورنس میں گیا۔ یہاں کے ڈیوک نے جوشا ہنشاہ اسٹریا کا بہائی۔ نپولین کی بڑی دھوم سے دعوت کی۔ نپولین اب پورے میں روز غیر حاضر رہ کر امنٹو کو واپس گیا اور اس عرصہ میں صرف ایک جزو فوج سے تمام اٹلی کی جنوبی ریاستوں پر وٹونس ٹہاں آیا اور اس زمانہ کے لئے کہ وہ ہسٹریا سے جنگ کرے وہ ان ریاستوں کے فساد سے بے کشک ہو گیا۔ ان خطرناک اور خونریز لڑائیوں میں نپولین اپنے ملک ان حملہ آور فوجوں سے حفاظت کر لیکو جو فرانس پر پورے خاندان کو از سر نو خود سر بادشاہ بنانا چاہتی تھیں لڑ رہا تھا نپولین نے بڑے اعلان کے ساتھ کہا تھا کہ وہ صرف صلح کی خاطر متروک ہے اور ان حالتوں میں بھی جبکہ استحقاق فتح سے تمام ریاستیں اس کے قبضہ اقتدار میں نہیں آتے ہر ریاست

سے بڑی نرم شرالط پر کہ آئندہ وہ فرانس کے خلاف جنگ نہ کرے نیکے صلح کر لی لیس کیس مہم
 مہم لے پنولین سے سینٹ ہینا میں ایک دن پوچھا کہ ایسے نام و نمود کی فتوحات پر جسے
 تمام یورپ میں آپ کی دہوم محکمی ہتی آیکو بڑی مسرت ہوا کرتی ہوگی، پنولین نے جواب دیا
 ہنہ۔ ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جو ایسا جیال کرتے ہیں کہ مجھ کو مسرت ہوا کرتی ہوگی میری خطرناک
 حالت سے قطعی واقف نہیں۔ آج کی فتح کل ہونیوالی جنگ کی تیاری میں فراموش ہوتی
 ہتی۔ خوف کی صورت ہر وقت میرے سامنے کھڑی رہتی ہتی اور مجھے تو ایک دم ہی آرام
 نہ ملا۔“

باب ششم مانٹوا کا محاصرہ

مانٹوا۔ ٹرنٹ۔ مانٹوا سے محاصرہ اٹالینا۔ ٹرنٹ۔ گیسٹلین۔ لمبارڈی کی رعایا کے نام
آسٹریا والوں کی جانب سے صلح کا جھنڈا۔ وفادار سنتری۔ درم سر کی نقل و حرکت۔ سینٹ جارج
کی جنگ۔ حکایات۔ سپاہیوں کی اپنے جزل سے محبت۔ اٹھکستان کا دباؤ۔ آسٹریا کی فوج
جدید کا جمع ہونا۔ ڈاکٹر کڑی سے فریاد۔ شدید محنت۔ سس پڈن کی ریلنگ۔ پولین کی کورسیکا
سے الفت۔

شروع جولائی ۱۹۱۵ء میں تمام یورپ کی اکمیں مانٹوا کی طرف پوری ہوئی تھیں کیونکہ اسی
مانٹوا کی شہرینا ہوں کے گرد وہ قطعی لڑائیاں ہوئیں جو اٹلی کی قسمت کا فیصلہ کر چکی تھیں۔
لمبارڈی کا یہ مرحلہ غیر قابل گذر منظور ہوتا تھا۔ یہ مانٹوا کا قلعہ ایک ٹاپو پر جو جیلوں اور دریا
من سیو *Mincio* کے پہلی جانے سے بن گیا تھا واقع تھا۔ پانچ طولانی اور تنگ پختہ راستوں
سے جنہر مہیب تو پچانے لگے ہوئے تھے اس قلعہ کو راستہ تباہ کر کے مانٹوا کو محفوظ
کرنا غیر ممکن تھا۔ اسکے سر ہونے کی صرف یہی صورت تھی کہ زبردستی صرف کیا جائے اور محاصرہ
کی سست اور اکتا دینے والی کارروائیوں سے چارہ جوئی کی جائے۔

پولین نے تیز دباؤ کی وجہ سے فوج کو خیمے و دیوہ ساتھ رکھنے نہ دے تھے
اور دن بھر کی محنتوں کے بعد شرابورہ گیلی زمین پر راتوں میں پڑھا کرتی تھی اور ہر
آسانی طوفانوں سے جو انکے سر پہ چلا کرتے تھے انکی بچاؤ والی کوئی شے نہ ہوتی تھی۔
پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ خیموں سے صحت میں فرق آجاتا ہے۔ سپاہی کے

یہی بہتر ہے کہ وہ میدان ہی میں شب بائش ہو کیونکہ اس حالت میں وہ الاؤ لگا سکتا ہے اور پاؤں گرم کر کے سو رہتا ہے جیسے تو قلعہ خبر لون کے لئے ضروری ہیں کیونکہ وہ پڑھنے اور نقشے دیکھنے کو مجبور ہوتے ہیں۔ یورپ کی اب تمام قوموں نے پنولین کی مثال کی پڑی میں غیروں کا استعمال قطعی ترک کر دیا ہے۔

بیمار مجروح اور لپٹ لوگوں سے جو تعداد میں قریب پندرہ ہزار کے ہو گئے ہسپتال برے پڑے تھے۔ اسی قسم کی تکالیف اور غنیمت کی گولی اور تلوار نے پنولین کی فوج میں جنگ بربادی پہیلا کی تھی۔ اگرچہ پنولین کو گاہے گاہے مکہ بھی ملتی تھی تاہم اُسکے نقصان اور کمک کی تعداد برابر خیال کرنا چاہئے۔ اور اب اُسکے پاس صرف تیس ہزار فوج تھی جس سے اسکو وسیع حصہ ملک پر جسیرہ تاحنت کر چکا تھا اور امر کو جو ہر وقت بغاوت کو کھڑے ہوئے تھے زیر کننا تھا اور اسٹریا کی فوج کا زبردست فوج لگا جو اُسکے مقابلہ کے لئے بھیجی جا رہی تھیں مقابلہ کرنا تھا جنوب اٹلی سے لوٹتے ہی اُسکو مانٹوا کا محاصرہ جس کی کاروائی بڑے شد و مد سے ہو رہی تھیں ایک دم چوڑو نیارٹا اور پڑھنے ابرسیاہ کی جانب جو شمال میں جمع ہو رہا تھا فوج اٹلیا ناٹری۔ یہ ساٹھ ہزار کارآمد موہ سپاہیوں کی فوج تھی جو مانو جنرل درم *Wurmser* کی ماتحتی میں شمالی کوہ آلپس کے گرٹھوں کے درمیان اکٹھا ہو رہی تھی کہ بگوڑا کی طرح فرانس کی فوج پر ٹوٹ کر اسپریرول کے تنگ دروں میں حلقہ کرے۔

مانٹوا سے *Manantia*۔ ہیل شمال گاڑا *Garda* جیل کے شمالی حد پر ٹیرول *Tyrol* کے اندر شہر ٹرنٹ *Trent* مع اپنی شہرینا ہوں کے واقع ہو درم *Wurmser* نے اسی مقام پر ساٹھ ہزار فوج سامان حرب سے الامال جمع کی تھی کہ مانٹوا کی طرف کوچ کرے اور اُسکی میں ہزار قلعہ بند فوج سے ملکر گتاج غنیمت کا کام تمام کر دے۔ اب پنولین کی بربادی میں کوئی شبہ نہ تھا۔ اٹلی کے جمہوری صحت ہی پریشان ہو رہے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ صرف تیس ہزار فوج سے پنولین انٹی ہزار متحدہ فوج کا راز موہ کا حلقہ روک سکیگا۔ اوہ فریق امرایکویاں

عہد تھی اور نپولین پر درج صورت و ذرا سی شکست کے بھی وہ حملہ کر چکا اسستینس چڑا رہے تھے۔ روم *Roma* وینس *Venice* اور نیپلس *Naples* نے بغاوت کا اغوا اور پھر ادا والوں کی خینہ امداد بھی شروع کر دی اور پوپ *Pope* نے عہد شکنی کر کے پھر انچارج کے ملکہ آمد سے قطعی گریزا اور کارڈنیل *Mattei* کو دشمن سے ساکر ٹیکور و انڈر دیا۔ اس اظہار عہد شکنی نے جسکا نام خوب ہی چوکس نپولین نے وحی بلکاتا اس فوجان فاتح کو اپنی خوفناک حالت کا پورا یقین دلادیا۔

مانٹوا *Manitua* اور ٹرنٹ *Trent* کے درمیان پہاڑوں میں جو بصورت کارڈا *Garda* جیل واقع ہے۔ یہ چادر آب مسکا پانی مثل بلور کے شفاف ہے اور عمق کا کوئی ٹھکانا نہیں تیس میل لمبی اور چار سے بارہ میل تک چوڑی ہے۔ اس جیل کے سرو کے قریب بارہ میل شمال کے طرف روم سر ٹرنٹ *Trent* میں تھا اور اسی جیل سے پندرہ میل جنوب نپولین انٹوا میں تھا یہ ہشتاد سالہ آسٹریا کا ہمارا اور فیاض جنرل جوت اپنی بیشمار فوج کا قہور کرتا تھا تو بڑے لطف سے ہاتھ ملکہ کرتا تھا کہ یہ ٹونڈا بلبلا بکلا جانتا ہے۔ ساتھ ہی اسکے روم سر کو یہ خدمت بھی تھا کہ چونکہ نپولین کو علم تھا کہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنا غیر ممکن ہے تو کہیں وہ بے تحاشا ہماگ کر میرے ہاتھوں سے بچ جائے۔

پس یہ بات روکنے کے لئے اسنے ٹرنٹ کی فوج کے تین حصے کئے اور میں ہزار کا ایک حصہ تو جنرل کو اس ڈومینو *Quasdanovich* کی ماتحتی میں دیا اور حکم دیا کہ وہ جیل کے مغرب کنارہ کنارہ جلوے تاکہ میلان *Milan* کے راستہ سے فرانسسی ہماگ نہ سکیں اور دوسرے میں ہزار کے حصہ کو خود روم سر لیکر مانٹوا کی امداد کو جیل کے پورب کنارہ کنارہ چلا اور تیسرے میں ہزار کا حصہ باغی جنرل میلاس *Melas* ایٹج *Adige* کی وادی میں روانہ ہوا یہ وادی جیل کے پورب جیل سے متوازی ہے اور اس وادی اور جیل کے درمیان صرف ایک دیوار کوہ واقع ہے۔ یہ وادی قریب دو میل کے عریض ہے یہ زبردست فوج جو اسوقت برائے نام جد اجدا ہو گئی تھی ایک دن سے کچھ زیادہ کوچ کر نیکی بعد ہر ملکہ ایک ہو سکتی تھی اور اسطرح نپولین کی فراری کا راستہ سدود

کر دینے کے بعد جب کودہ اپنا شکار تصور کر چکے تھے یہ اُسٹراڈا اے فرالسیبیوں پر بے روک حملہ کے ساتھ تاخت کر سکتے تھے۔

پولین کی پنجاب نگرانی اوتیز نظر نے اس موقع کو جویوں اُسکے ہاتھ آیا باپ یا۔ ۳۱ جولائی کی شام کو اُسکے مخبروں نے غنیم کے کوچ کی اُسکو خبر دی۔ بس پولین نے اپنی تجویزیں قیام کر لیں اور ایک گمنہ نہ گذرنے پایا تا کہ تمام فوج میں گڑبڑ مچ گئی۔ اُسے حکم دیا کہ ماشوا کا محاصرہ فوراً چھوڑ دیا جائے اور تمام فوج کوچ کے لئے صف بند ہو جائے۔ محاصرہ چھوڑ دینا بڑے نقصان کی بات تھی کیونکہ دو ماہ کا مل سے پولین محاصرہ کی کارروائیوں میں بڑے شد و حسے مصروف تھا۔ بڑی جالغشانیوں اور زرخیر کے صرف سے اُسے زبردست قلعہ شکنی اور حرب کے سامان بہم پہنچائے تھے اور قریب تھا کہ شہر اطاعت قبول کر لے محاصرہ چھوڑ دینے سے سب کیا کرایا خاک میں ملا جاتا تھا کیونکہ محصورین شہر میں کمانے پینے کے جملہ سامان ہر لیتے اور محاصرہ کی کارروائی اُسیر تو کرنا ہوتی۔ اس عسرت سے جس سے پولین نے اس مقصد کو قربان کیا اور اُس پس و پیش ذکر نیوالی بیدری جس سے اُسے یہ رائے قائم کی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مضبوط فعل کسی معمولی قالب کی ذکاوت کا نہ تھا۔

آفتاب غروب ہو گیا تھا اور تھکے لاکھ ریشہ تار پھیل رہی تھی لیکن کیا مجال تھی کہ بسلا کوئی پلک سے پلک تو لگائیتلا نہ سہری کے پردہ میں ہر شخص چو کتا ہو رہا تھا جو بی چو تزی اور تو پونکی گاڑیاں تو الاؤ کی ندکری گئیں اور صد ہا من بارود جھیل میں ڈال دی گئی۔ توپوں میں کیلیں مار دی گئیں اور گولے خندقوں میں دفن کر دیئے گئے اور آدمی رات سے قبل ساری فوج چل پڑی اور گارڈا *Gardai* جھیل کے مغربی کنارے پر اُسے جلد جلد قدم اٹھائے تاکہ اُس ڈینوک *Quaddanovich* کی فوج پر جسکو خطرہ کا خواب و خیال تک نہ تھا ٹوٹ پڑے۔ جسوقت ماشوا کی دلدل و نیویر آفتاب طلوع ہوا تو تمام جنگجو فوج کا جس کی جنگی صفوں میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعیں محکوس ہوا کرتی تھیں ماشوا کے سامنے پتہ نہ تھا۔ نیم فاقہ زدہ محصورین نے جو قریب

تاکہ اطاعت کر لیں میناروں پر چڑھ کر جو اس سولستانی - ویرانگی اور کنارہ کشی کے منظر کو مشاہدہ کیا تو اپنی آنکھوں پر آنکھو لیتین نہوتا تھا۔

دس بجے صبح کو اس ڈیمنووک جو باطینان کوچ کے چلا آ رہا تھا اور کوئی خیال ہی نہ تھا کہ قیس میل کے اند کوئی دشمن ہے کیا دیکھتا ہے کہ اسکی حیرت زدہ فوج پر فرانسسی بگولہ کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اگر اسٹریٹس کے اس وقت اپنی جگہ پر قائم رہیں تو یقیناً ان میں سے ایک ہی جان سلامت نہ لیجاے لیکن مختصر سی خونریز لڑائی کے بعد انکی مضیں ورم ہرم ہرم ہو گئیں اور وہ بہا گے۔ بہت سے تو مارے گئے اور کچھ فرانسسیوں نے قید کر لئے اور باقی یہ اسٹریٹس کے پیروں کے انہیں گنڈوں میں گس گئے جہاں سے نکل کر آئے تھے۔ پولین نے انکے تعاقب میں ایک لمحہ ہی ضائع نہ کیا۔ ورم ہرم کے دونوں حصے جیل کے پرے مشرقی کنارہ پر نوپوئی گرج باؤں کی متواتر کڑک کی طرح براہِ راست تھے لیکن اپنے دوستوں کو کسی قسم کی مدد نہ دے سکتے تھے اور نہ انکو یہی معلوم ہو سکا کہ یہ دشمن کہاں سے آگیا جسکا کو اس ڈیمنووک سے مقابلہ ہو گیا اور یہ بات تو کسی طرح دہم و گمان میں ہی نہ تھی کہ پولین اپنے مجتمع ذخیروں اور قیمتی تعمیرات کو مانٹوا کے محاصرہ کے متعلق چوڑ کر آیا ہو گا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھے کہ اپنے دونوں حصوں کو جواب بھی ملکر پورے چالیس ہزار تھپہڑ کے سرے پر ملا لیں۔ پولین بھی جذبہ سے آیا تھا اور ہری کو لٹا اور اپنے سپاہیوں کو تاکید کرتا تھا کہ دوڑیں۔ پولین کی فوج کی نجات اسی میں تھی کہ وہ بڑی تیزی سے کوچ کرے اور اسٹریٹس کی فوجوں سے قبل اسکے کردہ پہاڑ کے سرے پر جوا نکو علیحدہ کئے ہوئے تھامیں مقابل ہو جائے۔ پولین نے بڑی تیزی سے کہا اے جو مزدور ہمارا فتح پانا اس وقت ہمارے چال پر موقوف ہے۔ کسی بات سے مت ڈرنا تین دن میں ہم اسٹریٹس کی فوج برباد کر دیں گے اور ہم میری عادت سے وہ نقص ہو کہ ہمیں کہ میں جو کتا ہوں کر کے دیکھا دیتا ہوں۔“

نیند - بھوک - تھکاوٹ سے بے پروا۔ اسباب و خوراک کے بوجھ سے سبکبار ایسی تیزی سے جو اسٹریٹس کو انکو اعجاز معلوم ہوئی پولین مع اپنی تھکی ہوئی اور خون آلود

فوج کے تمام سپاہیوں اور مشب کے بڑے حصہ میں دبا داما رہے چلا گیا اور بعد اودھی رات کے اپنے سپاہیوں کو ایک گمنام لیٹ رہنے کی اجازت دی لیکن خود ایک دم کو بھی آرام نہ کیا۔

۳۔ اگست کو علی القبتہ میلان *Melan* جسے چند گمنام قبل جیل کے دوسرے کنارے پولین کی توپوں کی گرج سنی تھی دیکھتا کیا ہے کہ پولین کی فوج کے دل کے دل آپر بڑے چلے آ رہے ہیں۔ ہوقت ورم سر کے پانچزار سپاہی اس سے بل چکے تھے اور اسے پچیس ہزار تازہ دم فوج میدان میں آراستہ کی۔ خود ورم سر اس مقام سے چند گمنام کے فاصلہ پر رہتا اور پندرہ ہزار فوج سے بہرعت تمام ملک کو بڑا چلا آ رہا تھا۔ پولین کے پاس صرف بیس ہزار فوج تھی جس سے وہ چالیس ہزار فوج کا مقابلہ کر نیکو تاجو اب جمع ہونیکو تھی باوجودیکہ پولین کے سپاہی شدید محنتوں سے جو انہوں نے اٹھائی تھیں تنک کر لشت ہو گئے تھے لیکن پولین نے ان کو ایک دم کی ہی مہلت نہ دی۔

یہ مقام ٹونیو تھا۔ بہت ہی مختصر لفظوں میں جو بڑی پُر آب و تاب تھیں پولین نے وہ خطرات جو سامنے تھے فوج کے روبرو کر کے رکھ دیے اور ایسے موقع پر جانفشانی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر کے بیگنی صورت بیان کی لیکن یہ بھی یقین دلا دیا کہ ان کو فتح ضرور ہوگی۔ فوج تو اب اپنے جبرل کو لافح سمجھنے ہی لگی تھی پس وہ جدہرا سے لیجاتا تھا فوراً پیچھے ہولیتی تھی۔ سر سام تاجو مش سے یہ فوج عظیم پر چاڑھی آسٹریا والوں کے ٹکڑے کو بھی اسوقت جو شش تھا اور خوب ہی دل توڑ کر لڑے بہت عرصہ تک خونریز لڑائی رہی پولین کے ہتھیار اور جو اسوں میں سر موفرق نہ آیا تھا اور اس جنگ میں وہ کسی طرح مصروف تھا جسطح بازی شطرنج میں اطمینان سے چالیں چلتا ہو۔ لڑائی کے چڑھاؤ اتار پر اس کی نگاہ تھی کہ اس کی تیر لفظ نے آسٹریا کی فوج کا ایک خوب محفوظ اور کمزور مقام دیکھ لیا۔ بس پر کیا تھا آسٹریا کی فوج کو فاش ہزیمت ہوئی اور وہ میدان میں بدحواس بہاگی۔ زمین لاشوں سے پٹی ہوئی تھی اور پانچزار قیدی اور بیس توپیں پولین کے قبضہ میں تھیں۔ ایک سال

کے ساتھ جو نوغزوہ عول پر جا پڑا اور سیکڑوں بن نصیب اسٹراوا لے کر تیغ کڑا لے یا گھوڑوں کے سموں سے دُفند کر ستیا ناس کر دئے۔

جب تک میروں کے عقب آقا ب خوب ہوا برابر لڑائی ہوئی تھی دوسری شب تیار آئی ہاں بلب اور مجروحوں کی کراہوں اور پامال اعضا شکستہ گھوڑوں کی چیخوں سے جو جنگ کی حالت میں پڑے تڑپ رہے تھے میلوں آس پاس ہوا گونج رہی تھی۔ فرانسیسی جنگی ماندگی کی کوئی انتہا نہ تھی روندے ہوئے مردوں کے پاس لال زمین پر لیٹ رہے۔ یہ فوج سپاہی۔ دشمن کی خون آلود لاشوں کے قریب لیٹے ہوئے تھے اور اب خواب گراں نے انکو آنکی خونریزی بھلا دی تھی۔ مگر پولینڈ سویا وہ جانتا تھا کہ صبح ہوتے ہی ایک اور زبردست ترفوج اُسکے مقابل صف آرا ہوگی اور ممکن تھا کہ آج کی نصرت کے بعد کل کو ہزیمیت نصیب ہو۔ یہ بہاگے ہوئے اسٹراوا لے اب بھی ہٹ رہے تھے کہ درم سر کی فوج سے جوانی ملک کو آری تھی مدد حاصل کریں۔ پولین گھوڑے پر سوار تمام رات ہر مقام پر خوفناک جنگ کا انتظام کرتا پرا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ صبح ہوتے ہی مقابلہ ہوگا لونیو *Castiglione* سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر کیسنگ لکین *Meclao* کی پس پا فوج سے درم سر کا چوٹا شہر معہ شہر نیاہ کے واقع ہے۔ میلاس *Meclao* کی پس پا فوج سے درم سر یہاں آلا اور یہاں اُسے ایک قطعی جنگ کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کیا اور پوری مینس ہزار اسٹراوا کی فوج سے اُسے نہیں کھینے والے دشمن کا انتظار کیا۔ صبح ہونے میں ہنوز دیر تھی کہ فرانسیسی فوج نے کوچ کیا۔ پولین ہر مقام پر برابر تکیہ کرتا ہوا کہ جلد قدم اٹھائیں دوڑا دوڑا پر رہا تھا اسوقت ایسے خطرہ کا سامنا تھا کہ اشد ضروری احکام کی پوری تعمیل کیوں اسطے وہ کسی دوسرے پر اعتماد نہ کرتا تھا یہ کچھ بعد دیگرے پانچ گھوڑے اُسکے پیچھے تک کر رہ گئے۔ وہ ہر جگہ موجود تھا۔ ہر چیز خود دیکھتا تھا اور سب باتوں کی خود ہدایت کرتا تھا۔ ہر ہر کام کا جوش دلاتا تھا۔ تمام لشکر میں یہی اپنے پٹہ بہادر سردار کا سا جوش برگیاتا اور کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دونوں فوجوں کا سامنا ہو گیا۔ انسانوں کی زبونیت پر جواب واقع ہوا الی تھی آقا ب نے طلوع نہ کیا تھا۔ نہایت تڑکانا اور کمرہ گردا ہوتا۔

بڑی سخت خوزیر لڑائی نے جسکو تاریخ میں کیس بلگ لین کی جنگ سے منسوب کیا گیا ہے اسٹریکی فوج کا قطعی فیصلہ کر دیا یعنی بڑی خوزیری کے ساتھ اہل آباد کو شکست ہوئی اور انکی ہرجو اس فراری کی حالت میں تمام دن فرانسیسیوں نے اٹکا لٹا بت کیا اور انکو بیداری سے قتل کیا اور جب رات کی تاریکی نے ان ہانپتے ہوئے فراریوں کو نظر سے پوشیدہ کر دیا تو انکا چچا چھوٹا ابھی ایک ہفتہ ہوا تھا کہ آسٹریا کی یہ ساٹھ ہزار تکبر فوج مہ اپنے چکے سے جھنڈوں اور پر جوش فوجی باجوں کے ٹرنٹ کی شہر بیاہ سے باہر نکلی تھی اور پہلے سے اپنی فتح کا خیال کر چکی تھی۔ لیکن صرف چھ دن کے اندر سمجھان ساٹھ ہزار کے چالیس ہزار مقتول و مجروح و مقید ہو گئے اور یہ وہ تعداد تھی جو پولین کی فوج سے بعد دروس ہزار کے زیادہ تھی اور صرف بیس ہزار ٹوٹے پھوٹے تنکے ماندے فراری جان سلامت لے گئے۔

ایسی عمدہ اور فاش ہزیمت کی خود خبر دینے کو جب یہ سپاہی ٹرنٹ میں پہنچے تو انکی شکستہ دلی اور یابوسی کی کوئی انتہاء تھی۔ ان لڑائیوں میں پولین کے صرف سات ہزار آدمی کام آئے یہ حیرت انگیز فتوحات صرف پولین کی لیاقت کا نتیجہ تھیں۔ صنعتی تاریخ میں ایسی فتوحات کبھی پیشتر دیکھنے میں نہیں آئیں۔ مظہر و منصور سپاہیوں نے اس جنگ کا نام **مہم شش روزہ** رکھا۔ سپاہیوں کی نگاہ میں اپنے لافخ سردار کی عزت کی اب کوئی امتداد تھی۔ جن بڑے کارآمد سپاہیوں نے لودی کے خوفناک راستہ والے واقعہ کے بعد پولین کو کارپورل کا عہدہ دیا تھا انہیں نے اب بڑے جوش سے اسکو ترقی دیکر سارجنٹ کے عہدہ پر ممتاز کیا اور پولین کو ان فتوحات کے صلہ میں یہ انعام ملا۔

روم۔ میٹس اہمپلس کے فرمانرواؤں کا جنہوں نے درم سر کے ٹرنٹ سے کوچ کرنے پر بیچال کر لیا تھا کہ اب پولین کا کام تمام ہو گیا اور پولین سے خلاف ہو کر متحدہ کینی کی ہتی نہایت مشیدہ انتقام کے در سے برا حال تھا۔ لیکن پولین نے اُسے بڑا رحم دلی کا برتاؤ کیا یعنی انکو صرف یہ اطلاع دیدی کہ انکی جگہ کارروائیوں سے وہ آگاہ ہے اور

آئینہ انکو ہوشیاری کی نگاہ سے دیکھ گا۔ مگر کارڈنیل میٹی کو جو حلف دروغ پوپ کا سینہ تھا
 اُس نے اپنے سامنے اپنے صدر مقام میں طلب کیا۔ میٹی خوب جانتا تھا کہ بریت میں ایک لفظ ہی
 نہ کہا جاسکتا تھا لہذا اُس نے جواب ہی کی کوشش کی اور یہ پیر کین سال جو بڑا صاحب مرتبہ
 اور معتمدی تاجپوش کی طرح ادب سے نوجوان فتح کو آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ ”میں
 گناہ کیا میں گناہ کیا“ اس اظہارِ ندامت پر نیپولین کا غصہ فرو ہو گیا اور حقارت و مٹھکے سی
 کرنے لگا ”تو اچھا آپ ایسے گناہ کا کفارہ اس طرح ادا فرمائیں کہ ایک خالقِ عالم میں آپ
 بیٹھ جائیں اور برابر تین مہینے تک روزے رکھیں اور عبادت کریں“

ان ایام امتحان میں لمبارڈی کے باشندوں نے جادہ و فاداری سے قدم
 باہر نہ رکھا تھا اور مقاصدِ فرانس کے مخالف نہ ہوئے تھے۔ نیپولین نے ایک محبت آمیز
 اور شریفانہ خط میں انکو لکھا ”جسوقت فرانسیسی فوج مانتوا کے محاصرہ سے کنارہ کش
 ہوئی اور آسٹریا کے شرکا نے سمجھ لیا کہ جمہوری آزادی کا خاتمہ ہو گیا تو تم لوگوں نے
 باوجودیکہ تم نہ جانتے تھے کہ میری یہ کنارہ کشی محض ایک مصلحت سے تھی فرانس اور اپنی
 آزادی کی علت میں ثابت قدمی ظاہر کی جو اس فعل سے تم فرانس کی عزت کے مستحق
 ہو گئے ہو۔ روز بروز تمہاری قوم آزادی کا استحقاق حاصل کر رہی ہے اور اب صبحِ شام
 ہی جاتا ہے کہ اس تماشہ گاہِ عالم میں تم بڑے فخر سے ظاہر ہو گے۔ میرے اظہارِ خوشنودی
 کو یقین کیساتھ قبول کرو اور فرانسیسی قوم کی سچی خواہش ہے کہ تمکو خوش و خرم اور آزاد
 دیکھے۔“

اس خوفناک متواتر جنگ میں غنیم کی فوج تتر بتر ہو گئی تھی اور ہر طرف ماری ماری
 پر رہی تھی کہ نیپولین کے ہاتھ سے کہیں جان سلامت لیجائے۔ ایک دن ایسا اتفاق
 ہوا کہ نیپولین قید ہونے سے بال بال بچ گیا اس موقع پر ہی نیپولین نے اُسی خاطرِ طبیعتی
 اور انہیں اوسانوں کی بدولت جن میں کہیں خطا نہ واقع ہوئی خلاصی پائی۔ تعاقب کی
 کارروائیوں کی بابت ہدایتیں کرتا ہوا نیپولین خیرا خیر ایک گالوں میں پھنسا اور اسکا
 گارڈ اور سٹاف (فوجی سرشتہ کے ملازم) صرف اُسکے ہمراہ تھے اسوقت آسٹریا کی

مفرد فوج کا ایک جزو جو لقاؤ میں چار ہزار کا تھا اصل فوج سے علیحدہ ہو کر اس گاؤں میں پہنچا یہ تمام دن پہاڑوں میں سرگرداں رہتا اس وقت پنولین سے جسکے ساتھ قریب ایک ہزار کے آدمی ہونگے مدد بھیج دی گئی۔ اسٹریٹوں نے صلح کا جھنڈہ دیکر اپنا افسر بھیجا اور کہا کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھ دو۔ پنولین نے بڑے اطمینان سے اپنے گارڈ اور اسٹریٹ کو حکم دیا کہ گھوڑے پر سوار ہوں اور اسکے گرد جمع ہو جائیں اور اسٹریٹ کے افسر کو صلح کے جھنڈے کے اُسکے حضور میں حاضر کریں۔ حسب قاعدہ آنکھوں پر بیٹا بند بکریہ افسر حاضر لایا گیا۔ پٹی کھلتے ہی جب اُس نے دیکھا کہ یہ تو فرانسسیسی سپہ سالار ہے اور اُسکے گرد اُسکا جبروتی گارڈ اور اسٹریٹ الیٹا وہ ہے تو اُسکے اوسان خطا ہو گئے۔

پنولین نے بناوٹی غصہ کے لہجے میں ڈپٹ کر کہا "اے یہ کیا گستاخی جو اور غباری یہ جرات کب سے ہوئی کہ فرانسسیسی فوج کے سپہ سالار کے حضور میں درحالیکہ وہ اپنی فوج کے قلب میں کھڑا ہے ایسے احکام اطاعت پہنچو۔ بس خبردار اُنکے پاس جاؤ جنہوں نے تمکو بھیجا ہے اور میری جانب سے کہہ دو کہ اگر پانچ منٹ کے اندر ہتھیار نہ رکھ دے گئے تو جن جن کو ایک ایک کی گردن مار دوں گا" اس بدحواس افسر کی زبان عند خواہی میں لغزش کرنے لگی پنولین نے ڈانٹا کہ بس ابی جاؤ اور میرے حکم کے موافق اگر ہتھیار رکھ دینے میں ذرا ہی حجت ہوئی تو فوراً ایک ایک اڑا دیا جاؤ گیگا" اسٹریٹوں نے اس شانِ خود اعتمادی اور اپنی خستگی اور پریشانی سے بدحواس ہو کر ہتھیار ڈالنے لگے لیکن فوراً ہی اُنکو یہ معلوم ہو گیا کہ اُنہوں نے اپنی فوج سے ایک چوتھائی فوج کے سامنے ہتھیار رکھ دئے تو دانتوں سے اپنی بوٹیاں نوچتے تھے اور سب بات پر کہ فرانسسیسی فوج کا سپہ سالار جسکے ڈر سے سلطنت اُسیر یا تہزار ہی تھی اُسکے چنگل سے نکل گیا غم سے انکا برا حال تھا۔

اسی مہم میں ایک شب پنولین بھیس بدلے ہوئے یہ دیکھنے کو کہ اپنی اپنی خوفناک نوکریوں پر سنتری پورے ہوشیار ہیں کہ نہیں گشت میں پھر رہا تھا۔ دو ٹکڑوں کے اتصال پر ایک سنتری مامور تھا اور اُسکو حکم تھا کہ ان دونوں راستوں سے کسی کو

جانے ندے جسوقت پتولین اس سنتری کے سامنے پہنچا تو اس سے لاعلم کہ اس نیا دل کا کیا مرتبہ ہے اس سنتری نے اپنی سنگین سامنے کر کے حکم دیا کہ ”پچھے لوٹ جاؤ۔“ پتولین نے کہا ”میں جبرل ہوں اور خیر و عافیت دیکھنے نکلا ہوں۔“ سنتری نے جواب دیا۔ ”ہاں۔ لیکن مجھے حکم ہے کہ میں ادھر سے کسکو جانے ندوں۔ آپ ٹل کارپورل (پتولین) ہی کیوں نہیں لیکن اسوقت ادھر سے جا نہیں سکتے۔“ پس بضرورت پتولین جدھر سے آیا تھا ادھر ہی کو لوٹ گیا۔ دوسرے دن پتولین نے اس سپاہی کے چال چلن کی تحقیقات کی اور ہسکونیک چلن پا کر اپنے حضور میں بلایا اور اس کی نمک حلائی کی بڑی تعریف کی اور ترقی دیکر افسر بنا دیا۔

پتولین اور اسکی مظفر و منصور فوج مانٹوا کو پہرہ دے کر آلی پتولین کی غیر حاضری میں محصورین نے اس کی تمام تعمیروں کا ستیاناس کر دیا اس کی بہاری قلعہ شکن ایکسو لپس توپیں شہر میں کینچ لے گئے اور سامان رسد کثرت سے بر لیا اور ساٹھ ہزار سے زیادہ گولے اٹالے گئے اور پندرہ ہزار آدمی ملک کو بھی بلا لئے۔ پتولین کے پاس اب ساٹھ سامان محاصرہ تو تھا ہی نہیں اور یہ بھی احتمال تھا کہ غنیم کی جنبش پر اسکو فوراً مقابلہ کے لئے جانا پڑے کیونکہ آسٹریا کی سلطنت اس کے مقابلہ کے واسطے زبردست سے زبردست فوج ہر وقت تیار کر سکتی تھی اسلئے پتولین نے صرف مانٹوا کا محاصرہ کر کے آمد رفت رسد سانی و نچوہ کے سب راستے مسدود کر دیئے۔ اب ان خطرناک جنگوں کے بعد جن میں فوجوں نے متواتر کام کئے تھے تین ہفتہ تک دونوں فوجیں آرام کرتی رہیں لیکن آسٹریا والے اب بھی اپنے ارادہ میں مضبوط تھے اور صلح سے انکار تھا۔ بلکہ اپنے جھنڈوں پر یہ عبارت لکھ دی تھی کہ ”فرانسیسی جمہوری سلطنت کا قلع قمع کیا جائیگا۔“ اسوقت تک پتولین ان کی دو فوجیں برباد کر چکا تھا جنہیں سے ہر ایک اسکی فوج سے نعد او میں لگنی تھی۔ اب پھر سلطنت آسٹریا کی بھرپور اس کے غم و ہمت نے جوش مارا کہ فرانسیسی جمہوری سلطنت کا استیصال کرنا چاہئے چنانچہ اسنے ایک اور تیسری فوج کٹری کرنا شروع کی اور تین ہفتے نہ گزرے تھے کہ ٹرنٹ میں ورم سر کے پاس پچپن ہزار فوج پہنچ گئی

میں ہزار فوج مانٹوا میں موجود تھی اسلئے اُس کی فوج کی تعداد پچتر ہزار ہو گئی پنولین کو
 ہی ملک پہنچی لیکن اسے قلعہ جس سے اُسکے نقصان کی تلافی ہو گئی اور میدان میں وہ عشر
 تیس ہزار فوج لاسکتا تھا وہ دشمنوں کی دو گنی تعداد سے گمراہ ہوا تھا۔ شروع ستمبر
 میں اسٹریا کی فوج متحرک ہو گئی اور مانٹوا کی مدد کو ٹیرول عبور کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

درم سر نے ڈیوی ڈووک *Davidovich* کو رودرو *Roveredo*
 میں جو ٹرنٹ *Tront* کے جنوب نہایت ہی مستحکم مقام تھا پچیس ہزار فوج کیساتھ
 چوڑا کرا فرانسسیسی فوج ٹیرول میں تاخت نہ کر سکے اور تیس ہزار فوج سے پہاڑ عبور کر کے
 وہ خود برٹاک کی وادی میں پہنچا کہ اس تنگ گمائی میں ہو کر محصور قلعہ کی مدد کو پہنچے اور یہ
 تیس ہزار فوج قلعہ کی مہیں ہزار سپاہ سے ملکر پوری پچاس ہزار پنولین پر آگے اور پیچھے
 سے کافی طور پر حملہ کر سکتی تھی۔

درم سر کی فوج کا دوبارہ پر تقسیم ہو جانا پنولین نے بڑی نگاہ مسرت سے دیکھا اور
 چکے چکے اُس نے اپنے جہلہ سامان میا کئے اور اُس جزو فوج پر جسکو درم سر عقب میں
 چوڑا آیا تھا مملک حملہ کر نیکی تیاری کی۔ جوں ہیں درم سر برٹاک کی وادی سے لیبینو میں
 پہنچا اور رودرو سے قریب ساٹھ میل کے دور ہو گیا اور پنولین کے شکار کو کسی قسم
 کی مدد پہنچانیکا امکان نہ رہا جیسر پنولین اب ٹوٹ پڑنے کو تابس تمام فرانسیسی فوج
 متحرک نظر آنے لگی اور ایلیج کی متوازی گمائی میں پوہ چٹی۔ آرام و خورش سے کوئی شکار
 نہ تھا ستمبر کی فجر کو کہ شجاع آفتاب کا مشرق میں آغاز ہوتا پنولین طوفانِ باد کی طرح بدحوہ
 غنیم پر چاڑھا۔

محقر ہی سی خوزیر تفعی جنگ ہوئی اور اسٹریا والے بڑے نقصان جان کے ساتھ
 شکست کھا کر فرار ہوئے اور اس بدحوہ اس باگڑ میں فرانسیسی رسالے خون میں ڈوبی
 ہوئی تلواریں لئے ہوئے اگلی بیڑ میں گھس پڑے اور فرسنگوں تک زمین پر لٹائیں
 بچا دیں۔ اب اس بد نصیب فوج کا بچا کچا حصہ پہاڑوں کے دروں میں گھس گیا۔
 پنولین نے سات ہزار قید کر لئے اور مہیں توہیں مہیں لیں۔ یہ رودرو کی جنگ تھی جسکو

پولین نے اپنی اعلیٰ فتوحات میں سے ایک فتح شمار کیا ہے۔ پولین دوسرے دن بسنچ و فیروزی ٹرنٹ میں داخل ہوا اور فوراً باشندگان ٹیرول کے نام ایک پُر آب و تاب اعلان بیجا اور انگولین دلا دیا کہ اسکی جنگ فتح کی یا ملک گیری کی غرض سے نہیں ہے بلکہ صلح کی خاطر ہے اور کہ وہ باشندگان ٹیرول کا دشمن نہیں ہو بلکہ خود آسٹریا انگلستان کے زراور ملک کی طمع سے فرانسیسی جمہوری سلطنت کے خلاف بیرحم جنگ کر رہا ہے اور اگر باشندگان ٹیرول فرانسیسیوں کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے تو انکی جان و مال کی حفاظت کی جائیگی اور انکے جملہ ملکی حقوق کی حمایت ہوگی اور اُسے باشندگان کو ایسے شد ضرورت کے وقت میں اپنے ملک کا اندرونی انتظام کرنے کو دیکھ کر اور انکے قوانین کا عملدرآمد خود انکے سپرو کیا۔

آینوالی شب کی خلعت کا فور ہو جانیکے بعد پولین پر اپنی فوج کے آگے ہولیا اور بڑا کی دادی میں واپس ہوا کہ درم سر پر اسکے آوارہ کوچ کی حالت میں اچانک حملہ آور ہو۔ اس آسٹریا کے جنرل کیساتھ تیس ہزار فوج موجود تھی۔ پولین اپنے ساتھ صرف بیس ہزار فوج لے سکا تھا اور اسلئے درم سر پر اچانک چہا پہ مارنے سے اُسے فائدہ اٹھانا چاہا۔ یہ ساڑھ میل کا باد اس سرعت سے عمل میں آیا کہ حبیبیا دوسرے شخص نے کبھی حوصلہ نہیں کیا ہے۔ ۶ ستمبر کو شام کے وقت درم سر نے یہ جو اس باختہ کر دینے والی خبر سنی کہ ڈیوی ڈوڈ کی فوج کا خاتمہ ہو گیا اور ہماری صبح کو اپنے پیچھے پولین کے توپخانوں کی گرج سنکر خواب خرگوش سے اُسکی آنکھیں کھلیں اور یہ بہادر کار آزمودہ جنرل ایسے فن جنگ سے جو کبھی سننے میں نہ آیا تھا ششدر رہ گیا۔ بسینو کے مقام پر بڑی پرتی سے آئے اپنی فوج کو جنگ میں آراستہ کیا۔ پولین نے اسکو تیار می کی فرصت ندی۔ ہر دو افواج کے دلوں میں یہ یقین شروع ہو گیا تھا کہ پولین پر فتح پانا ذرا منہ نہ کھاتا ہے۔ اور ہر فرانسیسیوں کے دل تو متواتر فتوحات سے بڑھے ہوئے تھے اور اوہر آسٹریا کی فوج پے درپے شکستوں سے ہمت ہاری ہوئی تھی لہذا بسینو کی جنگ بھی رو رو دو کی جنگ کا نمونہ تھی۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا لیکن جنگ اختتام کو نہ پہنچی تھی حتیٰ کہ خلعتِ شب

نے پراس خوفناک منظر کو انسان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ گھوڑے۔ آدمی پامال و مقتول۔ جاں بلب گر بڑا ایک دوسرے پر انباروں میں پڑے ہوئے تھے مجروحوں کی کراہوں سے ہوا گونج رہی تھی اور فاصلہ پر لغائب کرینوالوں اور ہانگنے والوں کی توہن کی گرج پہاڑوں کے درمیان خفیف خفیف سننے میں آتی تھی رحم و مروت کا وقت نہ تھا مردے غیر مدفون پڑے تھے اور کسی سپاہی کو اتنی ہی صلت نہ تھی کہ گامیل یا جاں بلب ساتھی کو ایک پیالہ پانی دی سکے امداد کا کیا ذکر ہے اس وقت تو تمام مارا مارا پڑی ہوئی تھی۔

اب درم سرمنجھل پچپن ہزار معزز سپاہ کے جسکے ساتھ وہ چند ہی روز قبل ٹرنٹ سے برآمد ہوا تھا سولہ ہزار باقیماندہ فوج لے کر مانشوا کی شہرینا ہوں میں پناہ لینے کو روانہ ہوا نیپولین نے بڑی شدت سے اُسکا پیچھا کیا اور ہر ایک بلندی سے اُسکی ہانگتی ہوئی صفوں میں ٹوپ کے گولوں سے بربادی پھیلا دی۔ جب درم سرمانشا پہنچا تو محصور فوج اُس کی مدد کو باہر نکل آئی اور درم سر کی فوج سے ملکر نیپولین پر حملہ کیا۔ یہ جنگ جو سینٹ جارج کی جنگ کہلاتی ہے بڑی خوریز اور میکانہ تھی ہر موقع پر آسٹریا کی فوج کو ہریمت ہوئی اور ہنگر شہر پناہ میں جا گسی نیپولین نے پر محاصرہ شروع کر دیا اور درم سر کو اُسکی مجروح فوج کے بڑی سختی سے شہر میں بند کر دیا اسطرح یہ محموم ۵۵ روز ختم ہوئی یہ نیپولین کے لئے تیسرا رقبہ تھا کہ اتنے سے قلیل عرصہ میں اُسنے آسٹریا کی یہ تیسری فوج جو تعداد میں اُسکی فوج سے دو گنی تھی برباد کی اور اب دشمنوں سے میدان صاف ہو گیا اور مقابلہ کو کوئی آدمی نہ رہا۔ ایسی حیرت انگیز فتوحات نے یورپ کو دنگ کر دیا تھا۔ موجودہ اور گزشتہ زمانہ کی جنگوں میں یا اُنکے تذکروں میں ایسے نتیجے کہیں نہیں پائے جاتے۔

جس وقت نیپولین روڈرڈ سے بڑی تیزی کے ساتھ وادے مارے کوچ کر رہا تھا تو اُس وقت کا ذکر ہے کہ ایک ناخوش سپاہی صف سے باہر نکلا اور اپنی ہٹتی چہرے پر بڑی کی طرف اشارہ کر کے نیپولین سے کہنے لگا باوجود ہماری فتوحات کے ذرا ہم لوگوں کی مدد کو حال تو ملاحظہ فرمائیے کہ کس نوبت کو پہنچی ہیں "نیپولین کو اندیشہ ہوا کہ یہ ناراضی کہیں ترقی نہ پکڑ جائے اور بڑی جستکی سے جیسپر کو ہمیشہ تابو تھا سپاہی کو نگاہ العفت سے دیکھ کر بولا

”عزیز من تم بالکل بھول گئے۔ نئے کوٹ سے تمہارے یہ معزز زخموں کے نشان جو چھپ چائینگے“
 نیپولین کے اس فی البدیہہ فقرہ سے تمام لشکر میں لغو و نکی صدا بلند ہو گئی اور برقی تیزی سے
 یہ خبر تمام فوج میں منتشر ہو گئی اور نیپولین ہر سپاہی کا اور یہی زیادہ محبوب ہو گیا۔

لبینو کی جنگ سے ایک شب قبل نیپولین دہادے کی دھن میں اپنی اصلی فوج سے
 آگے نکل گیا دن میں اُسے کچھ کمائی کو نہ ملا تا اور کئی رات سے مستواتر وہ سویا ہی نہ تھا۔
 ایک غریب سپاہی کے ہولے میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ سپاہی نے اس کے دو ٹکڑے
 کئے اور ایک اپنے فاقہ زدہ گرسنہ سپہ سالار کو دیا۔ اس قلیل غذا کے بعد یہ فرانسسی
 افواج کا سپہ سالار اپنا بادیہ اور کھراسی سپاہی کے پاس گہری بہ آرام کرنے کو
 لیٹ رہا۔ دس برس بعد حالت شاہنشاہی میں نیپولین بڑے ترک و اختتام سے
 بیلجیم کا دورہ کر رہا تھا کہ ایک رجنٹ کے ملاحظہ کا اتفاق ہوا۔ اس وقت صف سے ایک
 سپاہی آگے بڑھ کر نیپولین سے بولا کہ ”اے جہانگیر جنگ لبینو سے ایک شب پہلے جیتے
 اپنی ایک روٹی آپ کیساتھ بانٹ کہائی تھی اس وقت حضور بہت گرسنہ تھے آج میں
 اپنے بڑے باپ کے واسطے روٹی مانگنے صف سے نکلا ہوں عسرت و ضعف پری
 سے میرے باپ کا حال غیر ہو رہا ہے۔“ اسپر نیپولین نے فوراً اس سپاہی کے ضعیف
 باپ کی تشن مقرر کر دی اور خود سپاہی کو عمدہ دیکر لفٹنٹ مقرر کیا۔

اسی جنگ لبینو کے بعد نیپولین اپنی تیزی میں بہرہی چند سپاہیان اصل فوج سے
 جدا ہو کر بہت آگے بڑھ گیا اور ایک مزرع میں جا پہنچا جہاں خود درم سرمہ ایک حصہ فوج
 کے ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک گنواہری نے درم سرمہ کو اطلاع دی کہ نیپولین اُس کے گھر کے قریب سے
 ابھی ہو کر گیا ہے۔ نیپولین کی گرفتاری کے خیال سے درم سرمہ کو بڑی مسرت ہوئی کہ اگر یہ
 سونے کی چڑیا ہاتھ آگئی تو سب پھیلی کلفتیں دفع ہو جائیگی چنانچہ نیپولین کی گرفتاری کو
 لئے اُسے سوار چوڑے اور نیپولین کے پکڑے جانیکا اُسے اس قدر یقین تھا کہ نیپولین کو زندہ لایا
 اُسے حکم دیا۔ لیکن نیپولین ایسے سمندر باد پاپر سوار نہ تھا کہ ان سواروں کے ہاتھ آجاتا۔

انہیں خطرناک معرکوں میں ایک موقع پر جبکہ جوش دلائے کی حد سے زیادہ ضرورت

تی پولین نے معمولی سپاہی کی مثل اپنی جان کو خطرہ میں جھونک دیا تھا اور ایسے لیے
 موقع پر خود جانے لگا تھا جہاں سے جلن سلامت لے آنا محالات سے تھا۔ چنانچہ
 ایک موقع پر سفر مینا پلٹن کے ایک سپاہی نے جو بیلہ داری کا کام کیا کرتا تھا پولین کو جو
 درجہ خطرناک حالت میں دیکھ کر اپنے زبردست بازو سے اُسے دھکا دیکر علیحدہ کر دیا اور جبر
 کیا کہ ”بھلا اگر تو ہی مارا گیا تو بتا تو سہی ہمیں اس خطہ سے بچاؤ والا کون ہو گا اور یہ ککر آپ
 آگے ہو گیا اور پولین کو اپنی آڑ میں لے لیا۔ پولین نے اس کبریٰ شجاعت کی دل ہی دل
 میں بہت داد دی اور کچھ نہ کہا۔ جنگ ختم ہوتے ہی اُس نے اس سپاہی کو طلب کیا اور
 اُسکے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ کر بول لائے ”مرد بہادر تیری شجاعت صلہ کی مستحق ہے
 اور اسکا عوض ضروری ہے۔ اور اسی وقت افسری کا آہنی جیبہ بجائے اس پہاڑے کے
 تیرے دوش کو زینت دلیگا چنانچہ اسی وقت اس سپاہی کو عمدہ افسری عنایت ہوا۔
 فوج کے جلیزبر لوں پر اب پولین کی فراست و فیاضی سے رعب طاری ہو گیا تھا اسکی
 فضیلت کی وہ قدر کرتے اور اگر اُسکے حضور میں جاتے تو احتیاط و ادب سے جھلستے
 مگر معمولی سپاہیوں کا یہ حال نہ تھا۔ وہ پولین کو اپنا مہربان جانتے اور اُسکے سامنے ٹہری
 تے تکلفی اور آزادی سے جاتے تھے۔ ان خوزیز لڑائیوں میں سے ایک موقع کا ذکر
 ہے کہ نتیجہ جنگ میں بڑا عرصہ ہو گیا تھا اور یہی بس و پیش تھا کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے
 لیکن اب پولین نے غنیم کی فوج کا ایک غیر محفوظ موقع دیکھ پایا اور قریب تھا کہ اس موقع
 سے بڑا فائدہ اٹھا لے کہ اتنے میں ایک ادنیٰ سپاہی گرد اور دھوئیں میں اٹا ہوا صفت ہو
 نکھر نکھر پولین کے پاس آیا اور باؤاں بلند کہنے لگا۔ ”جرل۔ فوج کا ایک دستہ دیکھئے وہ
 اس مقام پر ذرا ہیچ تو دیکھئے۔ جنگ میں بس فتح ہماری ہے۔ پولین نے جواب میں کہا
 ”بل بے شری۔ میرا بھید بکتے کسطح معلوم ہوتا اور چند ہی لمحہ میں فرانسیسیوں کے شدید حملہ
 کی تاب دلا کر آکسٹریا دے فرار ہو گئے جنگ ختم ہوتے ہی پولین نے اس سپاہی
 کو جسے فن جنگ میں یہ لیاقت دکھائی تھی طلب کیا لیکن افسوس اُسکے دماغ سے گولی
 پار ہو چکی تھی اور میدان میں وہ مارا جا چکا تھا کاش یہ زندہ ہوتا تو بھلا اُن کو اکابر جنگ کے

حلقہ میں پنولین کا اورنگ تھا ایک کوک ہوا سوتا۔ کون جانتا ہے کہ فراموش قبروں میں
 بڑے بڑے ہونہار شعرا کے دل اور ایسے لوگوں کے ہاتھ جو ممکن تھا کہ زبردست بادشاہ
 ہوئے ہوتے یا پراثر بر لٹ کی آواز پر وجد میں لاتے خاک میں ملے پڑے ہیں۔
 بسینو کی جنگ کے بعد شب میں آسمان بادل سے صاف تھا اور ماہتاب بڑے
 آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ پنولین جسے حالت فتح میں بھی کبھی اظہار مسرت و انبساط
 نہیں کیا حسب عادت گھوڑے پر سوار میدانِ قتال میں جو مقتولوں اور جاں بلیوں
 سے پٹا ہوا تھا خاموش خیال میں ڈوبا ہوا پھر رہا تھا اسوقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ
 کسی دردناک منصوبہ میں غرق ہے۔

اسوقت ٹیک آدمی رات بتی۔ جنگ کے دند لپکا شور و غل فرو ہو چکے تھے۔
 چاندنی رات کے گہرے سناٹے میں اگر کچھ سنائی پڑتا تھا تو وہ صرف جاں بلب اور
 مجروحوں کی کراہیں تھیں۔ اسوقت اپنے مقتول آقا کے کوٹ سے یکایک ایک کتا
 نکلکڑوڑتا ہوا پنولین کے پاس آیا گویا کہ طالب امداد تھا اور پیر و ڈر کر اسی کو نڈی ہوئی
 نقش کے پاس چلا گیا اور غمزہ آواز لگا لگا اسکے چہرہ اور ہاتھوں سے خون چاٹنے
 لگا۔ یہ افسوسناک منظر پنولین کے دل پر اثر کر گیا اور وہ اپنے گھوڑے پر سوچ میں ڈوبا
 ہوا کھڑا رہ گیا۔ پنولین نے اس واقعہ کو کئی برس بعد بیان کرتے وقت کہا تھا یہ تو مجھے
 معلوم نہیں کہ کس طرح لیکن میدانِ قتال میں میرے دل پر حسیا اثر اس واقعہ سے
 ہوا ایسا کسی واقعہ سے کبھی نہیں ہوا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ دیکھئے اس
 مقتول کے ضرور رفقا اور احباب ہونگے لیکن اسوقت سب نے اسکو فراموش
 کر دیا ہے اگر کوئی رفیق و ہمدرد ہے تو یہی سب حق شناس ہے۔ صد افسوس آدمی
 بھی کیا عجب سے ہے اور اس کی سہرشت بھی کیسی پُر راز سرشت ہے۔ میں نے خود
 ایسی ایسی جنگوں کے حکم دئے ہیں جنہوں نے فوجوں کی فوجوں کے فیصلے اور صفائی
 کر دئے اور میں نے اپنے احکام کی تعمیل میں اپنے ہزار ہا ہموطنوں کو مقتول ہوتے دیکھا
 اور میری اکہ سے ایک آنسو نہ ٹپکا۔ یا اس موقع پر میں کیا بیان کروں۔ میرے قلب کا

کیا حال ہو گیا تھا جسوقت میں اس غمزدہ کتے کی اودا سنتا ہمدردی اور رحم سے میری غیر حالت ہو گئی تھی اور یقین جانو کہ اسوقت عاجز دشمن مجھے کسی قسم کی درخواست کیوں نہ کرتا ممکن نہیں تھا کہ میں اُسے منظور نہ کر لیتا۔

ابھی آسٹریا مطلع نہیں ہوا تھا ایسے استقلال سو کہ اگر وہ کسی بہتر معاملے میں طرہ کیا جاتا تو حیرت کا باعث ہوتا اُسے فرانسیسی جمہوری سلطنت سے صلح کرنے سے انکار کیا۔ تمام مالک محروسہ میں جوش تازہ کے ساتھ چوتھی فوج تیار کر نیکے سامان ہونے لگے۔

انگلستان نے بھی کچھ اٹھا نہ رکھا تھا۔ جہاں جہاں اُس کی فوجیں اور جنگی جہازوں کے بیڑے گس سکے فرانس کا مقابلہ کیا اور اس تمام جدال و قتال کی روح اُسی کو سمجھنا چاہئے آسٹریا کے دار السلطنت وائٹا میں اوسنو مجلس دوز کو اشتغال دیا اور افواج کی اپنی شرکت اور اپنے زر سے امداد کی۔ لیکن انگلستان کی رعایا فرانس سے صلح کر لینے کو فیہو کہہ رہی تھی کیونکہ خود اُسکا سیلان طمع جمہوری سلطنت کی طرف ہو رہا تھا اور شخصی سلطنت سے وہ بیزار تھی مگر انگلستان میں خاندان شاہی اور امرا ایسی قوم سے صلح کرنا نہ چاہتے تھے جس پجاری کا صرف یہی گناہ تھا کہ اُسے سلطنت شخصی کو ترک کر دیا تھا۔

آسٹریا نے اس چوتھی جدید فوج کے قایم کرنے میں تمام اپنی ہمت صرف کر دی۔ اور اُسے درم سر کی کچی فوج اور دریائے رین کی پلٹوں اور ٹیرول کے جنگجو و ہتھیاروں سے ایک لاکھ سپاہیوں کی سپاہ قایم کر لی۔ اس نئی فوج کی فراہمی کیوقت آسٹریا میں اس بلا کا جوش پہلا ہوا تھا کہ چار پلٹیں تو فقط ایک شہر و آٹا سے کھڑی ہوئیں اور ملکہ آسٹریا نے خود اپنے ہاتھ سے جہنڈ و پیرکار جو بی کا کام کیا اور یہ جہنڈے فوج کو دے اسبطح دوسری اعلیٰ زندگی لیڈیوں نے اپنے تبشیم اور امداد سے مہم میں جوش پیدا کئے۔ پختہ نزار فوج کے قریب شمالی ٹیرول کے دروں میں آمو جو ہوئی اور شمال سے پولین پر حملہ کر نیکو آادہ نئی۔ اور پختہ نزار فوج کے ساتھ خود درم سر مانٹوا میں قلعہ بند تھا اور ایک تہا رہہ پر قلعہ سے باہر نکلنے اور پولین پر حملہ کر نیکو مسنغہ بیٹھا تھا۔ پس تین ہفتے کے اندر یہ ایک لاکھ فوج پولین پر ٹوٹ پڑ نیکو آادہ ہو گئی۔

اب نپولین کی حالت واقعی باپوسا نہ تھی۔ فرانس سے ملک پہنچی وہ صرف اسبقدر پہنچی کہ یہ وقت اُس نقصان کی تلافی کر سکے جو سیاری اور تلوار سے واقع ہوا تھا۔ نپولین کے پاس صرف تیس ہزار فوج تھی اور اُسکا سب روپیہ صرف ہو چکا تھا۔ باوجودیکہ اُسکی فوج ایسی سی نامی فتوحات حاصل کر چکی تھی تاہم اُسکو درجہ محنت کرنیکی ضرورت باقی تھی اور فوج میں ہر سٹے کی قلت ہو رہی تھی اور اب وہ لپکار لپکار کر شکایتیں کر رہی تھی اور کہتی تھی آخر اسکی وجہ کیا ہے کہ فرانس سے ہمکو مدد نہیں ملتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمام یورپ کے مقابلہ میں ہم تنہا لڑیں۔ تین فوجیں ہم غارت کر چکے اور نیچے چوتھی اُن سب سے بڑی اور تیار ہے آخر یہ جنگیں ختم کب ہوں گی۔

نپولین کو اپنی پرخطر حالت سے کما حقہ آگاہی تھی لیکن اوہ تو اُسنے اپنی فوج کو چند ہفتے دم راست کر لینے کی اجازت دی اور اُسہر تمام اپنے غم و ہمت کو آبنیوالی خطرناک جنگ کی تیاریوں میں سرناپا مصروف کر دیا۔ دوست دشمن دونوں اب نپولین کی حالت کو ناامید حالت سمجھ رہے تھے۔ اور اب اُسٹریا والے یہ سبق بھی سیکھ چکے تھے کہ ایسے ہتھیار کے سامنے فوج کو تقسیم کرنا محفوظ نہیں ہے اور جب یہ خیال کیا جاتا تھا کہ بچتہ ہزار فوج کا بڑی دل تو شمال سے پچیس ہزار آٹھ سو ا کے قلعہ بند سپاہی بہادر ورم سر کی ماتحتی میں نپولین پر پیچھے سے حملہ آور ہونگے تو فرانسسی فوج کے غارت ہو جانے میں کون احتمال باقی تھا اپنی فوج کے سامنے نپولین کا اور حال تھا یعنی اُسکے دم خم وہی تھے اور ذرا بھی تشویش یا فکر کے آثار اُسکے بشرہ سے ظاہر نہ تھے۔ باوجودیکہ وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ اس ایک لاکھ عظیم کی فوج سے اُسکی فوج برباد ہو جائیگی۔

ایسے حالات میں نپولین نے ڈاکٹر ونگو لنگ کے واسطے ایک اپیل بھیجا اور یہ اپیل بڑا عالی شان اور فصیح تھا اسنے لکھا:-

”ہمارے جلا افسران بالا۔ ہمارے جملہ بہترین جنرل یا تو مارے جا چکے یا بچ کر بچو ہیں۔ اُٹلی کی فوج جو اب مکملی بھر گئی ہے تنہا کر لپٹ ہو گئی۔ سلیسیمو۔ لودوی کیسنگ لین اور سینیو کے سوا اپنے ملک پر اپنی جانیں نثار کر چکے ہیں یا اسپتالوں میں پڑے ہیں۔

فوج کے پاس سوائے اسکی شہرت اور ہمت کے اب کچھ باقی نہیں۔ اٹلی کے اس کنارے اب ہکو تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایسی متواتر تبدیلیوں اور ایسی کتر فوج کی حالت میں اُن بہادر و نگو جو اب میرے ساتھ باقی ہیں سوائے مرجانی کی توقع کے اور کیا امید باقی ہے۔ شاید شجاع اگر وہ اور بہادر مسینا کا وقت بھی اب قریب آگیا ہے۔ اس خیال سے میرے کان کھڑے ہوتے ہیں مجھ میں اس طرح سے مرے کی ہمت نہیں کہ میری موت ان سب کی بربادی کا یقینی باعث ہو جو زمانہ دراز سے میرے رفیق و ہمدم رہے ہیں فوج اپنا فرض ادا کر چکی ہیں اپنا کرتا ہوں۔ میری قوت ایمانیہ چین سے ہے لیکن میری روح پاش پاش ہو گئی ہے۔ دوزائے جنگ نے اپنی تحریروں میں جتنی کمک کا اعلان کیا ہے اسکی چھارم کمک بھی مجھے نہ پہونچی۔ میری صحت خراب ہو گئی۔ بدقت گوڑے پر سوار ہوتا ہوں ہماری فوج اتنی تنواری رہ گئی ہے کہ دشمن اسکی صفوں کو شمار کر سکتا ہے میرے پاس سوائے ہمت کے اب کچھ باقی نہیں لیکن یہ بھی ایسے موقع کے واسطے جہاں میں ہوں کافی نہیں ہے فوج بھیجی نہیں تو اٹلی ہاتھوں سے چلی۔“

لیکن اپنی فوج سے پھولین نے کچھ اور ہی کہا اور اپنی پریشانیوں پوشیدہ رکھ کر سکے دل بڑانے کی باتیں کیا سنے کہا بس ہکو اب ایک کوشش کرنا اور باقی رہا ہے اور پہر اٹلی ہماری ہی رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عسینم کی فوج ہمسے زیادہ ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ نہیں کہ آدھے سے زیادہ اُس میں نئی بھرتی کے غیر قواعد والے جوان ہیں جن کی کیا ہستی ہو سکتی ہے کہ فرانس کے تجربہ کار سپاہیوں کے سامنے جم سکیں۔ جسوقت ایلوینگر *Alvin* کو ہتھ شکست دیدی ممکن نہیں کہ مانشوا فتح ہو جائے اور اسیوقت ہماری محنتوں کا نتیجہ کھل آوے گا۔ مانشوا کی فتح سے صرف اٹلی ہی فتح نہ ہو جائیگی۔ بلکہ عام صلح نصیب ہوگی۔“

اُن تین ہفتوں کے زمانہ میں جبکہ اسیٹیرا والے تو اپنی فوج کو تیار کر رہے تھے اور فرانسسیسی فوج مانشوا کی شہر بننا ہونے لگی و پڑی سمجھتا رہی تھی پھولین نے اپنی حالت کو اٹلی میں مستحکم کر لینی سعی اور ان ریاستوں کو جو اظہار غنا د کر رہی تھیں زیر کرنے کی

کوشش میں پرلے سرے کی محنت کی۔ ان ایام میں اُنکی مصیبتیں جو اس انتظامِ ملکی میں اُسے بطور ایک مدبر کے اُٹھائیں اُن محنتوں سے زیادہ کڑی تھیں جو چہیت ایک سپاہی کے وہ برداشت کر چکا تھا اُسکے کہانے اور آرام کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ رات دن وہ کام میں مصروف تھا اُسکی سواری میں شدتِ تکان سے گھوڑوں پر گھوڑے مر رہے تھے کیونکہ وہ جا بجا آندھی کی مثل دوڑا دوڑا پھر ہاتا۔ جینوا۔ ونیس۔ نیپلس۔ اور روم کے ساتھ صلیبوں کے بارہ میں اُسنے ڈاکٹر لری کو بیشمار مراسلات بھیجے۔ اس لری ڈاکٹر لری سے اُسے نفرت تھی کیونکہ اُسکی رائے صائب نہ تھی اور نپولین کو معلوم تھا کہ اگر رائے صائب سے اُسکی مدد نہ کی جاوے گی تو رپبلک کا سینا ناس ہو جاوے گا۔ اُسے لکھا کہ اٹلی میں جب تک تمہاری طاقتوں کا مرکز مہاراجنل شوگا سب کام غلط پڑے گی۔ جمہوریوں کا الزام لگانا آسان ہوگا۔ لیکن ناموری سے تو میری سیاست بگھبگئی اور افکار نے مجھے تھکا دیا۔ نیپلس کے ساتھ صلح کئے بغیر چارہ نہیں۔ جینوا اور ونیس کو دوستی کی راہ پر لانا چاہئے۔ روم Rome کا بے اندازہ دباؤ ہے اور اس ریاست سے بگڑا لینے میں آپ نے غلطی کی یہ بات بڑی ضروری ہے کہ افواجِ اٹلی کے لئے ہم بادشاہ اور رعایا دونوں سے طریقِ دوستی پیدا کریں۔ اٹلی میں جنرل جھل خط کتابت اور کارروائی فوجی کا چہرہ ہونا چاہئے۔ نسبت و ہفت سالہ جوان کے لئے ایسے ایسے دعوے بڑے دلیرانہ دعوے تھے۔ لیکن نپولین اپنی طاقت سے آگاہ تھا۔ اب اُسے پوپ صاحب کی بلوٹا اور فرار کی ریاستوں اور موڈینا کی رعایا کی التجا پر توجہ کی اور موڈینا کے دیوک کی دغا بازی کے سبب اُسے ان ریاستوں کو آزاد کر کے ایک متحدہ جمہوری ریاست بنا دیا اور چونکہ یہ نئی جمہوری ریاست دریائے پو کے جنوب میں واقع تھی اُسے اسکا نام سرس پدین Cispadan رپبلک رکھا یعنی دریائے پو کے اس طرف کی رپبلک اس زرخیز خط میں جو تمام روئے زمین کے زرخیز خطوں میں سے ایک خط شمار کیا جاتا ہے پندرہ لاکھ آدمی گئے آباد تھے۔

ان لوگوں کی مسرت اور جوش کا جنکو اب آزاد حکومت عطا ہوئی تھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جہاں

پنولین جلتا جوش کے نعرے جیسے اظہارِ مسرت ہوتا بلند ہوتے۔ طرزِ حکومت قائم کرنے کے اُس نے موڈینا میں دکیلوں۔ زمینداروں اور تاجروں کی ایک مجلس جمع کی۔ سب پنولین کی رائے سے متفق تھے اور وہ بڑی زبردست عقل سلیم سے انہی مجلسوں کی رہنمائی کرتا۔ چونکہ اس کو بدتمیزی سے جس سے فرانس کو اس قدر ذلت نصیب ہو چکی تھی بڑی نفرت تھی لہذا اس وقت دیکھا جاتا ہے کہ اس کی نگاہ میں آئین و قانون کی کس قدر وقعت تھی۔

ان لوگوں کی مجلس کے سامنے ایک دن اُس نے ایڈریس میں بیان کیا کہ ”یہ بات ہرگز مت ہونا کہ قانون ایک شے کا عدم ہو اور اُس میں ضروری قوت اپنے قائم کر نہی نہیں ہے۔ اپنی فوجی ترکیب پر توجہ کرو جس کو مغزِ بنیا و پر قائم کر نیکیے متاخرے پاس ذریعہ موجود ہیں۔ بہت قوت تم فرانس کے لوگوں سے زیادہ خوش نصیب ہو گے اور بغاوت کی آزمائش میں گزرے بغیر تم کو آزادی حاصل ہو جائیگی۔“

اٹلی کے باشندے کچھ زمانے سے تھے اور فرانس یا آسٹریا کے باشندوں سے مبارز نہ ہو سکتے تھے تاہم اس نئی رپبلک نے اپنے نوجوان بانی کے ساتھ محبت اور جوش کا اسطرح اظہار کیا کہ جس وقت آسٹریا والوں کی ایک جماعت نے مانٹو اسے باہر کلکڑ تاخت کی تو وہ فوراً مسلح ہوئے اور اس جماعت کو اسیر کر کے بڑی شادمانی سے اُس کے حضور میں لے گئے جس وقت آسٹریا والوں کو یہ معلوم ہوا کہ پنولین ان کو سپاہی بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو اس خیال پر وہ سنسنے اور کہنے لگے کہ ہم تو خود یہ تجربہ کر چکے ہیں لیکن سیکار۔ اٹلی والوں کو اچھا سپاہی بنانا ممکن نہیں۔

پنولین نے کہا ہے کہ ”بوجود اس کے میں تو ہزاروں اٹلی کے جوان فوج میں بہر قی کئے اور وہ اُسی شجاعت سے لڑے جس طرح فرانس کے سپاہی لڑتے ہیں اور انہوں نے ایامِ مصیبت میں میرا ساتھ سمجھوڑا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ میں نے ان کو ٹیوٹا سو فوف کر دیا تھا۔ اور عجائباتِ تازیانہ کے ان کو خیالِ غیرت سے تحریک دی وہ بات جس سے آدمی کو ذلت ہو فائدہ بخش نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تاہو تو سہی جس آدمی کے اُسکے بیڑے والوں کے سامنے بیہ لگیں اس کی کیا ابر و باقی رہی۔ جب کسی سپاہی کو بیدوں کی ذلت نصیب ہو چکے تو وہ ہلکا

کس طرح ممکن ہو کہ اُسے اپنی یا اپنے ملک کی آبرو کا خیال ہے۔ لڑائی کی بعد میں افسروں اور سپاہیوں کو جمع کیا کرتا تھا اور تحقیقات کرتا تھا کہ کس کس نے داؤد شجاعت دسی ہو اور ان میں سے خاندانوں کو تو میں ترقی دیتا تھا اور ناخواندوں کو پانچ گھنٹہ روز پڑھنے کی تاکید کرتا اور جس وقت وہ پڑھ کر لائق ثابت ہو جاتا جس اُس کا عمدہ بڑا ہوتا۔ اس طرح خوف و تاربانہ کے بجائے مینے غیرت و ہمہ سری کو قائم کیا۔

پارہ اور لشکری کے ڈیوک کو اُس نے رشتہ دوستی پیدا کر کے اپنا کر لیا اور لبار دوی کے باشندوں کا یہ لکھنؤ جی بڑا ہوا کہ ”جس وقت موجودہ انکار سے مجھ فرصت ہوئی میں بھاری آزادی کی ترقی کا بھی کچھ نہ کچھ تنظیم کروں گا“ اس طرح بڑے سے بڑے کارمدار کے مانند اُس نے اپنے چاروں طرف دوستانہ تعلق پیدا کئے اور ڈاکٹر کی ناقابلیت کی تلافی یوں کی کہ اُس نے سیاسی ذرائع سے فائدہ اٹھایا کہ کبھی کوئی آدمی ایسی حالت میں جہاں اس سے بڑھ کر زیادہ نازک سلیقہ شجاری کی حاجت ہوئی نہیں ہوا ہے۔ تمامی اٹلی کے ملک میں جمہوری فریق نپولین کی امداد حاصل کر نیکو دایلا چا رہی تھی اور فقط اُس کی اجازت کی منتظر تھی کہ علم بغاوت بلند کرے۔ اگر نپولین ذرا ہی سہارہ دیدیتا تو تمام جزیرہ شاخہ جنگ کی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا اور وہی خطرناک منظر جو پیرس میں ہو چکے تھے اٹلی کے بھی تمام شہروں میں دوبارہ نظر آتے۔ اوہ فریق شاہی کو بھی جو شش یلوسانہ پیدا ہو جاتا اور نپولین کی حالت اور بھی بے قیام ہو جاتی۔ ایسے مقتضی اثرات میں کارروائی کر نیکو ایک بڑے پختہ کار مدبر کے سے فہن و ذکاوت اور اعلیٰ اور جبکی جرأت اخلاقی کی ضرورت تھی۔ لیکن نپولین کی تفصیل دیوان خاص میں میدان کارزار سے بڑھ کر تاباں ہوئی۔ نپولین کے رویہ نے جو عس نے اختیار کیا تھا اُس کو اٹلی والوں میں بڑا ہر و لغز بنادیا تھا وہ اُس کو اپنا ہموطن سمجھتے تھے اُس کی شہرت پر اُن کو ناز تھا وہ اُن کے ملک سے اسٹریٹیا کو کو جسنے اُن کو نفرت تھی و نفع کرہ بانٹا خود سر بادشاہوں کا دشمن اور رعایا کا وہ حامی تھا۔ اُن کی شہانی بولی اُس کی زبان ماوری تھی اُن کے اطوار و عادات سے وہ خوب واقف تھا اور اُن کے علم ادب اور ہنر و کئی جو نگہ وہ قدر کرتا تھا وہ پہلے نہ سماتے تھے۔

ان طوفانی منظروں سے پولین نے ایک بیڑہ لیکھا رن سے اپنی پیدائش گاہ جزیرہ کو رسیکا کو انگریزی حکومت سے چھین لینے کو بھیجا۔ سروالٹر اسکاٹ گنایتہ اس امر کے متعلق کہ پولین نے اپنے گننام مولد سے کبھی خاص الفت ظاہر نہیں کی بڑی خوبی سے کہتے ہیں۔ وہ مثل شیر کے پیٹے کے تباہ گلوں کو منتشر کرتا ہے اور شکار یونکو ماتا ہے لیکن اپنے بیابانی غار کا جس میں اُسے آنکھیں کھولی تھیں خیال نہیں کرتا۔

لیکن سینٹ ہلینا میں پولین نے کہا ہے اور اسکی اس گفتگو کو سنکر شاید ہی کوئی ایسا سنگدل ہوگا جسکا کلیجہ بر نہ آئے۔ ”اس چٹان پر جبکہ معاملات ملکی یا اپنے جیلر کی توہینوں سے میرے خیالات کو نجات ملتی ہے تو میرے حافظہ میں بچپن کی یاد گاریں کیسے کیسے ہجوم کرتی ہیں انسانی زندگی کے سب سے اول لغزورات کی طرف میں پہنچ جاتا ہوں ان خاموشی کے لمحوں میں مجھے ہمیشہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں اپنے پرنائے اجیشیو والے مکان میں گرہست آدمی کی طرح مع اپنی بیوی اور بیٹے کے رہتا ہوتا اور پانسو پونڈ سالانہ

میری آمدنی ہوتی تو دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی خوش نصیب نہوتا۔ ان تھولون *Montholon* کیوں بہانہ کو یاد ہے کہ نہیں کیسے موقع سے وہ مکان واقع تھا تم نے تو اکثر پالان کے ہمراہ دور دور کر اپنی طفلانہ حرص پوری کر نیکی لئے اُسکے عمدہ سے عمدہ انگوروں کے خوشے توڑے ہیں۔ ہائے کیا بے فکری کے ایام تھے خاک مولد میں ہی کیا کیا دلچسپا ہوا کرتی ہیں۔ حافظہ اُس کی تمام دل کشتیوں کو اگر دماغ میں سجاتا ہے یہاں تک کہ بوسے خاک آنے لگتی ہو اور اگر آنکھیں بند کر تو یہ سب باتیں اصل معلوم ہوتی ہیں اور آدمی یہاں تک بتا سکتا ہے کہ بچپن میں سب سے پہلے میں فلاں مقام پر چلا تھا۔ مجھے تنگ بڑے جوش کیساتھ وہ سفر جو مینے پادلی کے ہمراہ کیا تھا ذرا یاد ہے۔ ہم پانسو لڑکے جو جزیرہ کے اول درجہ کے خاندانوں میں سے تھے اُسکے جلو میں تھے۔ مجھ اُسکے ہمراہ چلنے سے غرہنا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُسکو بھی مسرت تھی جب وہ پدرانہ شفقت سے ہماری پہاڑوں کے درجہ ہمارے ملک انوکھی شجاعت کے جوانوں نے اپنی آزادی کے لئے دکھائی تھی شاہد تھے وکھاتا جاتا تھا وہ انرجو اسوقت مجھ پر ہوا۔ میرے سینہ میں اب بھی لہکتا ہے۔“

پردہ بولا۔ ”ماں تہولوں۔ ذرا اسوقت تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھو۔ دیکھنا کیسا
 دہرکتا ہے“ ماں تہولوں کہتا ہے کہ بیشک یہ بات راست تھی۔ اُسکا دل اس تیزی سے دہرک
 رہا تھا کہ مجھے حیرت ہو جاتی اگر میں اُسکی ترکیب جسمانی سے آگاہ نہ ہوتا کہ بجلی کی مانند اُس کے
 خیالات تمام اُسکے جسم کو مضطرب کر دیا کرتے تھے۔ ”پر پولین کمنے لگا یہ دل کا دہرنا گرجا
 کے گھنٹے کے مانند ہے۔ لیکن کیا کریں اس پاڑی پر تو کوئی گھنٹہ بھی نہیں اور اب مجھے
 اُسکے سننے کی عادت نہ رہی لیکن گھنٹہ کی آواز جب میرے کان میں آئی تو اُسنے جین کو
 خیالات میرے دل میں جگائے ہیں۔ انجی لس *Angulus* کا گھنٹہ مجھے اُداس لٹین
 خوشنما یاد کی طرف پہنچایا کرتا تھا جبکہ میں اُس کی پہلی آواز سینٹ کلاؤ کے سایہ دار
 درختوں کے نیچے متوجہ خیالات اور شاہی تاج کے کوچے سے زیر بار حالت میں سنا کرتا تھا
 اور بسا اوقات میرے لئے یہ گمان کیا جاتا تھا کہ میں کسی مہم جنگ کی تجویز میں غلط ہو چکا
 ہوں یا کسی قانون شاہی کا مطلب سمجھنے میں غرق ہوں درحالیکہ میں خیالات طغلی
 کی یادگار میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا اس میں شک نہیں کہ مذہب میری روح کی سلطنت
 ہے زندگی کی وہ اُمید ہے۔ حفظ دامن کا لنگر ہے اور بدی سے رہائی ہے۔ مذہب
 مسیحی نے ہی انسان کے ساتھ کیا ہی حسان کیا ہے اب بھی وہ کیا کیا نہ کچھ زور
 نکالتا کرے اگر اُسکے پیرو اپنی رسالت کو سمجھیں۔“ :-

باب نہم

مانٹوا کی فتح

نپولین Napoleon دیر دنا میں۔ والواسے *Vaubois* کے ڈویژن کو طاقت کرنا
جاسوس کی گرفتاری۔ عناصر جنگ کا طوفان۔ ہزیمت۔ ارکولائی جنگ۔ نپولین کے جرنل
کی جان شاری۔ میورن *Murion* کی بیوہ کے نام خط۔ چوٹی شبیہ۔ یوت کے
نام پیغام۔ میڈیم ڈی اسٹیل۔ نپولین کی کفایت شکاری۔ ایلونزی *Alvin*
کی دہکی اور نپولین کا ترکی بہ ترکی جواب۔ رائو دلی *Rivoli*۔ اطاعت قبول کر لینا
نپولین کا درم سے نرم برتاؤ۔ پوپ صاحب کی ریاستوں کا مغلوب ہونا۔ لوریڈ
کی موت۔ شانزادہ پگناتلی *Pignatelli*۔ پوپ پائیس *Pius* ششم کا خطرہ۔

حیرت انگیز نری جو فاتح سے نکلو میرائی

شروع نومبر میں اسٹریا کی فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ پیروں کی گہاریوں میں
موسم سرما کی باؤ سرد کے جو کے تیزی سے چل رہے تھے اور پہاڑ کی چوٹیاں برف سے سفید
تھیں۔ لیکن جنگ کی کارروائیوں کو ملتوی کرنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ جب تک درم سر کی مدد نہ کی جاتی
مانٹوا کے فتح ہو جانے میں کیا کلام تھا اور مانٹوا فتح ہو جانے کے بعد اٹلی میں اپنی سلطنت کی
اسٹیرا والونکو امید رکھنا غیر ممکن تھا۔ جفاکش سپاہی درم سر نے اپنے گھوڑے دوج
کڑا لے تھے اور گوشت میں غذا کی خاطر نمک دیکر رکھ چوڑا تھا لیکن یہ ذلیل کسانا بھی قریب

ختم کے تھا اور اسے ایلو نزی *Alwin* کو قاصد بھیج کر کہلا بھیجا کہ چھ ہفتہ سے زیادہ میرے لئے قلعہ بچانا غیر ممکن ہے۔

جب پنولین نے سنا کہ اسٹریڈالوں نے کوچ کیا وہ فوراً اپنے صدر مقام افواج ویرونامیں پہنچا دالواسے *Laus* کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ٹرنٹ کے کنارے تنگ گمائی میں اسٹریڈالوں کی نقل و حرکت دیکھنے رہنے اور اُنکے پہلے بڑے کورس کے لئے متعین کیا۔ دالواسے اور اسکی فوج غلیم کی کثرت سے مغلوب ہو کر ٹھیکے آئی اور اسطرح غلیم کی طاقت کو بہت بڑا دیا۔ جسوقت پنولین نے یہ وحشت ناگ خبر سنی وہ فوراً اتنی فوج لیکر جتنی وہ جمع کر سکا ہوا کے بگولہ کی طرح پیچھے ہٹتی ہوئی فوج کو اکٹھا کرنے اور دشمن کو بڑھنے سے روکنے کے لئے پہنچا اور اس مقام پر فطرت انسان کی خفا کے متعلق اسنے اپنا وہ کمال علم دکھلایا جس سے فوج پورہ حکومت کرتا اور اُن میں عیش سپاہی کر دیا کرتا تھا۔ ان خطرات کی وجہ سے جسے وہ محصور تھا یہ ضروری خیال کر کے کہ ہر سپاہی رستم ثانی ہو جائے اور ہر سالہ فتح کر لینے یا مرجانے پر کمر بستہ ہو جائے اسنے ارادہ کیا کہ اُن لوگوں کو جن کی بزدلی تمام فوج کے لئے مہلک ثابت ہوئی تھی سخت تنبیہ کیجائے آندھی کی طرح معہ اپنے ہٹات (افسران متعلق سرشتہ فوجی) کے وہ کمپوس پہنچا اور تمام فوج کو ایک حلقہ میں اپگر و جمع ہونیکا حکم دیا وہ گھوڑے پر بیٹھا اور ہر شخص کی آنکھ اپنے نوجوان محبوب جنرل کے پیلے بیارونکے سے چہرہ اور نازک خط و خال پر بے غور لگی ہوئی تھی۔ کڑی لیکن بلند عنناک آواز سے اُسنے کہا ”سپاہیو تم نے مجھے ناخوش کر دیا تم سے نہ کوئی پابندی قواعد ہی ظہور میں آئی نہ کوئی بہادری ہی ظاہر ہوئی تمنے اپنے کو ایسی جگہ سے بگھو ادیا جہاں مٹی پر مردان و لیر ایک پوری فوج کو روک لینے۔ جاؤ آج سے تم نرالسیسی سپاہی نہیں ہو۔ اے اسٹاف کے افسر بالا اُنکے جھنڈے پر لکھوا دے کہ اب یہ افواج اعلیٰ سے متعلق نہیں ہیں“

ان لفظوں کا اثر ان پر جوش سپاہیو نہ اپنے جنرل پر نازاں اور اپنی شہرت پر متکبر تھے ایسا ہوا کہ قیاس سے باہر ہے۔ اس ملامت نے انہیں بجلی کا سا اثر کیا۔ بوٹھے

کار آزمودہ سپاہیوں کے رخسار و پیرائے ٹپکنے لگے اور بہتوں نے تو بہوں بہوں رونا شروع کیا۔ تو انہیں فوجی ہی اُنکے دلی غم کو روک نہ سکے جو اُنکی صفوں سے ظاہر ہو رہا تھا اُنہوں نے اپنی صفیں توڑ ڈالیں اور پنولین کے چاروں طرف گہ آئے اور کہنے لگے کہ ہمارا سچا حال آپ تک نہیں پہنچایا گیا غنیمت جسے تیگنہ تھے۔ ایک مرتبہ ہکو اور آرمائیجے ہکو خطرہ کی جگہ بیدار کیجئے اور دیکھ لیجئے کہ ہم افواج اُلی سے ہیں یا نہیں۔“

پنولین کا دل بسیج گیا اور وہ اُن سے بہ نرمی کلام کرنے لگا اور بولے ”اچھا میں تمکو جلد موقع دے گا کہ تم اپنی گئی ہوئی شہرت کا ازالہ کرو۔ دوسری جنگ میں اُسے انکو اول صفوں میں رکھا اور غنیمت کی خوفناک تعداد سے بڑھ کر اُنہوں نے وہ وہ کام کئے۔ کہ جو انسان کی شجاعت سے ممکن ہیں اور دشمن کو پس پا کر دیا۔ پنولین ایسی تقریر دیا کرتا تھا اُسے خون بہنے نازیبا نہ کی حاجت نہ تھی کہ اپنے سپاہیوں کی برہنہ لشت کو گمایل کرتا وہ دلوں پر حکومت کرتا تھا اُس کی سلطنت روح پر تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ سپاہی میری بچے ہیں۔ اس ملامت کا بے انداز اثر ہوا۔ فوج میں ایک افسر یا ایک سپاہی ایسا نہ تھا جس پر اثر نہ ہوا اور کیا ہی موقع سے یہ ملامت واقع ہوئی کہ جس وقت فوج کے ہر آدمی کے لئے اعلیٰ درجہ کی بہادری کی ضرورت تھی۔

ایلوئیزی نے ایک گنوار گاؤں گاؤں ہوتا ہوا ورم سر کے پاس پیغام لیکر مصور شہر میں بھیجا۔ اُنہواری مدد کی اطلاع نہایت ہی تیلے کا غدر بہت باریک خط میں لکھ کر ایک ہسٹر بار بموم کی گولی میں بند کر دی تھی۔ یہ جاسوس گرفتار کیا گیا لیکن وہ گولی کو نگل گیا۔ فوراً اُسکو قتل کر کے امانت اسکے معذہ سے واپس لی گئی۔ اور پنولین کو ایلوئیزی کی تجویزوں سے آگاہی ہو گئی۔ مانٹوا کے گرد اسنے دس ہزار فوج چھوڑی کہ کارروائی محاصرہ جاری رکھے اور باقی فوج جس میں پندرہ ہزار سپاہی تھے ویرانا کے قریب جمع کی۔ اب ہسٹریا کی فوج سے تمام ایڈج کی وادی بری ہوئی تھی اور رات میں تمام افق اُنکے کپڑوں کی آگ سے روشن نظر آتی تھی۔ چھ نکلے اسٹریا کی فوج کو اپنی کثرت تعداد کا علم تھا اسلئے وہ اب فرانسیسیوں کو گھیرنے میں جلدی کر رہی تھی۔ اور چالیس ہزار غنیمت کی فوج

فرانسسیسی پندرہ ہزار فوج کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھی۔
 اپنی پھلی شکستوں کے سبب آسٹریا کی فوج اب چوکنی ہو گئی تھی اور بڑی احتیاط
 سے حرکت کرتی تھی اور سب سے زیادہ اونچے مقامات پر قبضہ کئے چلی آ رہی تھی۔ نپولین
 بھی اپنی جواب چوکی سے کسی کسی کھٹکے غیر محفوظ مقام کو دیکھتا تھا لیکن کوئی ایسا موقع
 ہاتھ نہ آتا تھا۔ سپاہیوں کو اپنی اصلی حالت معلوم تھی اور چونکہ اپنی کامیابی کی ان کو کوئی
 ظاہر امید نظر نہ آتی تھی وہ ناامید معلوم ہو رہے تھے۔ فوج کی اب اس درجہ خطرناک
 حالت تھی کہ ملان۔ پیویا اور لودوی کے ہتھیاروں کے بغیر و مجروح اپنی مرضی و خوشی
 سے اپنے بستر چوڑ چوڑ کر بڑی تکلیف کی حالت میں فوج کے آکر شریک ہو گئے۔
 ان میں بعض ایسے ہی تھے کہ جنگی زخموں سے ابھی خون ہی بند نہ ہوا تھا۔ اس
 دردناک منظر سے سپاہیوں پر اپنی خطرناک حالت کا اظہار ہوتا تھا اور فوج کے ساتھ اپنے
 ساتھیوں کی جان شامی سے بڑا اثر تھا۔ قبل اسکے کہ آسٹریا کی فوج اور کثرت سے
 جمع ہونے والی فوج شروع کر دینے کا مستقل ارادہ کر لیا۔

تاریک و شدید موسم سرما کا طوفان زمین پر بارش کا سیلاب برپا کئے ہوئے تھا
 کہ نپولین نے بیگے ہوئے مٹی کے ڈھیلوں پر سے جسپر وہ پڑے ہوئے تھے اپنے
 سپاہیوں کو اٹھایا۔ حد سے زیادہ بھاری بادلوں کے درمیان سے ابھی سپید
 صبح نے آغاز نہ کیا تھا اور ٹھنڈے دھندے والی ہوا کا طوفان پہاڑوں پر حل رہا تھا یہ وقت
 موت اور قطع برید سے مقابلہ کر نیکو جانیکے لئے بہت سخت تھا۔ یہ محم ہیا کا نہ تھی۔

پندرہ ہزار فرانسسیسی فوج مجنونانہ جوش کیساتھ میں ہزار ٹولنس صف بستہ دشمنوں
 پر لوٹ پڑ نیکو تھی۔ خوفناک قتل عام جلد شروع ہو گیا۔ جنگ کی گج جلد کا شور اوجان
 بلبلوں کی چٹیں۔ نصف شب کی تاریکی میں خطرناک ہوا کے جھوکوں اور شور سے مل گئیں
 تھیں۔ زمین مینہ سے ایسی تر ہو گئی تھی کہ کچھ سے آلودہ لیکوں میں اپنی توپیں کینچنا
 فرانسسیسیوں کے لئے غیر ممکن تھا۔ جب ظلمت شب دور ہوئی اور طوفانی دن کی ہیا تک
 روشنی پہلی تو بجائے منہ کے برف گرنے لگا اور برف و بارش کے طوفان نے

جو فرانسیسیوں کے چوہنپر پراپر ہاتھ اٹھانے والا تھا اور دم گھونٹ دے گئے تھے۔ سارے دن انسان و عناصر کی یکساں شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ اب رات آئی اور رینہ سے شرابور اور چارہ بے ٹمٹرے ہوئے سپاہی خون سیرنگی ہوئی برف پر مقتول اور جاں بلب آدمیوں کے درمیان پڑ رہے۔ فریقین سے کسیکو دعویٰ فتح یا اقرار شکست نہ تھا۔

اُس برف و بارش کی فوج کرنیوالی شب کے خطرات جنگ اب آغاز ہوا قیاس سے باہر اور احاطہ تحریر سے خارج ہیں۔ تمام رات مجروحوں کی کراہیوں جو میلوں تک جنگ کے ریلے میں پہل گئے تھے طوفان کی گریہ و بکا کے ساتھ ایک سر میں ملی ہوئی تھیں۔ نپولین کی چوٹی جماعت میں سے دو ہزار مقتول زمین پر پڑے تھے اور اس سے بھی زیادہ سڑکاوا لے برف کی سیڑی چادر سے ڈھکھوے تھے۔ بہت سے مقامات پر خون آلود برف کے انباروں میں معلوم ہوتا تھا کہ مجروحوں نے جانکشی میں بہت دیر تک ہاتھ پاؤں مارے ہیں قبل اُنکی کہ ساکت موت نے اس دردناک سانحہ کا خاتمہ کیا۔ مرنالوں ایسے ایسے کمروں میں بھی بڑی سخت بات ہے جہاں پر بے چوٹے ہوئے جیت گئیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں اور عہد و دیار و دوست بیٹے نسل و نسل سے مصیبت کو حتی الامکان کم کر نیکی کو تشنگی کرتے ہیں۔ وہ برف کے تیکے کیسے سرد ہونگے اور لاکھوں سرد ہپاڑیوں پر اور کچھڑے سے بھرے نالوں میں ان موت کے منظروں کی تنہائی خوفناک ہوگی۔ ہزاروں ہونہار اور پریشوق نوجوان خوفناک قتل کے بعد پیروں تک موت کی جانکشی کے درمیان اس طوفانی شب میں تڑپے ہوئے۔ بہت سے ان میں سے آسٹریا اور ڈانس کے عالی خاندان جمع ان تھے اور ہر قسم کی آرام و آسائش کے عادی تھے۔ مان۔ بہن۔ اور بہائی سے وورینہ میں شرابور برف میں دبے ہوئے۔ تنہا بے یار و عسکار۔ نصف شب کی تاریکی میں پڑے انہیں سے تھے اور مصیبت خیز جانکشی کے لمحوں میں پڑے کراہ رہے تھے۔ آسٹریائی فوجیں اب بھی جمع ہو رہی تھیں۔ نپولین ویرنا کی شہنشاہ کے اندر ہٹ گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ نپولین دشمن کے سامنے سے ہٹتا ہوا معلوم ہوا اسکا ستارہ زوال پذیر ہو چلا۔ سپاہی چپ اور بیدل ہو گئے تھے اور اسکے سواے کوئی چارہ کار

د معلوم ہوتا تھا کہ یا تو وہ دولت سے بہاگیں گے یا اس سرسبز زیادہ دولت کے ساتھ آسٹریا والوں کی اطاعت قبول کر لینگے۔ اب ایک پہر رات آئی اور طوفان بھی ختم ہو گیا اور برف سے سفید پہاڑ یونہی چاندنی نے بڑی صفائی سے کہیت کیا۔ شروع تاریکی میں اعلان ہوا کہ جلد سپاہ کمر بستہ ہو اور بڑی پہر کی اور خاموشی سے کوچ کرے۔ ہر لشکر پر علم چایا ہوا تھا۔ اب مغربی پہاڑ جو فرانس کی جانب تھا کھول دیا گیا۔ رات کی ہوا میں تو پونکے پیوٹکا شور اور غم خیز قدموں کی آواز ادا سی سے سنائی دیتی تھی ایک لفظ بھی سنا نہ سے نہ لگا لاجاتا تھا۔ فوج بڑی تیزی سے پہاڑ کے باہر نکل آئی۔ دریا کو پار کیا اور فرانس کی سمت سرگ پر بڑی اور دشمنوں کو جنہیں ان کی غزائی کی خبر نہ تھی پیچھے سوتا چھوڑا۔

سپاہیوں کی شکستہ دلی جیسا کہ انکو خیال تھا اور جو اسطرح انجام کار بہا گئے پر محسوس ہوئے بچہ دہلے اندازہ نہ لگائی کیا ایک نیولین نے فوج کو ایک دوسری سرگ پر گما دیا۔ اس سے فوج کو بڑی پریشانی ہوئی۔ یہ سرگ ایچ کی وادی کو چلی گئی تھی۔ کسی کو نہ معلوم تھا کہ وہ انکو کہاں لئے جاتا ہے۔ دریا کے کنارہ وہ جلد جلد چوہ میل چلا گیا اور ہٹیک آدھی رات کو دریا پر عبور کیا اور آسٹریا کی فوج کی پشت پر آدمہکا۔ یہاں سپاہ کو ایک بڑی دلدل ملی جو میلوں تک چلی گئی تھی اور انہیں چند بختہ طریقے سنیں۔ ان دلدلوں میں عنیم کو اپنی تعداد کی بڑی سے کچھ فائدہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ صرف کالموں کے سرور کی مدد ہیڑ ہو سکتی تھی۔ فرانسیسیوں کی سپاہی نیولین کی تجویز کو اب سمجھ گئے اور انہوں نے اس فائدہ کی جو انکے لئے اُسے اس ہنرمندی سے حاصل کیا تھا بہت داد دی صفوں سے جوش کے نعرے بلند ہوئے اور بیدلی خوشی سے مبدل ہو گئی۔

اب آدھی رات تھی اور آسٹریا کے کمپوں کی آگ دور دور تک اُفت میں روشن نظر آرہی تھی اور فرانسیسی بالکل اندھیرے میں تھے۔ نیولین فکر و تکان سے پڑھ رہا تھا اور خیالات میں ڈوبا ہوا۔ خیر مضطرب صاف۔ سرور۔ خاموش شب سرا کے مانند ایک بلندی پر کھڑا ہوا موقع کو دیکھ رہا تھا اور دشمن کی طاقت کا اندازہ کر رہا تھا اُسکے ساتھ تیرہ ہزار فوج تھی اور چالیس ہزار آسٹریا کی فوج بڑی بڑی صفوں میں پارٹینر جمع تھی اور فرانسیسیوں کو

یہ کالم پل پر اس طرح بڑھا کہ پہر اسکو کوئی روک نہ سکا۔ پولین کو نکال لیا اور اگر کو لا کو فتح کر لیا
صبح ہوئے ہی ایٹونز می کو معلوم ہوا کہ دیر و نا خالی ہو گیا اور ان دلدلوں پر چڑھ کر
کو حصار کئے ہوئے تھیں پولین کے توپخانوں کی گرج سنکر اسے حیرت ہو گئی اور وہ
اپنے دشمن کی ذکاوت سے ڈر گیا اور تمام فوج نے کوچ کیا ان تنگ پختہ راستوں
پر تمام دن جنگ ہوتی رہی کالموں کے اگلے حصے ایک دوسرے پر لا بیان غصہ سے
حملہ آور ہوتے تھے اور مقتول و مجروح دلدل میں گر رہے تھے۔ وہ سخت ملامت جو دالو
کے ڈیوٹرین کو ہو چکی تھی فرانسیسی سپاہیوں کے کانوں میں گونج رہی تھی اور ہر افسر اور
ہر سپاہی ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اٹلی کی فوج میں میں۔ ہوں۔ اگر وہ فوجت کر وہ
پورے شعلہ اور آتش فشاں آتش کے دہانے میں گھسنا تو کما میری بخشش پر پولین میری
تلوار پہلی توڑ دے لیکن یہ نہوگا کہ میرے سپاہیوں کے سامنے مجھے وہ برطرف کرتے
پولین ہر جگہ موجود تھا۔ خطرہ کے سامنے مقتولوں اور مجروحوں کے درمیان بدل ہر رہا
تھا اور یہاں کا نہ حملہ کرتا تھا۔ کبھی بند و پیر سرٹ ہاگا جاتا تھا اور ہسٹریا دلوں کی توپوں
کے گولوں سے اسکے چاروں طرف زمین ہل کی مثل کندہ رہی تھی جہاں اس کی آواز سننی
جاتی تھی اور جہاں وہ نظر آ جاتا تھا اسکے سپاہیوں میں دس گنی ہمت بڑھ جاتی تھی۔ اس
ضرورت کے موقع پر لاس اگرچہ وہ سخت مجروح تھا ملاں کے اسپتال کو چوڑ فوج کی
مدد کو اپنی پولین کے بچانے میں اسکے تین زخم آئے لیکن جیتک لڑائی کا خاتمہ نہوا
پولین سے علیحدہ نہوا۔

میورن نے۔ جو منجملہ ان شجاع اشخاص کے ایک شخص تھا جنکو پولین سے وہ
سمجھ میں نہ آیا الارشٹہ الفت تھا جو یہ حیرت انگیز آدمی دلوں میں پیدا کر دیا کرتا تھا۔ کہیا
کہ ایک ہم کالو لا پولین کے سامنے گرا۔ بس فوراً وہ پولین اور گولے کے بیچ میں جا کر
ہو گیا اور اپنی جان قربان کر کے اپنے محبوب جنرل کو بچا لیا خلعت شہب نے جنگ اڑا
فریقہ کو چھ گھنٹہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔ لیکن صبح ہوئے ہی خونریز حملوں کا پہرا آغاز ہوا
اور تمام دن اسی شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ فرانسیسی توجہ کار سپاہیوں نے

سنگینوں سے حملہ کر کے اسٹریٹ والوں کو دلدل میں ڈھکیل دیا ایک رات اور آلی اور چلی گئی اور موسم سرما کی ایک اور صبح کی روشنی مشرق میں خفیف نمودار ہوئی اور سپاہی اپنے سرد اور کچھڑ کے بستروں سے اُٹھے اور خونیں شکاری کتوں کی طرح دھوئیں اور کھرمین دلدل پر جمع ہو رہے تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ ان خوفناک حملوں کی حالت میں توپ کا گولہ نیپولین کے گھوڑے کے آنکھ پر زوردار جانور و رد و خوف کی وجہ سے بالکل بے قابو ہو گیا اور ہانہ دانتوں میں دبا کر گولیوں کی بوہار میں سیدھا اسٹریٹ کی صفوں کے درمیان جھپٹا اور پھر جانکنی کی تکلیف میں دلدل میں جا گرسا اور مر گیا نیپولین ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور کانپ میں تابہ گردن دھس گیا اور کچھ اس باقی نہ رہا اور ہر دم یہی خیال تھا کہ چھٹو اس پر ندلت قبر میں عرق ہو جائیگا۔ یا کوئی اسٹریٹ کا سوار اگر سترن سے اتار لیا جائیگا یا گولی و مانع کو پاش پاش کر دیگی۔

دھوئیں کے بادلوں میں چھپا ہوا اس خوفناک منظر کے شور و غل میں اتفاقیہ وہ کسی کو نظر نہ آیا یہاں تک کہ جلد ختمات سے بے پروا اسکے سپاہی اس کی مدد کو آہو بچے کی جان بچلی لیکن وہ ایک سنگین زخم آگے نہ آئے ان تنگ بندوں پر تمام دن جنگ کا جذبہ چڑھتا اور انتہا رہا۔ اب نیپولین نے بری احتیاط سے گرفتار قیدیوں اور مقتولوں کا شمار کیا۔ اور یہ اندازہ کر کے کہ اس جنگ میں غنیمت کے ایک ثلث آدمیوں سے کم کام نہیں آئے ہیں اس نے اودھ کیا کہ میدان بیکر کر قطعی فیصلہ کر نیوالی جنگ کرنا چاہئے۔ اُس نے فوج کی سہ گرمی اور اءاماد اور اسٹریٹ کی فوج کی میدلی پر جس سے اب اسکا خراب حال متاثر ہو گیا ان بے گداز دلوں میں سواروں سے کام لینا غیر ممکن تھا۔ تین دن تو اس خوفناک جنگ کے ہو چکے تھے اور اس تین دن کے قتل عام میں نیپولین کے آٹھ ہزار آدمی مائے جلاکت تھے اور اسٹریٹ کے مقتول و مجروح اور اسیر تیس ہزار سے کم نہ تھے۔ دونوں فوجیں بالکل تک لگی تھیں اور بیدلی اور ماندگی کی وہ توبت آگئی تھی کہ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ جنگ خاتمہ کو پہنچتی۔

اویسی رات آچکی تھی۔ نیپولین نہ سویا تھا اور نہ اُس نے کچھ کیا یا تھا لیکن ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ اسکو نہ دماغی تھکاوٹ ہے نہ جسمانی ماندگی ہے وہ بند سے بند تک اور بکٹ سے بکٹ تک ہر ٹکڑے پر پہرہ ہوتا اور اسکا تمام خیال آہنیوالی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوتا کبھی تو کسی مجروح کو نشلی دلاسا دینے کے لئے وہ اپنا گھوڑا روک دیتا تھا اور کبھی دو چار باتیں کر کے کسی تکے ہوئے سنتر می کا جی بڑھا دیتا تھا وہ بچے شب کے تمام فوج جس کی تعداد اب بہت گھٹ گئی تھی صف جنگ باندھنے کے لئے تیار کی گئی۔ یہ صبح بخیر اور سرد تھی اور ہوا کے سپاہی صفوں میں کڑے کانپ رہے تھے گھنے اور کھلیف وہ گھرنے سیلابی دلدل کو ڈوب کر کہا تھا اور رات کی اندھیری کو اور ہی زیادہ بڑھا دیتا۔ پولین نے گارڈ کے سپاس سواروں کو حکم دیا کہ دلدل میں ہو کر غنیم کے عقب میں چلے جائیں اور چپ رہیں۔ بڑی سخت وقت سے ان سواروں میں سے بہت سے دشمن کے پیچھے پہنچے۔ ہر سوار کے پاس ایک گھل تھا۔

پولین نے سامنے سے غنیم پر بہت سخت حملہ کیا۔ جس وقت گولے بہت شدت سے چل رہے تھے مقررہ اشارہ کے ساتھ ہی ان پوشیدہ سواروں نے بڑی تیزی سے دھاوے کے گھل دئے اور بمیا کی سے دشمن کی صفوں میں در آئے رات کی تاریکی اور پریشانی میں اسٹیرا والو یہ سمجھے کہ مرآت اپنے کل رسالوں کے ساتھ اُنکے پیچھے آ پہنچا۔ پس بدحواسی سے بہاگ کڑے ہوئے اسیدوب کی طرح شدت سے فرانسیسیوں نے اٹکا لٹاقب کیا اور آفتاب خوب ہوئی سے قبل ایلوژی کی مغرور سپاہ جواب بالکل نہر میت اٹھا چکی تھی اور جسکے تیس ہزار آدمی مارے جا چکے تھے خون کے دباہ سے اپنا راستہ ظاہر کرتی ہوئی اسٹیرا کے پہاڑوں میں بہاگ رہی تھی۔ پولین لہراتے ہوئے جھنڈوں اور شاویانہ کے باجوں کے ساتھ مشرقی دروازہ سے جوہن اس دروازہ کے مقابل تھا جس سے وہ باہر نکلتا دیر و نایم داخل ہوا۔ شہریوں نے

۱۷۹۰ء جوہن مرآت *Joachim Murat* نے بعد کو پولین کی سب سے چھوٹی بہن کیروڈائن سمیٹادی کی اور فرانس کا امپیر (میرٹورک) ہوا۔ اور آخر میں سسلی کا بادشاہ ہوا۔ پولین کے زوال پر تخت جاتا رہا اور شاہِ ایلپس کے حکم سے وہ گولی سے مار دیا گیا۔ پولین نے کہا ہے ”میدانِ قتال میں مرآت بڑے شاندار شخصوں میں سے ایک شخص تھا اور سواروں کو دباوے پر اسکا بچلنا واقعی بڑا عالیشان منظر ہوتا تھا“ مصنف (باوجود اس کے) سخت نمک حرامیوں کا اظہار ہوا جیسا (اگر مصنف) مستحق

بڑی جیت اور مسرت سے اسکا استقبال کیا۔ نپولین کی شجاعت اور اسکی اس جیت انگیز فتح پر اُسکے دشمن ہی اُسکے دوستوں کے ساتھ تعریف کر نہیں ہزبان تھے۔ یہ چوتھی آسٹریا کی فوج تھی جو نپولین نے آٹھ ماہ سے کم عرصہ میں براد کی تھی اور جس میں سو ہزار ایک آسٹریائی فوج سے تعداد میں دو تہائی ڈاکٹر کڑی کے مراسلات میں حسب عادت وہ اپنے بارہ میں خاموش رہا لیکن فیاضی سے فتح کو اسنے فوج کی بہادری سے منسوب کیا۔ اُسنے لکھا۔ ”اگر کوئی اسے بڑبڑکسی دوسرے مقام پر سنگین جدال و قتال اور فتح کے لئے جدوجہد نہیں ہوئی اور میرے پاس گنے چنے ایک دو جنرل باقی ہیں اور انکی شجاعت اور ملک دوستی عدیم المثال ہے۔“

انہیں افکار کی حالتوں میں جو انروز میورن کی بیوہ کو نپولین نے ایک تعزیت نامہ یوں لکھا ہے ”تمہارا پیارا شہید تمہارے ہاتھوں سے جانا رہا اور میں ایک ایسے یار سے جو میرا پرانا خالص دوست تھا محروم ہو گیا لیکن ہمارے ملک کا ہم دونوں سے بڑا نقصان ہوا یعنی فرانس سے ایسا ایک افسر کم ہو گیا جو اپنی لیاقتوں اور نڈر بہادری کے لئے شہر آفاق تھا اگر مماندی استغانت کرنا میرے احاطہ قدرت میں ہی تو میں تمہاری التجا کرتا ہوں کہ یقین رکھنا میں حتی الوسع سعی کروں گا۔“

یہ لکھنے سے افسوس ہوتا ہے کہ چند ہی ہفتہ بعد اس غمزدہ بیوہ کے مردہ بچہ ہوا اور وہ خود اور یہ بچہ چوتھ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ جنگ کے اندوہ و غم صرف میدان کشت و خون ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ انکا اثر دور دور تک محسوس ہوتا ہے۔ اگر کوئی دلوں کے گرد میں ہزار آدمی قتل ہوئے اور جب حرب و ضرب کا تلاطم موقوف ہو گیا اور جاں ملیوں کی کراہوں کا بھی موت کے سناتے نے خاتمہ کر دیا تو اس خبر کے پہنچتے ہی فرانس کے میدانوں اور سڑکیں دادیوں کے ہزار ہا گروں میں یہی اندوہناک منظر دوبارہ برپا ہوئے اور بوجہ اور شکستہ دلوں سے ہائے داسے کا وہ شور قیامت بپا ہوا کہ اس مملکت جنگ کے توپخانوں کی گرج پست تھی۔

یہ خیال کرنا مشکل بات ہے کہ ان ہیبت ناک منظروں میں نپولین کو نازک و تڑپتہ محبت کی طرف توجہ کرینکا کوئی موقع ملا ہوگا۔ تاہم ایک غیر شخص کو اُسکے نتیجہ کی موت کی ان

دردناک لفظوں سے اس نے اطلاع دی کہ وہ بڑی شان سے دشمن کے مقابلہ میں مارا گیا۔ اسکو ایک لمحہ کی ایذا نہیں ہوئی۔ کون ایسا ہے کہ اس موت پر جسکو رشک نہوگا؟ اور کون ایسا ہوگا جو اس تشکیم نہ دینے والی دنیا کے انقلابات کے مقابلہ میں اس زینکو خوشی سے قبول و پسند نہ کر لےگا؟ کون ایسا ہے جسکو ایسا اوقات اسبات کا افسوس نہیں ہوئے کہ ہاے میں ہی اس جوان کی طرح اس دنیا کے ہتان۔ حمد اور رشت جتنا سے جو انسان کے چالچلن پر خود مختار نہ حکومت کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کسوں نجات نہ پائیگا؟ پنولین اسوقت ستائیس برس کا تھا اور ایسی مسلسل فتوحات پارہا تھا کہ انسان کو اگر تیسر سوئی ہوگی تو اسبقدر ہوئی ہوگی اور پھر ایسی حالت میں وہ ایسے ادا اس لمحہ میں لکھتا ہے۔

جسوقت اسٹریا کی فوج کی صفیں درہم برہم ہوئیں اور وہ فرار ہوئی اور پنولین کی توپیں اُسکے تعاقب میں گرج رہی تھیں اُس نے قلم اٹھا کر اپنی دفاتر پر جو زیلفائن کو اس تیزی سے خط لکھا کہ فقرے لفظوں میں اور لفظیں حرفوں میں گنتہ گنتیں۔ یہ خط بڑی تیزی سے لیکر قاصد روانہ ہوا۔ جو زیلفائن نے بڑی محنت سے اس خط کو پڑھا۔ اسکو وہ اسی قابل سمجھی تھی کہ برے عور سے پڑھا جائے۔ لکھا تھا ”پیار سی جو زیلفائن۔ میں زندہ ہوں اب موت میرے سامنے نہیں ہے۔ نذر و عالی ہمتی ہنور میرے سینہ میں ہیں۔ مانٹوا جلد ہمارا ہوا چاہتا ہے تیرا شوہر اسوقت تجھکو آغوش شوق میں لیگا اور اپنی گرم محبت کے ہزاروں ثبوت دیگا۔ میں ذرا تھک گیا ہوں۔ یوجین اور ہونز کے خط مجھے پہونچے ان بچوں سے میں خوش ہوں۔ اے محبوب جو زیلفائن الوداع۔ مجھے ہول نہ جانا۔ اگر میری طرف سے سو مہری کی تو تجھے ظلم اور نا انصافی کا اطلاق ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تو مجھے وہی محبت صادق رکھیگی جو مجھکو ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گی اُس رشتہ الفت کو جو عشق۔ ہمدردی اور باہمی خیال نے قائم کیا ہے صرف موت کاٹ سکتی ہے۔ اپنی نوید خیریت سے جلد سرور کرنا باقی ہزار ان ہزار اشتیاق۔“

اس غیر معمولی آدمی میں سست اعتقاد کی ایک رگ تھی اسکو عقیدہ تھا کہ وہ فرزند

قضا ہے یعنی ایک قوی تر بازو اسکا رہنا ہو اور یہ نظر نہ آیا والا ہادی خطرناک اور مہیب ستون پر
 بجاتا ہے وہ جانکی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا اور موت کے خیال سے اُسے ذرا ہی خوف نہ معلوم
 ہوتا تھا۔ اُسکا قول تھا کہ میں تو حادثات کا بندہ ہوں اور میں بے شبہ ان مقامات پر
 چلا جاتا ہوں جہاں معاملات مجھے جانکی ہدایت کرتے ہیں اور موت کے خیال سے
 مجھے ذرا تردد نہیں ہوتا اور جب آدمی کا وقت آپونچتا ہے وہ کوچ کر جاتا ہے " اومیرا
 O'Meara نے پوچھا تو کیا آپ تقدیر کے قائل ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں بیشک
 میں تقدیر کا اسی قدر قائل ہوں جتنے قدرتِ کمال میں اور میں ہمیشہ سے تقدیر کا قائل رہا ہوں
 جو تقدیر میں لکھا ہے وہی ہو گا اور اس موقع پر میں تمکو ایک واقعہ سناتا ہوں :-
 ٹولون کے محاصرہ میں میں نے ایک افسر کو دیکھا کہ اپنے سپاہیوں کو ہمت و دلیری کی نظیر دکھانے
 کے بجائے اسے اپنی حفاظت کا بہت کچھ خیال تھا۔ میں نے کہا کہ "حضرت ذرا سہمے کہ
 اپنی نوپونکا اثر ملاحظہ کیجئے آپ کو یہ تو خبر ہے نہیں کہ وہ ٹھیک لگی ہیں یا نہیں" ہزار
 ناچاری وہ دمدمہ سے باہر آیا جہاں میں کھڑا تھا۔ لیکن پہرہ بھی چونکہ وہ اپنا بدن آڑ میں رکھ
 جانتا تھا وہ جبک گیا اور کچھ اپنا بدن دمدمہ کی آڑ میں کر کے میری بانہ کے نیچے سے
 دیکھنے لگا لیکن اسی وقت نیچا نیچا ایک گولہ آیا اور اُسکو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اب اگر یہ ہنر
 سیدھا کھڑا ہوتا تو بیچ جاتا کیونکہ گولہ ہمارے بیچ میں سے ہو کر نکل جاتا اور کسیکو گزند نہ پہنچتا
 نیپولین سے شادی ہو جانیکے بعد میری لوی Mary Louise کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب
 ہوا کہ اُسکے کمرہ پر کوئی سنتری پہرہ نہیں دیتے اور دروازے بجائے مقفل ہو چکے
 کئے پڑے رستے ہیں اور خوبگاہ میں نہ کوئی ٹھنچہ ہے نہ بدوق ہے اُس نے نیپولین سے
 پوچھا کہ کیا سبب ہے تم میرے باپ کی نسبت اپنی جان کی آدھی ہی احتیاط نہیں
 کرتے نیپولین نے جواب دیا کہ میں تقدیر کا اسی قدر قائل ہوں کہ جتنا منو نا چاہئے اور اسی

۱۷ اومیرا۔ یہ ڈاکٹر تاجوسینٹ ہلین میں نیپولین کے ہمراہ باہم جلا وطنی میں رہا ہے ۱۲ مترجم۔

۱۸ میرا یوگیا میری لوی۔ یہ شاہ شاہ اسٹریا کی بیٹی تھی جو زلیفان کو طلاق دیکر نیپولین نے اسی سے
 شادی کی تھی ۱۲ مترجم

میں قتل کئے جانے سے نہیں ڈرتا ہوں“ سینٹ لینا میں اور میرا نے ایک تہ پولین سے دوا پی لینے پر اصرار کیا۔ اُسے دوا پینے سے انکار کیا اور استقلال سے آسمان کی طرف دیکھ کر بولا ”جو کچھ لکھ لکھا ہو لکھ گیا۔ اور ہمارے دن گئے ہوئے ہیں۔“ یہ بات چاہے عجیب تھا لیکن معلوم ہو لیکن ایک صورت ہے جو تقدیر کے مسئلہ نے انسان کے دل میں اختیار لی ہو اور وہ انسان کو ایسے ایسے کام کرنے پر آمادہ کرتی ہے کہ کوئی اور صورت یہ آمادگی پیدا نہیں کر سکتی۔ پولین کو معلوم ہوتا تھا کہ اسکی تقدیر میں نہایت ارفع کار ہمارے نمایاں لکھے ہوئے ہیں۔ سنے محنت کے دنوں اور نیچوالی کی راتوں میں۔ نہایت ہی دشوار مشقتوں کے لئے کہ اپنے تقدیر کے لئے کو پورا کرے اُسے اپنے تئیں وقف کر دیتا تھا۔ اسی خیال نے جسے پولین کو فلسفی بنایا کالون Calvinism میں مسیحی جوش ببا کیا تھا اور بجائے آگ کہ یہ تقدیر کا خیال محنت و سعی کی عروق کو قطع کر ڈالے جیسا بہت لڑگوں کا خیال عام ہے، اثر خیال نے نو محنت و سعی کے پھونکو انکے ممکن تناؤ و سبک تانا ہے۔

اپنی شادی کے وقت پولین کو نہایت ہی نادار ایک چوٹی سی فقیر بلیفان کی ملی تھی۔ اپنی انتہائی محبت کی وجہ سے اسکو فقیہ میں آویزاں کر کے اُسے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا اور جوزیفان کا جسنار خاص اُس موقع پر جہاں دل کی دھڑکن ہوتی ہے لگا رہتا تھا۔ اگرچہ پولین جنگ و جدل کے ایسے تلامذہ ہیں رہتا تھا کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں نہیں ہوا تاہم اسکا اڈا اس اور خیال میں ڈوبا ہوا دل تھا اور اکیلا رہتا تھا۔ یہ جوزیفان کا چھوٹا موقع اُسکا نہیں وہ دم تھا اور اُسکو وہ بڑی پیار کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ جوزیفان کو ایک دفعہ اُسے بڑی حالت شوق میں لکھا۔ ”اے آرام جان یہ کیا اصرار ہے کہ تم نے میرے ذہنی و بدنی نواز کو موہ لیا ہے اور ہر دم مجھے تنہا ہی تصور بندھا رہتا ہے۔ یہ اثر تو کچھ سحر کا سا ہے اور عمر نے ہی پر زائل ہو گا۔ جان من میں نہیں جانتا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے لیکن اگر اس تقدیر نے مجھکو تم سے زیادہ دور و محروم رکھا ہے تو یہ قسمت نایرداشت ہو گئی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ مجھے اپنی بہت پر ناز تھا اور گونا گوں مصائب کا لحاظ کر کے جبکہ ہم ہر وقت سنا سننے میں ہر رات

کو بڑے تنقلاں کی نڈر آنکھ سے دیکھ سکتا تھا اور مجھ کو کچھ ہراس و ترس نہ ہوتا تھا لیکن اب تو یہ وہم کہ مبادا جو زلیفان کا رنگ گٹاؤ سکے۔ یا اس سے بھی بڑھ کر ظالم تصور کہ کبیر جی زلیفان کی محبت میری طرف سے کم نہو جائے میری روح کو بریاں کر ڈالتا ہے اور مجھ میں وہ جرات ہی باقی نہیں رہتی جو مایوسوں میں ہوا کرتی ہے۔ پہلے میں کما کر رہتا تھا کہ جس شخص کو اپنے مرثیہ کا غم نہیں اسکو انسان گزند نہیں پہنچا سکتا لیکن اب جو زلیفان کی سر و مہری اور ایسی حالت میں مرنا عذاب معلوم ہوتا ہے۔ اسے بے نظیر ہدم۔ تقدیر نے اس دنیا کے پرچم سفر میں تھک کر میرے ساتھ چلنے کو بنایا ہے اور وہ دن کہ میرا تیرے دل پر قابو نہو گا میری بڑی بے سرو سامانی کا دن ہو گا۔“ ۱۷

ایک دن اس چوٹی تصویر کا شیشہ شکستہ پایا گیا۔ بس نپولین نے اسکو خود جو زلیفان کے لئے بڑی بدشگونی خیال کیا اور اس وہم سے اسے اس قدر تردد ہوا کہ جو زلیفان کی خیریت دریافت کر نیکو فوراً ایک قاصد روانہ کیا گیا۔

اگر نپولین کا عشق جو زلیفان کے دل میں بھی گر کر بگیا ہو تو کوئی اچھپے کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ خود جو زلیفان کا قول ہے کہ ”نپولین سب سے زیادہ دلفریب ہے“

”چیز ابر انیٹر ۱۸۰۶ء D. of V. کا مقولہ ہے کہ بستم کے وقت نپولین کے چہرہ کی لطافت کا بیان ہونا غیر ممکن ہے۔ اس وقت نپولین کی روح آسکی آنکھوں میں اویڑا آجایا کرتی تھی۔“

اسکندر شاہنشاہ روس نے کہا ہے کہ ”میں نے کبھی کسی شخص سے اتنی محبت نہیں کی جتنی اس شخص سے۔“

ڈیوگ آف ولینز D. of V. کا قول ہے کہ میں اپنے وقت کے سب سے واقف ہوں اور میں ان بڑے شخصوں میں سے ہونے کے ساتھ اس طرح رہا ہوں کہ

۱۷ افسوس انسان اپنے خیال پر قائم نہیں۔ اسی نپولین نے جو زلیفان کو طلاق دی اور میرا لویا آستانہ دی۔ نور بغان کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اگرچہ محبت کے ثبوت دیئے۔ لیکن پہر ہی اس سے

اسوقت اپنے فرائض سفارت سے کچھ علاقہ نہ تھا اور مجھے اپنی رائے قائم کرنے اور ایک دوسرے میں مقابلہ کرنا خوب موقع ملا ہے لیکن نپولین سے کیونٹیشیہ دینا غیر ممکن ہے اور وہ جنہوں نے اس کے خلاف کہا ہے اسکو جانتے نہ تھے۔

ڈیوراک ~~ص~~ کا مقولہ ہے کہ نپولین میں وہ گونا گوں صفات ہیں کہ جنہیں کی ایک صفت آدمی کو ہزاروں میں ممتاز بنادے وہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا جنرل ہے۔ وہ ایسا بڑا دیر ہے کہ تمام امور سلطنت کی رہنمائی کرتا ہے اور صفیہ ملازمت کے متعلق ہر شاخ کی نگرانی رکھتا ہے۔ وہ ایسا شاہنشاہ ہے کہ دربار اس کے محرم ہیں۔

پرانس بڑے بڑے کاموں پر منحصر نہیں ہے۔ گرجہستی کے متعلق اسکو ایک ایک رتی کی خبر ہے اخراجات خانہ داری کا وہ اسطرح انتظام کر سکتا ہے جس طرح خزائن مملکت کا باوجودیکہ نپولین ہسٹریا کی چوتھی فوج برباد کر چکا تھا تاہم دربار شاہی نے ابھی اعلیٰ

قبول نہ کی تھی اور بضد ہو کر جمہوری فرائض کے ساتھ صلح کرنے سے انکار کیا اور فوراً ہی جدوجہد سے ایک اور پانچویں فوج ترتیب دی کہ نپولین پر حملہ کرے اس جوش دلائیوں نے منظر سے تمام اٹلی میں بڑا جوش و خروش ہو رہا تھا۔ جمہوری اور امرائی فریق کے

درمیان کینہ و فرقی بین اور نفاق روز بروز بڑھتے جاتے تھے۔ انگلستان اور ہسٹریا

امراے روم و مینس اور میلپس کو جوڑ توڑ لگا کر ابھار رہے تھے کہ نپولین پر پیچھے سے حملہ کریں اور اسطرح جمہوری خیال کو جو اٹلی میں ایسی جلد پھیل گیا تھا اور تمام بادشاہوں کے قلع قمع کی دھمکی دے رہا تھا مٹ دیں۔ اور نپولین اپنی حفاظت کی خاطر تمام جمہوریوں کو اپنی امداد کے لئے بلارہا تھا اور آزاد حکومت کے لئے انکی مہمت بندھا رہا تھا۔

یہاں پر انصاف پسند دل پر تامل کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور مسئلہ تقدیر کا قریب قریب مٹھ سجاتا ہے جسے نپولین کے دل پر اسقدر زبردست قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ کسطح توقع ہو سکتی تھی کہ یہ تاجدار بایں سریر شاہی دولت و جلالت۔ تکبر و اقتدار و تربیت و عادات اپنے عالی درجہ کو عاجزی سے چھوڑ بیٹھے اور فاختہ و قیروز جمہور کی بلا شراط اطاعت قبول کر لیتے۔ بادشاہ۔ امراء۔ قیس اور لکھو کا مخلوق جنکے مراتب و املاک

قدیم بادشاہت کے قیام و دوام پر منحصر تھے کیونکہ ممکن تھا کہ اپنے کو اس درجہ تک پہنچا کر
 لادریب ہتھکڑی تو یقین دلاتی تھا کہ تعلقات مروت کا یہ تقاضا ہے کہ اس مسلم البشوت بادشاہت
 کی حمایت کی جائے۔ فرانس میں جمہوری حکومت کا کمال اپنی آنکھوں سے وہ دیکھ چکے
 تھے یعنی مجنون انبوهہ کا ایوان شاہی کو غارت کرنا اور الخواص کو ہین کے ساتھ خانہ
 شاہی کو ایوان سے کشاں کشاں نکالنا۔ زندان کو لیجانا اور بڑے عذاب سے قتل
 کرنا۔ اطرا کی کو بیٹھو نکو آگ لگانا اور بچتے فرشتوں پر خون آلود لٹھوں سے مغرور لگا لٹکا
 اور بڑے بڑے دیباہوں اور ارباب زہد و الفا کا اس گنت کو ہونچانا اور وحشیانہ
 بدستی سے ملک کی خاتونان نادار و بالوان و لفریب کے قلم کے ٹھوے سروئے گھر
 ناچنا اور اُنکے اعضاء بدن کو سڑکوں پر تضحیک کیساتھ کینچے کینچے پرنا۔ قنسیں کلیساؤ
 میں جمع ہو کر دعائیں مانگتے تھے کہ جمہوری حکومت سے خدا آنکھوں اپنی پناہ میں رکھے۔
 بڑی بوڑھیاں اور ناخنڈا لڑکیاں اپنے کمروں میں لرزہ بر اندام تھیں اور اپنے ہاتھوں
 سے جھنڈے کاڑھ کاڑھ کر آنسو بہی آنکھوں اور دہڑکتے ہوئے دلوں سے اپنے
 حامیوں کے سامنے پیش کرتی تھیں۔

اسکے برخلاف جمہوری فرانس اپنے متکبر حکومت امدادی کے طرفدار دشمنوں کی ہمدلی کو کس
 حق تا بعداری کر سکتا تھا خاندان اسپرٹا کی ایک ملکہ کا قول تھا کہ بادشاہوں کو عوام کی
 شکایتوں کی اس سے بڑھ کر پروا انکے فی جانے جتنی بہ تباہ کو کتوں کے ہونکے کی ہوا کرتی ہی
 کیونکہ امکان میں تھا کہ فرانس کے لکھو کا منظر و منصور آدمی جنہوں نے غیر قابل برداشت
 خود سر بادشاہت کو ابھی ابھی تو بالائیکہ تھا اور جگہ سینے آزادی اور برابر حقوق کی آرزو
 سے جل رہے تھے اُس سب کو جو انہوں نے عظیم الشان خون اور مصائب کے صفحہ
 سے حاصل کیا تباہے لڑے دیدیتے۔ ممالک متحدہ امریکہ کی طرف وہ بڑی امید کی نظریں
 اٹھاتے تھے جہاں جارج واشنگٹن اور خود فرانسیسی لائیٹ پیلوہ پیلوہ انگریزوں سے لڑے
 تھے اور بڑی شان و آوازی قائم کی تھی۔ اور اب فرانسیسی دوبارہ جان بوجہ کہ بادشاہی
 ظلم کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں نہیں رکھ سکتے تھے۔ خود سر بادشاہت ظلم و جہالت

پیدا کرتی ہو اور اُسے اُسی خوزیزی اور اندوہ و ملال کے ٹمپاے جسکے بیشمار زماہٹاے جو رستم سے اُسنے اس کثرت سے تخم بوئے تھے۔

خلاصی یافتہ فرانس کے لوگ اب متحدہ یورپ کے بادشاہوں کو اجازت نہ دے سکتے تھے کہ جمہوری فرانس کی سرزمین پر تین کروڑ آدمیوں کے درمیان وہ ملعون اور جلاوطن خاندان کو از سر نو پرورش کریں۔ یہ جنگ جمہوری ملانگ اور ماراے شیاطین۔ پائلاستہ فیاض معقول۔ بادشاہی جاں نثاروں اور حاسد۔ بے احتیاط۔ جاہل مخالفین سرکار کے درمیان نہ تھی بلکہ یہ جنگ تو سرتج الزوال اور خطا کار انسان کی اپنی جنس کے ساتھ تھی۔ یعنی خیر خواہان سرکار اور جمہوری دونوں فریقوں میں بہت سے ایسے لوگ تھے جنکو شاید ایسی فاسد وجوہ سے ہمت بند ہی ہوگی جتنی کہ انسان کے قلب پر اثر کر سکتی ہیں لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ دونوں طرف ایسے ایسے آدمی بھی ہونگے جنکو استفادہ پاکیزہ خیالات سے تحریک ہوئی ہوگی جیسے کہ انسان کے سینہ میں چمک سکتے ہیں۔ پنولین ان حق باتوں کو تسلیم کرتا تھا اور انکی وقعت کرتا تھا پراسپر اسکو متحدہ بادشاہوں کے حلوں سے اپنے ملک کے بچانیمیں اپنے فرض کی بابت بھی کوئی پس و پیش نہ تھا۔ صفائے قلب کے ساتھ وہ اپنے مخالفوں کی عزت کرتا تھا اُسنے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر میرے گھوڑے بھی وہی اثر جمع ہوتے جو ان شہر فار کے آس پاس جمع ہیں تو بیشک میں انکے جند و ننگے ہمراہ ہو کر جنگ کرتا۔“

ان صفحات کا پڑھنے والا شاید ایک شخص ہی ایسا ہوگا کہ اگر وہ انگلستان یا آسٹریا کا امیر ہو تا اور شاہی حمایت میں وہ جنگ نہ کرتا جسپر اُس کی دولت طاقت اور مرتبہ کا مدار تھا اور دریائے ڈینیوب Danube یا دریائے ٹیمس Thames کے کنارہ کوئی ایسا شریف ہوگا جو نوجوان وکیل۔ تاجر یا صنایع ہو اور جب کو اپنی ریاست لے ڈینیوب کی طرف کاٹا اور یا ہے۔ اسپردانہ دار السلطنت آسٹریا واقع ہے یہ دریا بحر اسود میں گرتا ہے۔ ۱۲

۱۳ ٹیمس انگلستان کی بڑی ندی ہے۔ شہر لندن اسی پر واقع ہے۔ یہ انگلش چینل میں گرتی ہے۔ ۱۲

وسعی پر اپنی بیبودی کا قصد ہوا ورنہ ان بڑے بلا شرکت غیرے حقوق کے پشتوں کو جو ہزار ہا سال کے ظلم و کبر نے تعمیر کئے تھے حتی المقدور ڈبا دینے کی کوشش نکرتا۔ پس ان ایسا ہے اور اسکا بخت ایسا لگوں ہے ان لڑائیوں کی بدبختی کی جنہوں نے یورپ میں خون و غم کا طوفان برپا کیا ہم بدگوئی نہ کریں گے لیکن صرف خدا اس جرم کا انصاف کر سکتا ہے۔ ہم یہ بات نہ چپائیں گے کہ جمہوریوں کیساتھ جو اپنے یقینی حقوق پر رٹتے تھے ہیکو پوری تھی مگر اب اس کے ہم ان لوگوں پر بھی جو زندگی کی عزیز چیزوں کی خاطر جنگ کرتے تھے غیر واجبی طعن کرنے سے اجتناب کریں گے۔

ڈاکٹروں نے نیپولین کی عظیم الشان شہرت سے جو وہ حاصل کر رہا تھا خوف زدہ ہو کر اور اسطرح کا انتظام اپنے ہاتھ سے قیاعدہ لے لئے جانیکے خیال سے بدرجہ ہو کر نیپولین کے صدر مقام پرنزل کلاک کو سفیر کر کے بھیجا کہ آسٹریا کے ساتھ عہد و پیمان کی کارروائی کرے۔ نیپولین نے اسے بڑے ظاہری اخلاق سے یا لیکن اس غرض سے کہ ہم کوئی ناگوار سو نہ لگتی ہو اسے مختصر لفظوں میں جنرل کلاک سے کہا کہ اگر آپ یہاں آئے ہیں کہ میری اطاعت کریں تو لمبرجسٹم آپ یہاں رہیں لیکن اگر اسکے خلاف ہے تو جسقدر جلد آپ واپس چلے جائیں اسقدر ادلی ہے یہ مغرور سفیر نیپولین کے غلبہ طبیعت سے دب گیا اور اسکی حیرت انگیز دلگیری کا اسقدر تالبع ہو گیا کہ وہ نیپولین کے بڑے سرگرم مددگار میں سے ہو گیا اور اسے ڈاکٹر کٹری کو لکھ دیا کہ اٹلی میں معاملہ سفارت کی کارروائی سپہ سالار ہی کے ذریعہ سے ہونا چاہئے اور اسکے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔

جسوقت ایلوٹری اپنی فوج نیپولین کو زیر کر چکی غرض سے جمع کر رہا تھا یورپ نے بھی اس سے خفیہ ساز کر کے اپنے ذریعوں کو فراہم کیا کہ اس مشترک دشمن پر حملہ آور ہو۔ یہ دعایاں تھیں۔ نیپولین نے یہی سوچا تھا کہ میں روزہ رکھ کر اپنی خطا کا کفارہ دے رہا تھا طلب کیا اور اسکو تعینات کیا کہ یورپ سے جا کر کہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روم کو جنگ آزما کی آرزو ہے۔ تو اچھا روم سے جنگ کبھی لگی۔ لیکن پہلے میں نقتضائے انسانیت سے رفع حجت کرنا چاہتا ہوں شاید یورپ صاحب کی سمجھ میں آجائے۔ میری فوج قوی ہے اور نہایت

ہلائی دیر ہے کہ پوپ صاحب کی دنیوی صاحبی کا خاتمہ ہے بایں ہمہ فرانس نے منجھتیاً
دے رکھا ہے کہ پہلے صلح کے لفظ پر توجہ کروں۔ جنگ خطرناک تو سب ہی کے واسطے
ہوتی ہے لیکن شکست غرورہ کے لئے تو قیامت ہی ہے۔ میری خواہش ہے کہ
اس فساد کو صلح سے ختم کرنا تو بہتر تھا اور یہ محتاج اظہار نہیں کہ جنگ سے اب تو مجھے
نہ کوئی خطرہ ہے نہ اس سے میری کوئی شان ہے۔“

مگر پوپ نے اس لعین سے کہ اسٹریٹا تو نپولین کو زیر کر ہی لیگا ان دہکویں پر کچھ توجہ
نہ کی۔ چونکہ نپولین کو علم تھا کہ سر دست وہ روم پر چڑھائی نہیں کر سکتا ہے لہذا اس نے اپنے
سارے غم و مہمت اسٹریٹا کے حملہ کی تیاریوں میں صرف کئے اور جنوبی دشمنوں کو بھی
چوکنی آنکھ سے دیکھتا رہا۔ بعضوں کو تو اس نے اپنی ڈانٹ میں لے لیا اور بعض کو گورنمنٹ
کی تبدیلی سے اپنا پکا دوست بنالیا۔ چار ہفتے جلد جلد گزر گئے اور مانٹوا کی خلاصی کے
لئے شمال سے ایک اور فوج بڑی بڑی منزلیں طے کرتی ہوئی آنے لگی۔ مانٹوا کی فاقہ
زدگی کی اب آخری نوبت پہنچ گئی تھی اور روم سر نے فرانسیسی فوج میں ہو کر ایک برس
ایلوئیزی کے پاس بیچنے میں کامیابی حاصل کی کہ اگر مدد آئی تو اب زیادہ دنوں تک قلعہ میں
قبضہ نہیں کر سکتا۔

نپولین کی درخواست پر اب جوزیفاٹن فوج کے صدر مقام پر آگئی تھی کہ اپنے شوہر کے
پاس رہے۔ نپولین نے اسے بڑی محبت سے لیا اور جوزیفاٹن کی تسلی بخش خبر گیری سے
اُس کے تنکے ہوئے قالب میں جان آگئی۔ نپولین کا عورتوں کی طرف رجحان بڑھتا۔ جس پر سختی
ہو کر میڈم ڈی اسٹیل نے اُس کے سامنے کہا کہ نپولین یہ انوار ہے کہ تم عورتوں کی طرف بہت
مائل نہیں ہو۔ اسپر نپولین نے مصعنی جواب دیا کہ بیوی صاحبہ میں تو اپنی بیوی کا بڑا فریقہ و
دل دادہ ہوں نپولین کی رائے عورتوں کے چال چلن کے متعلق کچھ قدردان نگاہ سے
نہتی تاہم اہل و شائستہ بنایا والے شستہ عورتوں کے جلسہ کی وہ بڑی قدر کرتا تھا۔
اُسکا قول ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اپنی عورتوں کی صحبت پر مے کی بوتل پر کچھ
ترجیح دیتے ہیں اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ سفر سے عورتوں کو خیریت کر کے آپ گمنٹوں تک

بیٹھے نوشی کرتے رہتے ہیں اگر میں گلستان میں ہوتا تو یقیناً دسترخوان سے عورتوں کے ساتھ ہی اٹتا۔ تم عورتوں کا پورا خیال نہیں کرتے۔ اگر بجائے مے نوشی کے تمہارا مقصد بات چیت سے ہو تو تم انکو بیٹھنے کیوں نہ دو۔ اور بیشک بات چیت میں ہرگز مزہ نہیں آتا ہے جب تک عورتیں اُس میں شریک نہوں اگر میں میم ہوتا تو یقیناً اس بات پر کہ صاحب لوگ مجھے نو اٹھا دیتے اور آپ گمنٹوں بیٹھے شراب پیتے رہتے اور میں انتظار کرتا رہتا مجھے سخت ہی ناگوار ہوتا۔ فرانس میں جلسہ داری کا بغیر عورتوں کے لطف ہی نہیں۔ بات چیت کی وہ جان ہیں۔“

ایک مرتبہ نپولین نے عورتوں کی بیوفائی اور ملکہ پن پر کچھ طعن کی مٹی اور جوزیفائن عورتوں کی تیج کر رہی تھی۔ اسپر نپولین کہنے لگا ”اے جوزیفائن اگر عورتوں کا تم سے مقابلہ کیا جائے تو وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔“

باوجود اس دولت کثیر کے جو نپولین کے اختیار میں تھی جسوقت جوزیفائن صدام پر پہنچی ہے تو نپولین نہایت ہی سادہ اور کفایت شعار حالت میں رہتا تھا۔ اگرچہ اُسکے بہت سی جنرل عیش و نشاط میں غرق تھے مگر نپولین کو پوشاک اور سامان کی بڑک سے کچھ سروکار نہ تھا اور جو کچھ اُسکا جی کا ہلدا وہ تہا وہ تہا کہ کسی کہیں وہ ایک گمنٹہ جوزیفائن پر پائیں بیٹھا کرتا تھا۔ ان خوفناک افواج کی آمد کے وقت اور قبل اسکے کہ قطعی لڑائی ہو چیر و جی معلوم ہوا کہ جوزیفائن کسی محفوظ مقام پر چلی جاوے۔ جسوقت وہ نپولین سے نہایت دور ہو رہی تھی مجروحوں سے برہی ہوئی ایک گاڑی قریب ہو کر گزری اس خطرناک منظر کو جوزیفائن کو نپولین کے خطرہ کا خیال آیا اور نپولین کے گلے میں باہیں ڈال کر وہ زار زار رونے لگی۔ نپولین نے اُسکو گلے لگا کر کہا ”کہ میں ورم سر کو ان آنسوؤں کی عوص میں جو اُسے بہائے ہیں پورا مزہ چکھاؤں گا۔“ نپولین کو دیکھنے سے اسوقت تا سفا ہوتا تھا۔ اُسکے خسار زرد اور مریضوں کی طرح تھے اور وہ اسقدر دُلا تھا کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہگیا تھا صرف اُسکی آنکھوں کی چمک سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسکی روح نہیں بجی ہے۔ اُسکے تاباں غم و ہمت اُسکے جسم زار کو سنبھالے ہوئے تھے۔ سپاہیوں کو اُس کی شہرہ آفاق شہرت اور بہت

عزم و ہمت کو اُسکے نحیف قد اور دُبلے جسم سے مقابلہ کر نہیں لطف آ یا کرتا تھا۔

اپنے حیرت انگیز استقلال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس میں خطرات حادثات اور تکالیف میں سر مو فرق نہ آتا تھا۔ نپولین نے کہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے اندازہ کر لیا ہے کہ میں بخت کی بڑی بڑی نیزنگیاں برداشت کروں گا اور اُس نے مجھے سنگ کا دل دیا ہے۔ گرج سے اُٹھ کر نہیں پڑتی اور گولی گولے فقط پاس سے ہو کر نکل جاتے ہیں۔“

شروع جنوری میں ایلونزی سسٹریا کے پہاڑوں سے مانٹوا کی طرف اُترا۔ اور یہ پانچویں فوج تھی جو دربار شاہی نے جمہوریوں کو براہِ نو کر نیکیے لئے بھیجی تھی۔ پیرول نپولین کے قبضہ میں تھا اور اُس نے اس غرض سے کہ گنوار پہ پہلو نہ کریں ایک حکم جاری کر دیا کہ پیرول کا جو آدمی مسلح نظر آئے ڈکیت کے مثل گولی سے مار دیا جائے اس کا جواب ایلونزی نے یہ دیا کہ ”ہر ایک دہقان کے بدلہ میں میں ایک فرانسیسی جنگی قیدی کو پھانسی دیدوں گا۔“ نپولین نے اس کے جواب میں کہا بھیجا کہ ہر ایک فرانسیسی کے عوض میں سسٹریا کے ایک افسر کو پھانسی دیدوں گا اور ایلونزی کے ہیتے سے اس کا آغاز کروں گا۔ جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ پرتوڑی غور کے بعد معلوم ہوا کہ ان ظالمانہ دیکھوئی تعمیل سے جنگ کی نہ ملنے والی مصائب کو بڑا نا اچھی بات نہیں ہے۔ نپولین نے بڑی سرعت سے اپنی تمام فوج مانٹوا کے قریب جمع کر لی اور اپنے زبردست دشمن کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہا کیونکہ اُس کو یقین کیساتھ معلوم نہ تھا کہ وہ کس راہ سے آئیگا یا کس مقام پر سب سے سخت حملہ واقع ہوگا۔

۱۲۔ جنوری ۱۷۹۶ء تاریک و طوفانی دن تھارن و باراں کی بارش نے جو ہوا کے تہذیبوں کو نکلے ساتھ ہو رہی تھی زمین کو برف کی سفید چادر سے چھپا دیا تھا۔ سیلابی نالے جنہیں برف کی منجمد چٹان برہی تھی گماریوں میں شور مچا رہے تھے۔ غروب آفتاب کے بعد مغرب میں مطلع صاف ہو گیا اور طوفان فرو ہو گیا۔ شمالی ہوائے تند تیزی سے چل رہی تھی اور شب سرد و کو کو ہستان کی غیر معمولی ضیاء نے منور کر دیا تھا۔ شفق

ناہل ہونیکے بعد لشکر میں سرپٹ گھوڑا بگاتا ہوا ایک سوار آیا اور خبر لایا کہ ریوولی کو میدان پر اسٹیرا کی ایک فوج گراں آ پہنچی اور فرانسیسی فوج کے ہراول پرٹری شدت سے حملہ آور ہوئی جراتے میں ایک اور سوار خبر لایا کہ دوسری جانب سے ایک اور بڑی فوج مانٹوا کی امداد کو آرہی ہے۔ یہ خبریں بڑی وحشت خیز تھیں۔

اگر نپولین دونوں فوجوں کو اکٹا ہو کر اپنے اوپر سامنے سے اور مانٹوا Mantua کی فوج کو پیچھے سے حملہ کرنے دیتا تو جانبری کی کیا صورت بنتی اور اگر ایک فوج پر بڑھتا تو ضرور تھا کہ دوسری فوج کے لئے راستہ چھوڑ جاتا اور یہ تازی فوج معہ سامان رسد کے مانٹوا میں پہنچ جاتی۔ لیکن سوچنے میں نپولین نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا اور بڑی دانائی سے وہی طریقہ اختیار کیا جو اختیار کرنا چاہئے تھا۔ اسٹیرا والوں کا قول تھا کہ فرانسیسی حملے نہیں ہیں اڑتے ہیں۔ اس سرعت سے جسکو اعجاز کہنا چاہئے دیکھئے صبح سے قبل نپولین بیس ہزار فوج کے ساتھ برٹ سے ٹوٹے ہوئے پہاڑوں پر کھڑا تھا جہاں سے خوابیدہ دشمن کا لشکر گاہ معلوم ہوتا تھا۔ میلوں تک میدان میں آگ روشن نظر آرہی تھی۔ رات صاف سرد اور زحوشناتھی۔ صنوبر اور دیوداد کے گنجان دخت پہاڑ کے ڈھالوں پر کھڑے تھے جنکو صاف سفید چاندنی نے اُجالا کر رکھا تھا۔ نپولین کی تیز نگاہ نے فوراً دیکھ لیا کہ یہ فوج پچاس ہزار آدمیوں کی ہے اور دس دس ہزار کے پانچ ٹکڑوں میں منقسم ہے جسکا بیس ہزار فوج سے اُسے مقابلہ کرنا تھا۔ ان جہزوں کے موقعوں سے اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ توپخانے ابھی نہیں آئے ہیں اور فوراً حملہ ہونا چاہئے۔

نپولین کی سپاہ کے شورا اور اُسکے توپخانوں کی گج سے چارج صبح کو خوابیدہ اسٹیرا والے جاگے۔ جنگ ریوولی کا دن! یہ دن بڑا اور از اندوہ و غور زری کا دن تھا۔ فتح کا مد و جزر چڑھتا اور اترتا تھا بار بار معلوم ہوتا تھا کہ نپولین کا خاتمہ ہو گیا۔ رات ہو گئی اور نپولین کی فراست و ذکا کو بہ نصرت نصیب ہوئی۔ تمام میدان میں متحرک دجاں بلب بلب پڑے تھے اور فرانسیسی سواروں کے سخت حملوں سے اسٹیرا کی فوج

ہو اس ہو کر بہاگ رہی تھی اور ہر بلندی سے نیولین کے توپخانے فرار آسٹریا والو کی صفوں کو پہاڑ رہے تھے اس سخت جنگجو نیولین کی طراری کسی اور بات میں اتنی ظاہر نہ ہوتی تھی جتنی کہ اس شدت سے جس سے وہ اپنے فرار دشمن پر مار دیا کرتا تھا۔ دن میں نیولین کے نیچے تین گھوڑے مارے گئے تھے اور اس نے کہا کہ آسٹریا والے بڑی اچھی نقل و حرکت سے ہمارے ہوئے لیکن لمحوئی قدر کرنا وہ نہیں جانتے ہیں۔

ہنایت ہی شدت جنگ کی حالت میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے نیولین کے اوسانوں کی حیرت انگیز مثال ملتی ہے۔ آسٹریا کی فوج نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا عقب میں ہی آگنی اور آگے پیچھے اور بغل سے آسپہ جملہ آور تھی اور فوج کی بربادی میں کوئی کلام باقی نہ رہتا نیولین نے اس عرض سے کہ ذرا اسی مہلت لمبے صلح کا ہنڈیہ دیکر ایلونزی کو کھلا بھیجا کہ آدھ گھنٹہ جنگ موقوف کر دیجائے کیونکہ پرس سے چند مراسلات دوبارہ صلح ابھی آئے ہیں اور ان پر غور کیا جائے۔ ایلونزی *Monstern* چال میں آگیا اور جنگ کا شور وغل فوراً بند ہو گیا اور خون آلود جنگ آزماسپاہی بندو قوں پر ٹیک لگا کر بے ہو گئے۔ جو *Monstern* ایلونزی کے پاس گیا اور اس کو آدھ گھنٹہ باتوں میں مصروف رکھا۔ اتنے عرصہ میں نیولین نے اپنی فوج کو ترتیب دے لیا کہ ان ہتھیار حملوں کو روک لے یہ تو معلوم ہی تھا کہ شرائط صلح پر رضامندی نہ ہوگی اور لڑائی پر شروع ہوئی۔

جنگ کے اختتام پر جو منظر پیش آیا حد درجہ خطرناک تھا۔ فرار فوج کے سوار۔ پیدل۔ توپیں۔ اسباب و سامان حرب کی گاڑیاں تنگ و روں میں گھبراؤ لہجہ رہی تھیں اور فرانسیسی توپخانوں نے ان میں قیامت برپا کر رکھی تھی اور جب کبھی بارود کی گاڑی کسی گولے کی آگ سے اڑتی تھی تو آتش فشاں کے دھانے کا سا حال ہو جاتا تھا اور اس پاس صفایا ہو کر مردوں کے اعضا دور دور جگرتے تھے۔ ریو دی کی جنگ کو نیولین نے اپنی بڑی جنگوں میں سے ایک جنگ مانا ہے اور اس فتح کو اپنی بڑی فتح گردانا ہے فرار ہو کر پریشان کرنے اور ان کا تعاقب کرنے کے لئے تھوڑی سی فوج چھوڑ کر

نپولین اصل فوج کے ساتھ فوراً اسی شب اسپرٹیا کی پس ہزار فوج روکنے کو جو پرو دسا کی ماتحتی میں تبری سے مانٹوا کی امداد کو جا رہی تھی لوٹا۔ وہ تمام رات چل چکا تھا اور تمام دن لڑ چکا تھا لہذا اب اُس نے اپنی قطعی تنگی ہوئی فوج کو ایک دو گھنٹہ آرام کرنے کی اجازت دی لیکن خود نہ سویا اُسے اپنی فوج کی نازک حالت کا اس قدر خیال تھا کہ نہایت ہی ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی اُسے اس قدر فکرت تھی کہ اور تو سب پڑے سو رہے تھے اور وہ بکٹ سے بکٹ تک پہنچ رہا تھا۔

آدھی رات نہ گزرنے پائی تھی کہ تمام فوج نے ہر کوچ کیا اور دن ہو جانے پر ہی وہ ہر سرعت تمام اس امید سے کوچ کئے چلی گئی کہ مانٹوا کو قبل اسکے کہ اسپرٹیا کی فوج وہاں پہنچنے پہنچ جائے۔ تمام دن وہ ہاگوں ہاگوں چلی گئی اور غروب آفتاب کے قریب اُسے مانٹوا کی تفصیل دینے لگا جو جنگ و جدل کا شور و غوغا سننا ایک طرف سے تو پر دور اور *overa* فرانسیسیوں پر مورچوں کے قریب حملہ اور ہٹا اور بہادر درم سر قلعہ سے ٹکرائی اور دوسری جانب سے حملہ کر رہا تھا اور ایک گھنٹہ میں اس نابرابر جنگ کا فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن نپولین بیکاک بجلی کے مانند دشمن پر آ پڑا اور پرو دسا کی فوج ٹپس کے مانند اڑ گئی اور درم سر اور اسکی فائدہ وہ فوج ہماگ کراپنے قید خانہ میں جا گئی۔ اس طرح یہ مہم روزہ اختتام کو پہنچی جس میں نپولین نے پچیس ہزار سپر کئے۔ پچیس جہتے اور ساٹھ تو میں چین لیں اور چھ ہزار آدمی مقتول و مجروح کئے اسپرٹیا و انکو پیر شکست ہوئی اور فرانسیسی تمام اٹلی کے مالک ہو گئے۔ ایسی فتوحات نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ تمام ملکوں کے فوجی لوگوں نے نپولین کے ان نامور کارنامے نمایاں کو سب واقعات سے جو تاریخ میں درج ہیں حیرت انگیز تر مانا ہے۔

اب درم سر کو کوئی توقع باقی نہ تھی اور سوائے اطاعت کر لینے کے کوئی چارہ کار نہ تھا اُسکے اپنے سپاہی آدھے سے زیادہ اسپتالوں میں پڑے تھے اور نمک دیا ہوا گھوڑوں کا گوشت بھی قریب الاختتام تھا اور قحط اب انھیں دکھ رہا تھا اور درم سر نے اپنا

مصاحب سردیر Service کے خیمہ کو شرائط صلح طے کر لیکر اسلئے بیجا پولین
 خیمہ کے ایک گوشہ میں پوشیدہ اپنا لبادہ اوڑھے بیٹھا تھا اس افسر نے اسی چالاک سے
 جو ایسے موقع پر عمل میں لائی جاتی ہے اُن زبردست مقابلہ کے ذریعوں اور خوراک اور
 سامان حرب کے ذخیروں کی جو درم سر کے پاس تھے شیخ کرنا شروع کی۔ نیپولین موٹ
 سب باتیں سن رہا اور اُنہیں کچھ دخل نہ دیا۔ پھر آخر کار وہ چپکے سے اٹھا اور مینر کے
 قریب جا کر وہ کاغذ اُٹھایا جس میں درم کی طرف سے شرائط صلح درج تھیں اور اُسکے حاشیہ
 پر جملہ شرائط کا جو درم سر نے پیش کی تھیں جواب لکھ دیا۔ اس سے درم سر کا مصاحب ان
 رہ گیا۔ نیپولین نے کہا تو یہ شرائط ہیں جو میں تمہارے سپہ سالار کے ساتھ منظور کرتا ہوں
 اگر اُسکے پاس دو ہفتہ کا بھی کمانا موجود ہوتا اور وہ اطاعت کی بات چیت کرتا تو یہ اطاعت
 چشم وقار سے نہیں دیکھی جاسکتی تھی اب چونکہ اُس نے تم کو بھیجا ہے بالضرور اُس کی حالت
 حد کو پہنچ گئی ہو۔ اُسکی پرانہ سالی۔ اُسکی شجاعت اور اُسکی مصائب کی میں عزت کرتا ہوں
 یہ شرطیں جو میں منظور کی ہیں اُسکے پاس لیجاؤ۔ کل خواہ ایک ماہ میں یا چھ ماہ میں اگر
 قلعہ خالی کیا جائیگا شرطیں یہی رہیں گی۔ نہ اس سے اچھی ہوئی نہ اس سے بُری۔ وہ
 مانٹا میں اتنے دنوں رہ سکتا ہے جتنے دنوں تک اُس کی نوبت متقاضی ہو۔

اس افسر کو اب یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ نیپولین کے حضور میں ہے۔ شرائط صلح
 پر ایک نگاہ ڈال کر وہ نیپولین کی فیاضی پر حیرت میں ہو گیا اور یہ دیکھ کر کہ قریب سے اب کوئی
 نتیجہ نہیں اُس نے اقرار کر دیا کہ درم سر کے پاس صرف تین دن کا کمانا باقی ہے۔ نیپولین
 کی فیاضی نے اس کم سن سال شجاع سپہ سالار کو حیرت میں ڈال دیا اسلئے کہ وہ پورا نیپولین
 کے قابو میں تھا اور وہ جس طرح چاہتا اُس سے شرائط کر سکتا تھا۔ تاہم نیپولین نے اس
 خیال سے کہ مبادا درم سر کا دل دُکے اُسکو اجازت دیدی کہ اپنے جملہ سرشتہ فوجی کے
 ہمراہ وہ باطنیان اُس پر ہلکا چلا جائے اُس نے درم سر کو پانسو پیدل اور دو سو سوار بھی دے دیے
 کہ اس کی خصمت کی خست گمٹ جاوے درم سر نے بہ شکرگذاری اس فیاضہ عنایت
 کو قبول کیا اور اپنی شکرگذاری کے ثبوت میں نیپولین کو مطلع کیا کہ لوپ کی ریاست میں اُس

زہر دینے کی سازش ہو رہی ہے اور اس طرح یقیناً نپولین کی جان بچالی۔ باقی تیس ہزار مسیحیوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیے اور سیران جنگ بنائے گئے۔ اور پندرہ ہجڑے ایک پل کا سامان اور بالستوں میں نپولین کے ہاتھ نہیں۔

دوسری صبح کو آسٹریا کی شکستہ خاطر ذلیل اور بیدل فوج مانٹوا کے دروازہ سے نکلی اور شاہ کام جہوریوں کے سامنے ہتھیار رکھ دیے۔ اسمتوق پر نپولین نے وہ شرافت فیاضی دکھائی جو اس کی شجاعت اور نامی فتوحات کے ہم پل تھی۔ ستائیس برس کی عمر کا دنیا میں ایک نوجوان ہی ایسا نہوگا جو اس شدید خوفناک محم کے انجام پر ایک دیرینہ سال سپہ سالار اور اس کی شکستہ فوج کے نظارہ دلت و غواری سے اپنی آنکھیں نہ سنیکتا۔ لیکن نپولین فوج کا ایک حصہ لیکر اس صبح کو پوپ کی ریاست میں جا داخل ہوا اور اس موقع سے غور حاضر ہو گیا۔ اور وہ دم سر کی تلوار لے لینے کو سردیر کو چھڑ گیا۔ اس نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنی موجودگی سے مغلوب جبرل کی خفت و ذلت کو بڑھے۔ ایسی شرافت طبع اور فیاضی پر تمام یورپ کی نگاہیں اٹھ گئیں اور یہ ایسا فعل تھا کہ اس جہوری نوجوان جبرل کی تلفیق اس کے سخت سے سخت دشمنوں کو بھی بنا چاری کرنا پڑی۔

ڈاکٹر ٹری بلا اس قابل کہاں تھی کہ ایسی شرافت و فیاضی کی قدر کر سکتی ہو وہ ان نرم شرائط پر جو وہ دم سر سے کی گئی تھیں ناخوش ہو گئی۔ لیکن ان ڈاکٹر ٹریوں کی مدافعتی کی نپولین نے اصلاً پر دانہ کی اور اس نے صرف اس قدر جواب دیا کہ میں آسٹریا کے جبرل سے وہی شرطیں کہیں جو میں ایک شجاع اور مغرور دشمن کی شان کے موافق اور فرانسیسی سلطنت جہوری کے رتبہ کے مناسب سمجھاتا۔

اب آسٹریا والے اٹلی سے دفع ہو گئے۔ نپولین نے یہ محم تیس ہزار سپاہیوں سے آمادگی تھی اور ان خوفناک جنگوں کے زمانہ میں اسکو پچیس ہزار فوج سے اور کم ہجڑے اہل ان پچیس ہزار آدمیوں سے دس ماہ کے اندر اسے آسٹریا کی پانچ فوجوں کو چھ کار آزمودہ خبروں کی ماتحتی میں تھیں اور جن کی تعداد دو لاکھ تھی اور اٹلی درجہ کی تو اداں تھی شکست دیدی۔ اس میں ایک لاکھ قید اور تیس ہزار مقتول و مجروح کئے۔ یہ

فتوحات بڑی نامی فتوحات تھیں۔ ڈیوک آف ولنگٹن کا قول ہے کہ ایک بڑی شکست کو مستثنیٰ کر کے دنیا میں ایک بڑی فتح سب سے زیادہ خوفناک شے ہے۔“

اب نپولین نے خود وائسٹا دارا سلطنت آسٹریا پر دیر سے یورش کر نیکا ارادہ کیا تاکہ خود اسکے ایوان میں شاہنشاہ کو توہین کئے ہوئے فرانس کے ساتھ عہد و پیمان کرنے پر مجبور کر دے۔ جس وقت اٹلی کی مہم کا آغاز ہوا تھا تو اسکو اس بات کا خیال نہ تھا۔ لیکن محالاً نے جسکو نپولین تعدد پر کیا کرتا تھا اسکو یہ خیال دلایا۔ لیکن اول یہ ضروری بات تھی کہ پوپ کو بچاؤ کما دیا جائے کیونکہ چالیس ہزار فوج سے وہ نپولین کو پیچھے سے دھمکا رہا تھا۔ لیکن اب آسٹریا والوں کی قطعی شکست پر اس کے چلے چھوٹ گئے تھے۔ نپولین نے اعلان عام کر دیا کہ قریب ہے کہ فرانسسی فوج پوپ کی ریاست میں در آئے۔ رعایا اور مذہب سے وہ کچھ مداخلت نہ کریگی۔ فرانسسی سپاہیوں نے ایک ہاتھ میں سنگین ہے اور یہ فتح کی دھڑاری ہے اور دوسرے ہاتھ میں بریتون کی شلخ ہے کہ یہ صلح اور امن کی ضمانت ہے دے بر حال اس قوم کہ اس قوم فوج کو انشقام لینے کے لئے برا بھونٹہ کرے۔ جملہ قصابات و دیہات کے رہنے والوں کے سامنے صلح امن اور حفاظت پیش کی جاتی ہے۔

لوگوں کو ابھارنے اور اشتعال دلانے میں پوپ نے جلد نہ ہی ذریعوں سے کام لیا۔ تمام دیہات میں عسکرانِ خطرہ کے گھنٹے بجنے لگے اور چالیس گھنٹہ کی علی الاقصا عبادت تجویز ہوئی۔ ہر قسم کی رعایت کے وعدے کئے گئے۔ حتیٰ کہ خرق عادات سے بھی کام لیا گیا کہ لوگ اچھی طرح برا بھونٹہ ہو جائیں۔ نپولین نے صرف چار ہزار اٹلی کے اور ساڑھے چار ہزار فرانسسی سپاہی لئے۔ پہلے تو اسکا سات ہزار دشمنوں سے جو بہت سی کارڈنیل بسکا *Cardinal Busca* کے دربار سے سینو *Senno* کے کنارے موج بند تھے مقابلہ ہوا۔ بہار کا موسم تھا۔ شام جبکہ رہی تھی کہ فرانسسی فوج دیا کے کنارہ پہنچی ان پادری لوگوں نے جو دینی جنگ کی اسلحہ کے عادی نہ تھے صلح کا جھنڈا بھیج کر کہلا بھیجا کہ کارڈنیل اچھیف صاحب فرماتے ہیں کہ اگر فرانسسیوں نے آگے قدم رکھا تو یقیناً آپر فر کر دے جائینگے۔ یہ خوفناک دھمکی تمام فوج میں معلوم ہو گئی اور اسپر سپاہیوں

نے بڑی مسرت کے نعرے مائے۔ پنولین نے جواب دیا کہ مجھے کارڈنیل انجیف صاحب کے فیرونکے سامنے ہونے سے سخت ہی افسوس ہے لیکن چونکہ فوج بہت تنگی ہوئی ہے اگر پادری صاحب اجازت دیدیں تو آج کی رات دریا کے کنارے بڑے رہے۔

رات کی تاریکی میں فوج کا ایک جزو دریا کے پار مسجد یا گیا کہ پوپ کی فوج کا عقب گہرے اور صبح کو ایک گھنٹہ کی جنگ نے یا تو ہر شخص کو خاک و خون میں ملا دیا یا پنولین کے ہاتھ میں اسیر کر ادیا۔ پہرہ سرعت تمام آگے بڑھ کر فرانسیسی اسیدن فینزا *Fenza* میں پہنچے۔ پرامک بند ہو گئے اور فیصلہ پیر تو میں چڑا دی گئیں اور انہو نے بڑے جوش مذہبی سے ہر قسم کا مقابلہ کر کے فرانسیسی سپاہیوں کو چھٹکیں کر دیا۔ فوراً ہانگ ٹوڑ ڈالے گئے اور فرانسیسی سپاہی شہر میں گس پڑے اور بڑے شور و غل کے ساتھ شہر لوٹ لینے کی اجازت مانگی۔ وہ کہتے تھے کہ یہ بھی تو پیو یاہی کا ساموے ہے۔ پنولین نے جواب دیا نہیں یہ پیو یا

کی حالت نہ تھی کبہ نگہاں تو لوگوں نے اطاعت کی قسم کہا کہ بغاوت کی تھی اور ہمارے سپاہیوں کو جو انکے مہمان تھے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا لیکن ان لوگوں کو تو دھوکا دیا گیا ہے اور انکو نرمی سے مغلوب کرنا چاہئے۔ تمام قیدی جو بیاں اور سینینو *Cenino*

کی جنگ میں گرفتار ہوئے تھے فینزا *Fenza* کی خانقاہ کے باغ میں جمع کئے گئے۔ ان لوگوں سے یہ بیان کیا گیا کہ پنولین الحاد۔ ظلم اور معصیت کا شیطان ہے اب خوف سے انکے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہو گیا تھا اور یقین تھا کہ وہ گولی سوراہیے

جائینگے۔ اور باغ میں وہ اسی غرض سے جمع کئے گئے ہیں۔ جسوقت پنولین باغ میں پہنچا وہ زمین پر پشایاں رک کر ان مانگنے لگے۔ پنولین نے زبان اٹلی میں ان سے خطاب کیا اس کا لہجہ اسقدر شیریں تھا کہ معلوم ہوتا تھا ولولوں پر وہ سحر کا کام کر رہا تھا پنولین نے کہا کہ میں اٹلی کے سب باشندوں کا خیر خواہ ہوں۔ تمہارے درمیان

میں فقط اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو نفع پہنچاؤں۔ تم آزاد ہو۔ چلو اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور سب سے کہدو کہ فرانسیسی مذہب نظم و نسق۔ عبادت اور مظلوموں کی دوست ہیں۔ پھر پنولین باغ سے خانقاہ کے نعمت خانہ میں گیا جہاں افسر جمع تھے۔

اور بہت دیر تک اُن سے دوستانہ بنے لکھنے سے باتیں کرتا رہا اُس نے اُن کے سامنے اپنے مقاصد اور خواہشات کی شرح کی۔ اٹلی کی آزادی کا تذکرہ کیا اور پوپ کی حکومت کے نقصان بیان کئے اور کہا دیکھو انجیل مقدس کے مطالب سے اُسے کس قدر انحراف ہے اور اُن کو آگاہ کیا کہ کس قدر خونریزی ہوگی اگر اُس کی زبردست اور قواعد و ان فوج سے مقابلہ کیا۔ پھر اُن کو اجازت دی کہ اپنے مکانوں کو جائیں اور کہا کہ میرے رحم کا یہ معاوضہ ہے کہ میرے اغراض اور میرے دل کے خیالات سب لوگوں سے جا کر اعلیٰ طرح بیان کرو۔ یہ لوگ اب پولین کے اسے قدر مداح تھے جس قدر پہلے اُن کے خیالات اس کی طرف سے برہم کئے گئے تھے۔ اٹلی کے تمام دیہات و قصبات میں وہ نشر ہو گئے اور بڑی تعریف سے پولین کی فیاضی اور رحم کے تذکرے کرتے تھے۔

انکو *Ancona* میں پولین کو روپیوں *Romanos* کی ایک اور فوج ملی۔ اس فوج کو بڑی احتیاط سے گھیر کے قید کر لیا گیا اور ایک جان بھی تلف نہ ہونے دی اور ہر چند لفظیں اُن سے ایسی کہیں کہ یقین کے سکے اُن کے دلوں پر بیٹھ گئے اور اُن کو پیغامبر بنا کے پھر تمام ملک میں بھیج دیا کہ جمہوری فوج کے جنرل کے دھم اور فیاضی کا اعلان کریں۔ انکو نا اس موقع سے واقع ہوا تھا کہ بحر اڈریاٹک کا بڑا نامی بندر تھا۔ لیکن اُس کی لنگر گاہ کو ایسی غفلت کی حالت میں چھوڑ رکھا تھا کہ ایک جنگی جہاز بھی اُس میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ پولین نے فوراً اُس کے استحکام اور ترقی کی تجویزیں طے کر دیں اور بڑی بڑی تعمیریں جو بعد کو عمل میں آئیں پولین کے فہم و دور اندیشی کی دائمی یادگار ہیں گی اور اب تین عرشوں کا جہاز اُس میں بحفاظت تمام لنگر انداز ہو سکتا ہے۔

لوریٹو میں حضرت مریم کی ایک سنگین مورت تھی اور اُس کو ہشتی مورت کہتے تھے اور اس سے یہ عجائز منسوب کیا گیا تھا کہ پوپ صاحب کے مذہب کو اس وقت چونکہ بڑا خطرہ ہو رہا تھا یہ مورت اسوجہ سے روتی تھی۔ عوام کو اس سے بلا کا جوش ہو رہا تھا۔ پولین نے اس پاک مورت کو منگوایا اور اُس شعبہ کو جس سے بند لعیہ شیشہ کے دانوں کی لڑھی کے آئینہ بہتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ظاہر کر دیا اور پادری کو اس

خطا پر کہ شعبہ بازی سے وہ مخلوق کو فریب دیتا تھا اور جملہ مذہب کی جس سے توہین ہوتی تھی قید کر دیا۔

پوپ کی تمام ریاست میں فرانسیسی جلاوطن پادری بھرے ہوئے تھے اور ڈاکٹر کٹری سے نیپولین کو ہدایت تھی کہ اُن کو ملک بدر کر دے۔ ان مصیبت زدوں کو کوئی امید باقی نہ تھی اور چونکہ مخالفین سرکار کے ظلم و تعدی یہ دیکھ چکے تھے موت کو یہ برسرِ رسیدہ سمجھے ہوئے تھے۔ ان پادریوں میں سے ایک پادری جو اپنی جلاوطنی سے تنگ آگیا تھا اور موت کو یقینی سمجھ چکا تھا نیپولین کے پاس آیا اور کہا ”میں تارک وطن ہوں اور بہت جلد میری جان کا خاتمہ کر دیجئے“، لیکن جس وقت نیپولین نے اُس سے پُرا خلاق اور دلی ہمدردی کی بانیں کیں اور یقین دلادیا کہ وہ خود اور تمام دوسرے پادری جملہ خطرات سے محفوظ رکھے جائیں گے تو اس بدحواس پادری کو خواب سا معلوم ہوتا تھا اس کے بعد نیپولین نے اعلان کر دیا کہ ان مصیبت زدہ پادریوں کو سب سپاہی اپنا بھائی اور ہموطن خیال کریں اور بڑی مہربانی سے پیش آئیں۔ تابع فرمان سپاہی فوراً اپنے محبوب سپہ سالار کی طرح صاحبِ مروت بن گئے۔ اسکے بعد تو پھر ایسے ایسے واقعات پیش آنے لگے کہ جنہیں دیکھ کر دل پر بڑا اثر پڑتا تھا۔ بہت سے سپاہیوں نے اپنے سابق پارٹی کو پہچانا اور یہ پیچھے جلاوطن پادری جس نے بہت عرصہ ورازا سے سوائے ذلت و غاری کے اور کسی قسم کا اچھا برتاؤ دیا ہی نہ تھا۔ شکرگزاری سے رونے لگتے تھے جس وقت اُن سے عزت و محبت کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔

اس رحم دلی کی بدولت نیپولین پر بڑا الزام لگا اسلئے کہ جواب میں اُس نے ڈاکٹر کٹری کو لکھا کہ ”کیونکہ ممکن ہے کہ ان مصیبت زدہ لوگوں پر ترس نہ لکھایا جائے وہ تو ہمیں دیکھ کر رونے لگتے ہیں“۔ یہ فرانسیسی تاریک وطن پادری اہلی کی خانقاہوں میں جہاں انھوں نے پناہ لی تھی بارہو گئے تھے اور فرانسیسی فوج کی آمد پر اہلی کے قیس اُن کو اس عندہ سے نکال دینے پر آمادہ سیٹھے تھے کہ ان تارکان وطن کو پناہ دینے سے فرانسیسی فوج اُن سے ناراض ہو جائے گی۔ جہاں خانقاہوں میں نیپولین نے حکم

عام مسجد یا کہ ان فرانسیسی تارکان وطن کی بصورت سے خاطر و مدارات کی جادے اور حبلہ ضروری اشیاء ان کے لئے میبا کی بناویں پھر اس نے اسی مخفی عرق ظرافت سے خواہی ظہر میں دوری ہوئی تھی کہا کہ فرانسیسی پادری ان جملہ مہمان نوازوں کا بدلہ بازار کے نرخ دعائیں اور نمازیں پڑھ کر کر دیں۔ نپولین نے انکونا *Ancona* میں دیکھا کہ نپولین پر بغیر قابل برداشت ظلم ہو رہا ہے اور اُس نے تمام مصائب سے ان کو رہائی بخشی۔ نپولین کے دربار نے نپولین کو ڈراوینے کی توقع سے کہ پھر وہ مقدس شہر روم پر چڑھائی نہ کرے اور علامتہ نپولین سے شمشیر بکھٹ ہونے کی جرات نہ کرے کہ اُس کے لئے گڑبڑ میں جاسوسی کے لئے ایک دزیر روانہ کیا۔ اس مفیر نے جس کا نام پرنس جینا *Genoa* تھا بڑی مہربان اور ازدارانہ وضع بنا کر ملک نپولین *Naples* کی ایک چٹائی نپولین کو دکھائی جس میں لکھا تھا کہ ”پوپ سائب کی حفاظت کے لئے تیس ہزار فوج بھیجی جائیگی۔“ نپولین نے اس کے جواب میں کہا کہ میں آپ کا شکور ہوا کہ آپ نے یہ بتوت دوستی دیا لیکن اس کا عرض بھی میں اسی طرح کروں گا۔“ چنانچہ نپولین کے متعلق ایک مقوفی ٹھوکر اس نے ایک مراسلہ کی ایک نقل نکالی جس سے معلوم ہوا کہ نپولین کو ملکہ کے عرف ارادہ سے آگاہی نہ تھی بلکہ اس میں شرطی کہ اگر ایسا ارادہ عمل میں آتا تو جس نہ از فوج سے ملکہ کے مشریم پورس کی جاہنگی اور خاندان شاہی مجبور کر دیا جائیگا کہ جزیرہ سسیلی *Sicily* میں جا کر پناہ لے۔ یہ دیکھ کر گیناٹی حیرت میں ہو گیا اور اُس نے اسی رات میں نہایت مخفی طور سے ایک قاصد روانہ کر کے ملکہ کو تمامی حالات سے مطلع کر دیا۔ اور پھر ملکہ نپولین کے دربار نے کان نہ ہلایا۔

اب نپولین روم سے تین منزل تھا واپسی میں *Vatican* میں مل جل چڑھتی اور نپولین کے قاصد مقام ٹولن *Tolentino* میں فوراً ملٹی بھیجے گئے کہ فوج سے رخصتی ملتی ہوں۔ گارڈوں میں گھوڑے جوڑ چکے تھے اور پوپ پائیس ششم *Pious VI* فرار ہو جانے کو زینہ سے اتار رہا تھا کہ نپولین کا قاصد پہنچا اور کہنے لگا کہ کسی ذاتی خطرہ سے گھبرانے کی بات نہیں نپولین تو صرف صلح کی خاطر آتا ہے۔

چونکہ پوپ کی دغا بازی اور سخت مخالفت سے ڈاکٹر کڈوں کو سخت غصہ تھا انھوں
 نے نپولین کو تاکید کر دی تھی کہ پوپ سے کسی قسم کا معاہدہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ دنیوی طاقت
 و اختیارات سے وہ فوراً معزول کر دیا جائے لیکن نپولین انسان کی پرورش فطرت کو ایسا
 اچھا سمجھے ہوئے تھا کہ اُس نے ایسے انقلاب کا ارادہ کیا اور ڈاکٹر کڈوں کی منشا کی کچھ
 پروا نہ کر کے اُس نے پوپ کا وہی عزت و احترام کیا جو اُس کے دینی و دنیوی امتیاز
 کے نمایاں تھا اور لون ٹیون کا عہد نامہ جلد قریب ہو گیا اُس کی سادی سادی شرائط یہ تھیں
 کہ پوپ فرانس سے صلح رکھے اور سینٹ پٹین ریپبلک *Cispadane Republic*
 کو تسلیم کرے اور صلح نامہ سابق کی جملہ شرائط پر ایمان داری سے کار بند رہے۔ فتح کی اس
 نرمی پر پوپیت تک نے اُس کی تعریف کی۔ نپولین نے انکویزیشن (بے دین اور ریاکاری
 تحقیقات اور سزا دینے کا محکمہ) توڑ ڈیئے پر بہت اصرار کیا لیکن پوپ کی دل دہی کی
 خاطر جس نے نپولین کو یقین دلایا کہ یہ محکمہ بکولی مذہبی وضع کا محکمہ نہ تھا بلکہ ایک نوع
 کا محکمہ لیس تھا۔ نپولین اپنے اصرار سے درگزر کیا۔ یہ جملہ امور نوروز میں انجام کو پہنچے اور
 اب نپولین امن و اوس گیا اور وائسٹا پر پوریش کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہوا۔
 باوجودیکہ نپولین نے ان فتوحات میں حد درجہ کی نرمی سے کام لیا تھا تاہم نہایت
 ہی سخت بدنام کرنے والی تمثیل اُس کے دشمنوں نے تمام یورپ میں شائع کر دیں اور
 رومن کیتھولک لوگوں کو مشتعل کرنے کی نیت سے انھوں نے نپولین پر یہ بہتان
 باندھا کہ اُس نے پوپ کو اُس کے سر کے سفید بال بکڑ کر کرہ سے باہر کشاں کشاں نکالا
 ایک دن نپولین انھیں زہرا لود ہٹانوں میں سے ایک ہٹان پر رہا تھا اور کبھی تو اپنے
 کندھے سے سکوڑتا جاتا تھا اور کبھی ققمہ مار کر ہٹا تھا اور ذرا بھی غصہ کا نشان ظاہر نہ کرتا تھا
 پھر اُس نے ایک شخص سے جس کو اس بات پر تعجب ہوا کہ اُسے برا کیوں نہیں معلوم ہوتا
 کہا بھائی رنج تو سچی بات پر پہنچتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ میری فطرت میں عیاشی کا
 میلان نہیں ہے اور علاوہ بریں ہجوم کا رستہ مجھے ان برائیوں کی طرف توجہ کرنے کی
 مہلت ہی کہاں ہے۔ تاہم دنیا میں ایسے ایسے لوگ ملیں گے جو ان سب باتوں کا

یقین کر لیں گے لیکن اس کی دوا ہی کیا ہے؟ اگر کسی کے سر میں یہی سما جاوے کہ وہ یہ چھاپ دے کہ پولین کے تمام جسم پر بال نکل آئے ہیں اور عاروں ٹانگوں پر چلتا ہے تو بہت سے بزرگ ایسے نکلیں گے کہ اس کو بھی یقین کر لیں گے اور کہیں گے کہ بخت نصر کی طرح خدا نے مجھے سزا دی ہے اور پھر اس پر میں کیا کر سکوں گا اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔

۱۰ بخت نصر قدیم زمانہ میں اس ظالم بادشاہ نے بیت المقدس کو لوٹ کر باندھا اور بڑے مجاہد سے تمام ظروف طلائی جو نہایت واجب التحفہ تھے کھال لے گیا اور حضرت دانیال پنیمر کو کہ وہ ہنوز بچے تھے معقولہ کے دوسرے شخصوں کے قید کر لے گیا اور نشہ باد کا گرد غور میں ایسا برست بگیا کہ اُن طلائی ظروف میں رشہ اب پی۔ خدا کا قہر میری بخت نصر پر نازل ہو گیا۔ اُسے ایسا جنون ہوا کہ صبح کو نکل گیا اور گدھوں کی طرح گھاس کھانا اور شبنم میں رہتا۔ اُس کا بیٹا اُس کی جگہ تخت نشین ہوا لیکن وہ بھی بخت نصر کی طرح بخت تھا۔ انھیں ظروف طلائی میں جنس کے درمیان شرب پی۔ اسی وقت دیوار پر اکیلا قہر نمودار ہوا اور کچھ لکھ دیا۔ جو کسی سے نہ پڑھا گیا۔ آخر میں دانیال پنیمر نے پڑھا اور کہا: آج شب میں تیری حکومت کا خاتمہ ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا صبح کو بادشاہ مارا گیا اور سلطنت فارس والوں کے قبضہ میں پہنچی ۱۲۔ مترجم۔

باب ہشتم

واٹا پر یورش

دینس کو انسانیت سے مشورہ دینا۔ درج *Virgil* کی عزت کرنا۔ اعلان۔ پرنس
چارلس *Charles* کی بیٹی *Agliamonte*۔ فریب۔ سپاہیوں کا
جوش۔ ماروس *Marius* کی جنگ۔ آج کو لوک *A. Duke* کی فراری۔ تجویز
صلح سے جو یونین نے پیش کی انکار کیا جانا۔ دلائل پریشانی۔ صلح کے بارے میں خط و کتابت
دینس کی بغاوت۔ دینس کے ایچی۔ یونین اٹلی کا فاتح۔ ویل ڈے لائن *Vallaine*
یونین کی طاقت۔

مانٹوا فتح ہو گیا تھا اسلوا دے اٹلی سے نکالے جانے کے تھے اور پوپ بچوں کی
طرح دولت و خواری سے فاتح کے جسم کی التجا کر چکا تھا۔ تاہم اٹلی نے جمہوری فرانس کے
ساتھ صلح کرنے سے انکار کیا اور مذرا استقلال سے دوسری جنگ کے واسطے سامان جمع
کرنا شروع کئے۔ یونین نے براہ راست واٹا پر یورش کرنے کا مصمم ارادہ کیا اس کا مدعا
صلح سے غنائم سے مراد یعنی کسی اور طریقے سے صلح ہونا ممکن نہ تھا۔ یہ مصمم ٹری بے باکانہ
تھی۔ اس نے اپنی فوج اور اپنے ملک فرانس میں اٹلی کا کل عرض چھوڑ کر کارنگاٹس *Carthage*
عصر ملک کی نابہوار چوٹیاں پار کرنے اور صرف پچاس ہزار فوج سے روئے زمین کی نہایت
زبردست اور تکبر سے لفظوں میں سے ایک سلطنت کے مرکز میں گھس جانے کی جس میں

دو کروڑ آدمی رہتے تھے تیار سی کی۔ نیپولین نے دینس سے میل کر لینا چاہا اور اُس کی گوشت کو کھھا کہ مختار سے تمام ملک پر بغاوتی اصول کا گارڈھاڑا پھیر دیا ہوا ہے۔ میرا ایک لفظ مختار سے جملہ صوبجات میں شعلہ بغاوت کو مشتعل کر دیا۔ تم وائس سے میل کر لو اور اپنی طرز حکومت میں دو ایک ایسی اصلاحیں کرو جو رعایا کی بیودگی کے لئے لاپرواہی ہیں تو ہم رعایا کی رائے کو ٹھنڈا کر دینے اور مختار ہی حکومت کو قائم رکھیں گے، اس سے زیادہ بہتر دور اندیشی اور انسانیت کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔

دینس کی مغرور حکومت ابراہان نے میل کر لینے سے انکار کیا اور سٹیم ہزار آہو کی فوج کھڑی کر لی جو پوہن پر پیچھے سے حملہ کرنے کو بروقت تیار تھی اور کہا کہ ہم دینس میں سے کسی کے مشرک نہ ہونگے بلکہ علیحدہ رہیں گے۔ نیپولین نے جواب دیا کہ اچھا تم علیحدہ ہو لیکن آئندہ یاد رکھو کہ اگر تم نے علیحدگی سے انحراف کیا یا میری فوج کو چھیڑا یا میری رعایت میں مغل ہوئے تو بدلہ بھی ایسا لوں گا کہ یاد ہی کر دو گے۔ میں دانتا پرورش کرتا ہوں اس میں چالچلن جو اٹلی کے درمیاں میری موجودگی کی حالت میں معاہدہ ہو سکتا تھا اس وقت جبکہ میں آسٹریا میں ہوں لنگا معافی کے قابل نہ ہوگا اور جدم دینس دعا بازی کریگی اسی دم اُس کی آزادی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔

مانوا اور جلال سنگھ کی پیدائش گاہ تھا۔ اٹلی یا آسٹریا نے اپنی عیاشی خوش حالی اور بے قدری کے ایام میں اس انتوا کے شاعر کی کوئی یادگار قائم نہ کی تھی۔ لیکن جیسے کہ مصوٰی شہر کے گرد نیپولین کے توپخانے گرجا، وقف ہوئے اور بگاڑ دیے ابھی فرو نہوا تھا کہ نوجوان فاتح نے جس کو امن و عافیت کی لہافت میں جناب کی بربادی سے زیادہ لطف آتا تھا اُسی حالت میں کہ جنگ کا تماطم فرو نہوا تھا اور مئی لائف اقوام کی سازشوں سے اُسے مقابلہ تھا ایک مقبرہ تعمیر کیا اور اس راز و اس شاعر کی یادگار میں ایک مصوٰی و صام کا جشن منایا۔ اس طرح اُس نے ذہنی عظمت پر شہرت کا بیہنہ برسیا اور ذلیل اٹلی والوں کو اپنے آباد اجداد کا عظمت سے ہمسری اور

۱۲۰۰ء میں اٹلی کا نامور شاعر تھا۔ ۱۲۰۰ء

اس کی قدر کرنے کی سعی کرنا سکھایا۔ پھر امن و عافیت کی مرغوب پیرویوں سے موثر کر پورے غم و ہمت سے اپنے ملک کے بیدار حملہ آوروں کے تعاقب کی طرف متوجہ ہوا۔
شہر میں دس ہزار سپاہ اس غرض سے چھوڑ کر کہ وہ اہلی کی ریاستوں کو دیکھے۔
ہنر پنولین نے مشرور عہد پارچ ۱۷۹۷ء میں اپنا صدر مقام بسینو کو منتقل کر دیا اور پھر اُس کی جوش دلانے والا اعلان اپنی فوج میں بھیجا جو گل کی آواز کی طرح متحیر اور مخالف یورپ کی سلطنتوں میں گونجنے لگا۔

”اے سپاہیو۔ اُس مہم نے جو ابھی ختم ہوئی تم کو شہرت لازم والی سی۔ تم جو وہ بڑی جہی ہوئی اور مستر چوٹی چھوٹی لڑائیوں میں فہمید ہوئے۔۔۔ ایک لاکھ سے زائد قید کئے۔ پانچ سو بھاری اور دو ہزار چھوٹی توپیں اور آہنی پیوں کی دو قطاریں تم نے چھین لیں تو اسی سے جملہ مہم کے زمانہ میں فوج کی کفالت کی اس کے علاوہ ساٹھ لاکھ دو لاکھ تین سو لاکھ سرکاری خزانہ کو بھیجے اور اپنے قومی عجائب خانہ کو اہلی کی قدیم و جدید تصویروں سے رونق دی جن کی تیاری میں تین ہزار برس صرف ہوئے تھے تم نے یورپ کے اچھے سے اچھے ملک فتح کر لئے اور سکندر اعظم کی پیدائش گاہ مقدونیہ کے مقابل بجاڈریا ٹاک پر یہ پہلا موقع ہے کہ فرانس کا پھر یہ لہر رہا ہے اس سے بھی زیادہ کارہائے نمایاں تمہارے منتظر ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تم اپنے کو اُن کا مستحق ثابت کرو گے۔ منجملہ اُن تمامی اعداد کے جنہوں نے رپلیک کا دم اس کی طفلی میں گھونٹ دینا چاہا تھا اب ایک طرف اسٹریا کا شاہنشاہ مختارے ساتھ باقی ہے آؤ اُس کے سرورٹی ملک کے مرز میں ٹھس کر صلح کی تلاش کریں وہاں تم کو بہادر آدمی ملینگے جن کے رسوم و مذہب کی تم عزت کرنا اور اُن کے مال کی تم حفاظت کرنا۔ یاد رکھو کہ ہنگری کی قوم میں تم جو سٹے لیے جاتے ہو وہ آزادی ہے۔“

اب آسٹریا کی فوجیں شاہنشاہ کے بھائی ’آرچ ڈیوک چارلس AD. Charles کے سپرد ہوئی تھیں۔ اُس کے چال چلن کو اُس کے فیاض مخالف پنولین کے لفظوں سے زیادہ بہتر طور پر کوئی بیان نہیں کر سکتا ہے۔ پنولین نے کہا ”پرنس چارلس کا وہ

چال چلن ہے کہ الزام کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا اُس کی روح شجاعان زمانہ قدیم کی طرح ہے اور دل طلانی زمانہ کا ہے وہ نیک آدمی ہے اور بادشاہ کے لئے جب لفظ نیک کہا جاتا ہے تو اُس میں سب باتیں آجاتی ہیں ۷

مشروع پانچ میں پرنس چارلس جو نپولین کا ہم عمر جوان تھا اور دریائے رین کے معرکوں میں نام کرچکا تھا پچاس ہزار فوج کی سرداری میں دریائے ٹیمز کے کنارہ خمیرن ہوا۔ سلطنتِ استریا کے دوسرے حصوں سے چالیس ہزار فوج اور اُس کی کمک کو آ رہی تھی اور اس طرح اُس کے پاس فرانسیسیوں کے مقابلہ کو نوے ہزار فوج ہو جانے کو تھی نپولین کے پاس معنی ملک کے جو فرانس اور آٹلی سے اس کو ملی تھی پچاس ہزار سپاہ تھی اور اسی سے وہ ایسی مہم جس میں بظاہر کامیابی کی کوئی صورت نہ تھی شروع کر کے کوٹھا۔ اب تمام یورپ ان دونوں مردانِ میدان کو دیکھ رہا تھا اور اب سب کا خیال تھا کہ نشہ فتح سے سرخوش نپولین اب ایسے مملکت کی طرف جارہا ہے جہاں سے رہائی محال ہے۔ لیکن یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ جوش میں آکر نپولین رائے صائب کے رستے سے علیحدہ ہو جائے اس کی تجویزیں بڑی عمیق تھیں اور اُس نے جلمٹ بہیڑوں کے موقعے اچھی طرح اندازہ کر لئے تھے۔

موسم سرما کا طوفان آئیس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کے چاروں طرف ہنوز شور برپا کئے ہوئے تھا اور یہ ممکن خیال کیا جاتا تھا کہ ایسے شروع موسم میں ایسی زبردست رو کے پار کرنے کا ارادہ کیا جائیگا۔ جس وقت نپولین نے کوچ کا حکم دیا تو باران کا طوفان خوفناک زمین و آسمان میں شدت سے چل رہا تھا۔ اپنی معمولی سرعت سے فوج دریائے میوز (Meuse) کے کنارہ پہنچی۔ آسٹریا والے فرانسیسیوں کی بھوت صورت اس طوفان عناصر میں دیکھ کر اور اُن کے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہونے کی وجہ سے قریب چالیس میل کے دریائے ٹیگلیا منٹو (Tagliamento) کے مشرقی کنارہ پر ہٹ گئے۔ نپولین جھپٹے ہوئے دشمن کے تعاقب میں چلا گیا۔ ۱۰ پانچ کو بجے صبح کے فرانسیسی دریائے کنارہ پہنچے۔ یہاں اُنھوں نے پتھر دوں پر بٹنا ہوا ایک عریض دریا دیکھا جس کا گھاٹ

دشوار گزار تھا۔ شاہی فوج بڑی شاندار صفوں میں ایک وسیع میدان کے درمیان دو سر
کنارے لشکر زن تھی اور توپخانے اس طرح لگا رکھے تھے کہ تمام سطح آب صاف زو میں
تھی اور پیدلوں کی لمبی لمبی قطاریں سنسکین چڑھائے گولیوں کا مینجہ برسا دیتے کو تیار ظاہر
ہیں۔ صعدہ کو لافح ظاہر کر رہی تھیں۔ اس پر عرب فوج کے بازوؤں پر بڑے بڑے رسلے
ایسے چنیل گھوڑوں پر منتظر تھے کہ دشمن پر اگر وہ اس کنارہ اترے تو ٹوٹ پڑیں۔

فرانسسیسی فوج تمام شب پر خلا بستر کوں اور پہاڑ کی گھاریوں میں چلی ہوئی اُلی تھی
تاریکی شب کے ساتھ ہی خوفان بھی فرو ہو گیا اور سیسے ہی فرانسسیسی فوج دریا کے کنارہ
پہنچی۔ موسم بہار کی گرم صبح کا آفتاب بڑی آب و تاب سے نمودار ہوا سپاہیوں کی درویا
پہنچی ہوئی۔ مینہ میں شہزادہ اور کچھریا سنی ہوئی تھیں۔ تمام یہ چالیس ہزار سپاہی مع اپنی
گایوں۔ جھنڈوں۔ ساز ساز گھوڑوں اور مدد بائینداجوں کے جس وقت وہ دھوپ میں
دریا کے کنارے پہنچے کہ کنارہ ہنزہ میں کوچ کر رہے تھے ایک جبروتی لشکر نظر آ رہے
تھے۔ لیکن یہ دریا کے سامنے ایک سنگا میں روک تھا۔ پھر اس دریا کے علاوہ دشمنوں
کے ابوہمہمہ بلوچوں میں اور ہولناک توپیں جن کی نالیں گراب سے منہ تک بھری
ہوئیں کہ آگے بڑھنے سے دشمن کو صدمہ کر دیں اور بے شمار فوج گھوڑے جو جھک کر گئے
کے ست کو در سے تھے بظاہر ایسی روئیں تھیں جو کوئی بشری غم و ہمت پار کرنے کا ارادہ
نہیں کر سکتے تھے۔

اپنے متبادل پوری تباری دیکھ کر نیپلین نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کی زدوں
بہت لڑھانا پکانے کی تیاری کریں یہ پرجوش صفیں گویا زور طلسم ایک آن کی آن میں باہم
لا کر کھانا پکانے میں مصروف ہو گئیں۔ ہتھیار ایک طرف رکھ دے گئے اور سپاہی ہری ہری
گھاس پر جو داوی ہیں موسم بہار کے آفتاب کی شعاعوں میں پھوٹ رہی تھی لیٹ گئے
چوٹوں میں آگ سلگنے لگی اور دیچوں میں کھانے پینے لگے اور سپاہیوں کے جھولے
کھل گئے اور غول کے غول بنکر ہی اور مسرت سے کھانے پر جمع ہوئے۔
پانچ دیوک چارلس نے یہ دیکھا کہ جب تک اس کے تھکے ہوئے سپاہی کھانا کھا

پولین دریا عبور کرنے کا ارادہ نہ کر لیا حکم دیا کہ اُس کی فوج پیچھے لشکر کا، کو ہٹ جائے جب بالکل سناٹا ہو گیا اور آسٹریا والے اپنی حفاظت کی جانب سے بے فکر ہو گئے تو تعبیا پولین نے پہلے سے تجویز کر دیا تھا بگل دے گئے۔ فرانسیسی سپاہیوں کو تو فوراً تیار ہو جانا اور کام کرنے کی مشقیں چڑھی ہوئی تھیں ہی ایک آن واحد میں مسلح ہو گئے اور صفیں باہر دریا میں گھس پڑے اور جب تک آسٹریا کی فوج کو اُس کی حیرت و پریشانی سے افاقہ ہوا آدھا دریا پار کر لیا۔ فرانسیسیوں کی یہ جاں اس سرعت سے عمل میں آئی کہ خیال تو باہر ہے اور آسٹریا والے حیرت میں ڈوب گئے اس خوبی و خوبصورتی سے مختلف فوج کے جزو دریا کے دوسرے کنارے پہنچے کہ بس طرح میدانِ فوج میں ہوا کرتا ہے۔ آسٹریا کی فوج بھی حتی الامکان سرعت سے جمع ہوئی لیکن اب تو اس قدر دیر ہو چکی تھی کہ حتیٰ نہ چائے تھی۔ نہایت ہی خونریز جنگ واقع ہوئی۔ پولین ہر موقع پر کامیاب رہا اور شاہی فوج جس کی تعداد اب بہت کم رہ گئی تھی زمین کو مقتولوں کے لہو سے لال چھوڑ کر بھاگی اور ملک کا جو اُس کی مدد کو آرہی تھی انتظار کرنے لگی۔ پولین نے اس کا تقاب کیا۔ اور اُس پر ہر لمحہ حملے کے اور دم زون کی مہلت نہ دی کہ اُس کی بدحواسی سے اُس کو فرصت ملے۔

آسٹریا کی فوج جسے اس طرح اچانک اور یکایک ہزیمت ہوئی نہایت پیدل ہوئی۔ شاہانِ فرانسیسی جو اپنے محبوب جنرل کو اب قطعی لافتح یقین کرنے لگے تھے بڑی ہوس سے خطرناک اور بیباک موقعوں کی جستجو کرتے تھے اور فتنہ مار کر اور پُر مذاق باتیں کر کے آزادی کے ترانوں سے آسمان سروں پر اٹھائے ہوئے تھے اور دشمن کی گھنٹی گھنٹی صفوں میں گھس گھس جاتے تھے۔ فوج کے مختلف دستے بڑے بڑے شجاعت کے کام کرنے اور جان سے بے پروائی ظاہر کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے اور ہتھیار تھے۔ ہر گڑھی۔ ہر ایک درہ کوہ اور ہر ایک تیز بہنے والے دریا پر آسٹریا والے مقابلہ کرنے والی فوج کو روکنے کے لئے مقابلہ کرتے تھے۔ لیکن پولین دیو کی مانند اُن پر کڑوا ہوتا۔ اور بھاگتی ہوئی فوج کی صفوں پر بربادی نازل کرتا۔ اُس نے آسٹریا والوں کو

واسن کو تک بھگا دیا اور پہاڑ کی سیدھی چڑھائی پر اُن کا پیچھا کیا۔ طوفان باد اور دم
 روک دینے والے برف پر نولین گول کی چٹخوں کے ساتھ حملہ آور ہوتا اور اس کی فوج متحدرہ
 انسان و عناصر کے ساتھ جنگ کر نہیں سدا ماں تھی۔ لعاب کرنے والے اور بھاگنے
 والے کا رنگ *maroon* پہاڑ کی چوٹیوں پر جا پہنچے۔ یہ وہ مقام تھا جہاں برف کبھی
 نہیں گہکتی بڑے بڑے بحر الشیخ جو قدیم الام کی باوگاریں تھیں چاروں طرف پھیلے ہوئے
 فوجوں کے قدموں تلے بادل پھرتے آتھے۔ اور عظیم الشان صنوبر کے درختوں پر چکر
 کھٹنے اور بولنے والا عقاب اُن سے بہت نیچے کو ہی چوٹیوں پر تھا۔

یہاں آسٹریا والوں نے خوب جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ طوفان باراں دہلے ہوئے
 جنگ سخت کے لگا روں۔ برف کے میدانوں۔ اور انباروں کے پیچھے جن کو فرانسیسی
 پار نہ کر سکتے تھے انھوں نے نہ تھکنے والے تعاقب کرنے والوں کے مقابلہ میں
 مورچے قائم کئے۔ لمبی اور تنگ کوہی گھاریوں میں بھاگنے کے لئے اُترنا اور فرانسیسیوں
 کا تعاقب میں ہونا اور ہر ایک برباد کرنے والے سامان گولیاں گولے مارنے اور جٹائیں
 لڑا مکانے سے اُن کی خبر لینا ایسی مصیبت تھی کہ جس کے مقابلہ میں ہر دوسرے خطرہ کا منہ
 کرنا تو نہ آسان تھا۔ وہ لڑائی جس نے اس مسئلہ کا فیصلہ کیا کوہ ماروس *Jarvis*
 پر ہوئی یہ موقع جنگ کے خوشخوار کاموں کے لئے ایک تیزوں اکھاڑہ تھا۔ برف سے
 ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر باد سرد کے تھونکے چل رہے تھے اور سردوں پر برف سرد اور ابر
 سے سات آسمان کا شامیانہ تھا۔ اب یہ دونوں فوجیں غفرتیوں کی طرح ایک دوسرے
 پر لڑتیں۔ طرے کے نعرے اور مجروحوں کی کراہیں اُن بھدلیوں پر جہاں کبھی عقاب لے بھی
 پرواز نہیں کی سنی جا رہی تھیں۔ سواروں کے غول کے غول برف پر پھسلتے تھے اور سپاہی
 اور گھوڑے قہقہے غمیں میں گرتے تھے۔ کوہ ماروس *Jarvis* کی برف کے انبار
 لمبیں جلد لال ہو گئے اور آدمیوں کے خون جگر کی گرم دھاریں بحر الشیخ وادی میں منجمد
 ہو کر ادر برف میں محفوظ ہو کر عرصہ دراز تک انسان کی باہمی بے مروتی کی ہولناک یادگار
 رہیں۔

آرچ ڈیوک چارلس Arch Duke Charles اب اپنے اس آخری ذریعہ سے چارہ جوئی کر کے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ بہت سے آسٹریا کے سپاہی اپنے ہتھیار پھینک کر سپاہوں کے لگاؤں میں کا فور ہو گئے اور ہزاروں گرفتار کر لئے گئے اور بہت سے مقتول اور نیم مدفون برت پر پڑے ہیں۔ تاہم چارلس نے جو بڑے غم و ہمت کا مردِ جری تھا اپنی فوج کے بڑے حصہ کو قائم رکھا اور فوراً فرار ہونے کا انتظام کیا۔ فرانسیسیوں نے بڑی ہیر جی سے لٹاؤ کیا اور بھاگتے ہوئے دشمن پر گولیوں کی بوچھاڑ کی اور اوپر سے چٹانیں کی چٹانیں لڑ بھادیں جنھوں نے ایک دم سے کمپنیاں کی کمپنیاں صاف کر دیں۔ خون آلود ہو اس فراری آخر کار نیچے وادی میں پہنچے۔ نپولین پیچھے لٹاؤ میں لگا ہوا تھا۔ اب الپس پار ہو چکا تھا اور فرانسیسی فوج آسٹریا میں پہنچ گئی تھی۔ انھوں نے لوگوں کو نئی زبان بولنا سنا۔ منظروں مکانوں اور باشندوں کی عادات سب سے ظاہر ہونا تھا کہ وہ آسٹریا میں نہیں ہیں وہ بے نظیر بیابانی سے آسٹریا کے بیچ میں گس آئے تھے اور دو در دو میلوں کی سلطنت کے پایہ تخت پر نہ جھمکنے والے ارادہ سے یورش کر رہے تھے جس کے فیصلہ کے سچے چھٹیس ہزار سال کی محنت نے مستحکم کیا تھا میرا تھریسیا نے حملہ آور ترکوں کا مقابلہ کیا تھا۔

صفحہ ۷

اس مہم کی آغاز کو اب بیس روز ہو گئے تھے اور آسٹریا والے الپس کے پار بھاگائے گئے تھے اور اب مختلف لڑائیوں سے جو کو واقع ہوئی تھیں اپنی تعداد کا چوتھائی حصہ نہ کر کے اور اس حادثہ سے بیدل ہو کر پیچھے ہٹ رہے تھے کہ وہ اُن کی شہرِ پناہ میں مورچہ ہو کر آخری جنگ کریں۔ نپولین بھی پنتا لیس ہزار فوج کے ساتھ فتح کے جوش سے باغ باغ جلد جلد اُن دریاؤں کے دہانوں کی طرف بڑھ چلا آ رہا تھا جو دریاے ڈینیوب میں ملتے ہیں۔

انھیں فتح مندی کے حالات میں نپولین نے حسب ذیل خط لکھا اپنی انسانیت اور صلح کی تمنا کا ثبوت دیا ہے اس خط سے اس کی زبردست اور پر آب و تاب دانائی کا ثبوت ملتا ہے یہ خط اس کے مشہور و معزز مخالف آرچ ڈیوک چارلس کے نام ہے۔ نپولین لکھتا ہے۔

جنرل پچیف - مردان دلاور و حالیکہ وہ جنگ کرتے ہیں صلح کی بھی خواہش کیا کرتے ہیں۔
یہ جنگ چھ سال متواتر نہیں ہو چکی ہے؟ کیا ہم اپنے ہمسوئوں کو کافی نہیں مار چکے ہیں اور کیا
مصیبت زدہ آدمیوں کو ہمارے ہاتھ سے پورا اندوہ و غم نہیں پہنچ چکا ہے؟ اب ہر
چار سو ہستراحت و آرام کی حاجت ہے۔ یورپ نے جس نے فرانسیسی رپبلک کے
خلاف کمر باندھی تھی اپنے ہتھیار ڈال دیے۔ صرف آپ کی قوم کی مخالفت باقی ہے اور اب
اُس سے زیادہ شدت سے خون بہنے والا ہے جتنا کہ اب تک پہنچا ہے۔ یہ چھٹی مہم
منجوس آئے۔ سے شروع ہوئی ہے نتیجہ کچھ ہی ہو لیکن یقینی ہے کہ دونوں طرف سے ہزاروں
آدمی قتل ہونگے۔ پھر باوجود اس سب کے صلح ایک دن ہم کرینگے کیونکہ آخر انجام ہر
بات کا ہے اور جذباتِ عداوت بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اے جنرل صاحب
بذریعہ حق پیدائش کے آپ سریشاہی سے اس قدر قریب ہیں کہ ان ذلیل جذبات سے
جو امر اور اپریدہ اثر کرتے ہیں آپ بالاتر ہیں تو کیا آپ کا بچا ارادہ ہے کہ بنی نوع انسان
کے محسن اور اسٹریا کے اصلی رہائی دینے والے کے خطاب کے آپ سستی نہ کریں
آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ مجھے اس امر سے انکار ہے کہ اسٹریا کا برزور شمشیر بچانا ممکن
نہیں ہے۔ لیکن اُس حالت میں بھی آپ کے ملک پر کچھ کم بربادی نہ آوے گی۔ رہا میں
تو اگر یہ میری درخواست صلح جس کے بھیجنے کی میں عزت حاصل کر رہا ہوں ایک جان
بھی بچا لگی تو میں اُس نیک نامی پر جو اہل قلم کے متعلق ہے بمقابلہ اُس عنانک شہرت کے
جو اہل سیف کی فتحیابی اور کامیابی سے حاصل ہوتی ہے زیادہ فخر کر دوں گا۔“

اس فیاضانہ تحریر صلح پر کچھ دلوک چارلس نے جواب دیا کہ تیسرے متعلق جس قدر
کا منصبی کیا گیا ہے اُس میں اسباب جنگ کی گفتیش کرنے یا دوران جنگ کو ختم
کرنے کے اختیارات مجھ کو نہیں دئے گئے ہیں اور اس بارہ میں مجھے کوئی مجاز نہیں ہے
لہذا دربارہ صلح میں کوئی گفتگو نہیں کر سکتا ہوں۔“

اس پر لطف تحریر میں نپولین جو کہ عام آدمیوں میں سے ایک جنرل ہے شاہنشاہی
اختیارات اور تہذیب سے بولتا ہے یعنی فطرتی حاکمانہ لہجہ سے جس میں کوئی تصنع نہیں پائی

جاتی گویا طفلی ہی سے اُس کو حکومت اور سلطنت رانی کی عادت تھی اور بادشاہ کا بھائی آج ڈووک چارلس اُس بلند نگہ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے پر مجبور ہے جس پر اُس کے مخالف پولین کی فائق لیاقتوں نے اُس کو پہنچایا ہے۔ مظفر و منصور پولین تو صلح کی التجائی کرتا ہے لیکن اسٹریا فرانسسی رپبلک کی آزادی کو جنگ سے بھی زیادہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس تجویز سے انکار کر دئے جانے پر پولین کو تو پچانوئ کی گرج پھر سستی گئی۔ اور پہاڑوں کے اوپر اور داوی کے درمیان اپنی پُر جوش فوج کے ساتھ وہ جھپٹا اور غنیمت کو دم لینے کی مصلحت نہ دی۔

ہر ایک درہ کوہ اور تیز بہتے ہوئے دریا پر اسٹریا والوں نے مقابلہ کیا اور مارے گئے اور ہر ایک مستحکم شہر و خربزہ کی مانند بننا اور بسا اوقات شہر کو پیر اسٹریا والوں کا اس شدت سے تعاقب کیا جاتا تھا کہ بدحواس ہو جاتے تھے اور بچھا کرنے والے سالوں کے رہواروں کے سموں سے کچل جاتے تھے۔ آخر کار وہ ایک سلسلہ کوہ کے قریب جس کو اسپین ایلپس کہتے ہیں پہنچے اور یہاں نیو مارکٹ *Newmarket* کے خوفناک درہ میں جو اس قدر ہولناک مقام ہے کہ سیاہیوں کے بھی ہوش اڑتے ہیں آج ڈووک چارلس نے تعاقب کرنے والوں کو روکنے کے لئے جمی کھول کر ایک مقابلہ اور کیا لیکن کیا ہو سکتا تھا۔ خون کے دریا بہ گئے اور ہزاروں آدمی مارے گئے۔

اسٹریا والوں نے جن کے ہمراہ کثرت سے رسد اور توپخانے تھے تنگ درہ کا راستہ روک دیا اور پھر وہ وہ خوفناک منظر پیش آئے کہ بیان سے باہر ہیں۔ اس انبوہ پر فرانسیسی رسالوں نے خونریز حملے کئے۔ اور ان کی درجہ برہم صفوں میں فرانسیسی توپخانوں نے موت کا بازار گرم کر دیا اور اسٹریا کا چند اول اور فرانسیسیوں کا ہر اول خون سے سرخ درہ میں دست بدست بڑ گئے اور اسٹریا والے اس طرح صاف ہو گئے جس طرح طوفان باد کے سلسلے پر گماتے خشک اڑ جاتے ہیں۔ پولین اب لیون *Lyons* میں پہنچا اس مقام کے گرد کی بلند یوں سے بندیہ دور بین کے دامن کے مینار نظر آتے تھے۔ یہاں مظفر و منصور جنرل نے ایک دن قیام کیا کہ اپنی تشریف فوج کو جمع کر لے اور آج ڈووک

اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ بڑی شرک پر بھاگوں بھاگ چلا گیا کہ اپنی کل طاقت ایک مقام پر پُرانے اور اب تک کسی سے نہ فتح ہونے والے شہر کی شہرناہوں میں جمع کر لے۔

والتنا میں عجب پہل پڑی ہوئی تھی۔ بادشاہ۔ نواب۔ امراء۔ اس بدحواسی سے فرار ہو رہے تھے جس طرح عزالان دشت گمناے صیدی کی آمد پر کافور ہو جاتے ہیں۔ ان کا ارادہ ملک ہنگری کے ویرانوں میں پناہ پکڑنے کا تھا۔ وریاے ڈینیوب کشتیوں کی کثرت سے چھپ گیا تھا۔ یہ کشتیاں شہر کی دولت اور شہر کے خوف زدہ خاندانوں کو خطرہ کی رسائی سے باہر لے جا رہی تھیں۔ ان بھاگنے والوں میں میری لونی بھی تھی جس کی اس وقت چھب برس کی عمر تھی اور اُس خوفناک پنپولین سے بھاگ رہی تھی بعد کو جس کی وہ ملکہ ہوئی آسٹریا کے جلاہر جی سامان فراہم ہوئے۔ فصیلوں کی درستی ہوئی فوج ترتیب دی گئی اور اس انتہائے مایوسی کی وجہ سے سلطنت کے جلاہر غم سمیت کو آخری مقابلہ کے واسطے جوش دلایا گیا۔ پھر اس غرض سے کہ کچھ ہمت بلجائے چارلس نے صلح کے ہندہ کے ساتھ کھلا بھیجا کہ چوبیس گھنٹہ کے واسطے جنگ ملتوی کر دی جائے۔ لیکن نپولین ایسا کچلا نہ تھا کہ چارلس کے دام میں آجاتا۔ ابھی کچھ بہت دن نہ ہوئے تھے کہ یہی چال وہ خود اپنے دشمنوں سے چل چکا تھا اُس نے جواب دیا کہ ایک ایک لمحہ امنول ہے اور جنگ کے ساتھ صلح کی گفتگو ہوتی جائیگی۔ اب آسٹریا والوں کو نپولین نے بڑے زور کا ایک اعلان دیا اور تمام حصہ مملکت میں جس میں وہ تاج کر چکا تھا گشت کرادیا اُس نے رعایا کو یقین دلایا کہ وہ اُن کا خیر خواہ ہے۔ وہ فتح کی نیت سے نہیں لڑتا ہے بلکہ صلح کی غرض سے جنگ کر رہا ہے اور آسٹریا کی سلطنت انگلستان سے رشتہ لیکر فرانس کے مقابلہ میں جنگِ ناحق کر رہی ہے۔ فرانسیسی فوج آسٹریا کی رعایا کی محافظ ہے جو اُن کے مذہب کی عزت کریگی اور جلاہر حقوق کی حمایت کرے گی۔ پنپولین نے حبیباً منہ سے کہا کیا بھی دلیا ہی۔ فرانسیسی سپاہی اپنے محبوب جنرل کی نیک مثال سے جوش میں آئے اور نئے آسٹریا والوں سے دوستانہ برتاؤ کیا اور اُن سے کوئی شے بغیر قیمت ادا کئے ہوئے نہ لی۔

اب آسٹریا کی رعایا صلح کے لئے باد از بند فریادیں کرنے لگی اور آسٹریا کو لوگ چارلس نے بھی مایوسانہ حالت دیکھ کر اپنے بھائی شاہنشاہ پر بہت زور دیا کہ ملک اب تلوار کے بجائے ہینس بچ سکتا۔ پس شاہی دربار سے فوراً سفیر روانہ ہوئے جن کو مینا و صلیح کرنے کا اختیار کامل تھا۔ انھوں نے نپولین سے پانچ دن جنگ ملتوی کر دینے کی التجا کی کہ اس عرصہ میں تمہیں مقدمہ صلح طے ہو جائے۔ نپولین نے بڑی فیاضی سے جواب دیا کہ معاملات کی حالات موجودہ کو دیکھ کر جنگ کا ملتوی کرنا مقاصد فرانس کے لئے سخت ہی مضربے ہیں اگر ان مقاصد کے قربان کر دینے سے وہ صلح جو رعایا کی بھلائی کے لئے ایسی ضروری اور پسندیدہ ہے حاصل ہو سکتی ہے تو تمہاری دوجوئے منظور کر لینے سے مجھے کوئی دریغ نہیں ہے۔“

لیوبن کے قریب ایک باغ تجویز ہوا اور اس کے اندر جنگ ممنوع قرار دی گئی یہاں فرانسیسی فوج کے قیام کی حالت میں صلح کی بات حیت ہونے لگی۔ آسٹریا کے مشرور نے اس صلح نامہ میں جو پیش کیا سب سے پہلے ہی لکھا کہ آسٹریا فرانسیسی رپبلک کو تسلیم کرتا ہے۔

نپولین نے تکرار سے کہا کہ اس کو کاٹ دیجئے۔ فرانسیسی رپبلک نو مثل آفتاب کے ہے اور اندھوں کے سوائے ان کی سب دیکھ سکتے ہیں۔ ہم خود اپنے مالک ہیں اور جس قسم کی حکومت ہم چاہیں قائم کر سکتے ہیں۔ نپولین کی یہ بات صرف خیالی جوش کا اچھان نہ تھی بلکہ آئندہ کی ممکنات پر خوب نظر عمیق ڈال کر کہی گئی تھی۔ اس کے بعد نپولین نے کہا کہ اگر فرانسیسیوں نے بادشاہت قائم کی تو شاہنشاہ آسٹریا اعتراض کر سکے گا کہ اس نے تو صرف فرانسیسی رپبلک تسلیم کی تھی۔“

اب چونکہ فریقین چاہتے تھے کہ جنگ ختم ہو صلح کا مہمندی مقدمہ جلد طے ہو گیا۔ لیوبن نے گویا کہ وہ بادشاہ ہو چکا تھا۔ پیرس کے دکلائے باختیار کا انتظار نہ کیا۔ بلکہ صلح نامہ پر اپنے نام سے دستخط کر دئے۔ اس طرح اس نے اپنے کو شاہنشاہ آسٹریا کے ہم پلہ کر دیا اور شاہنشاہ نے بھی اس کی ہمسری کو بلا پس و پیش تسلیم کر لیا۔ ان دو بڑی طاقتوں نے

اپنی باہم دشواریاں فیصل کرنے میں چھوٹی طاقتوں کا بہت لحاظ نہ کیا۔ پولین نے شاہنشاہ اسٹریا کو اجازت دیدی کہ وینس کی بہت سی ریاستیں وہ اپنی حفاظت میں رکھ لے لے کہ وینس نے اپنے معاہدہ علیحدگی کو توڑ کر دغا بازی کی تھی اور پولین کے ہاتھ سے اسے حفاظت کا کوئی استحقاق نہ رہا تھا۔

اس طرح صلح کر کے لرزاں دترساں وینس کی گوشمالی کو پولین لوٹا اور حق بھی یہی ہر کہ وینس کو اچھی طرح سزا دیا جانا سب بھی تھا اُس زمانہ میں ریل و تار برقی جیسی چیزیں نہ تھیں لہذا خبریں بہت دیر میں پہنچتی تھیں۔ پولین معاہدہ اپنی چھوٹی فوج کے کوستان اور وادیوں میں صدمہ فز سنگ چلا جا چکا تھا اور پرستان کو پار کر کے اٹلی کی نگاہ سے اوجھل ہو چکا تھا اور اب دریائے ڈیوب کے معاونوں پر خمیہ زن تھا۔ ہزاروں شخصوں کی زباؤں پر یہ افواہیں تھیں کہ پولین کو ہزیمت ہوئی۔ وہ قید کر لیا گیا اور اُس کی فوج برباد ہو گئی۔ وینس کی حکومت امرا وچو نکہ مغرور بزدل اور کینہہ در تھی باؤ از بلند کہنے لگی ”ہلا کی ہونفر انسیدیوں کی“ قیسوں نے گنواروں کو جوش مجنونانہ دلادیا۔ اور انھوں نے ہتھے فرانسیدیوز کو چوں میں حملہ کیا اور قتل کر ڈالا اور قلعہ کی فوج پر اُنھوں نے بے تعداد جماعت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ عرصہ ناک عوام اسپتالوں میں گھس پڑے اور مجروحوں اور جاں بلیوں کو اُن کی چارپائیوں پر خجروں سے فوج کر ڈالا۔

پولین جو بردباری اور بہت عرصہ تک عرصہ روکے رکھنے کے لئے چنداں امتداد نہ تھا بڑی سختی سے وینس والوں کو ایسی سزا دینے کو لوٹا جو بہت دنوں تک یادگار رہے۔ اب تو مغرور حکومت امرا کے خوف سے حواس جاتے رہے جس وقت چنبر سننے میں آئی کہ بجائے شکست کھانے کے پولین فاتح و فیروز رہا اور اسٹریا کے گھنٹہ کو بچا دکھا کر آتش انتقام سے جلتا ہوا اپنی پر غضب شاہاں فوج کے ہمراہ واپس آ رہا ہے۔ وینس کی کونسل نے حواس باختہ ہو کر پولین کے غیظ سے امان مانگنے کو دکلا ردانہ کئے۔ پولین نے ساکت اور زرد چہرہ کی حالت کے ساتھ ان دکلا کو اپنے حضور میں آنے دیا اور خاموشی سے اُن کی بھونڈی عذر خواہی اور ذلیل عجز و زاری

کو ستار ہا اور اُس وقت بھی کچھ نہ بولا جبکہ اُس کی معافی کے عوض اُنھوں نے کروڑوں روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد مضبوط لہجے سے جس سے دھمکے و دشمن کے چہرے خوف ہو گئے اہ کیلئے دھڑکنے لگے۔

”اگر تم میرے سامنے گنج قاروں بھی لا کر رکھ دو اور میرے راستہ میں اپنی تمام پست کے خزانے لا کر بچھا دو تو بھی تو اُس خون کا کفارہ نہیں ہو سکتا ہے جو بے ایمانی سے بھایا گیا ہے۔ تم نے میرے بچوں کو قتل کیا ہے۔ سینٹ مارک کا شیر خاک چائے گا۔ بس چلے جاؤ۔“

دشمن کے لوگوں نے ہڈ کر پیرس کو زخیر بھیجا اور ڈاکٹر کڑی کو جو اس قسم کے استغاثوں کے لئے ہمیشہ کھلی ہوئی تھی رشوت دینے میں کامیابی حاصل کی اسپرینٹون کے نام احکام جاری ہوئے کہ وہ قدیم سینٹ اور حکومت اُمرا کو محفوظ رکھے لیکن پولیس نے ڈاکٹر کڑی سے نفرت تھی اور غالباً وہ اُس کے میٹ دینے کی فکر میں تھا اور جانتا تھا کہ ڈاکٹر کڑی اُس کی طاقت کو بلا نہیں سکتی تھی اُس کے احکام پر کچھ توجہ نہ کی وہ ڈوئس کی سلطنت میں بے رُک گھس پڑا اور اُس کے توپخانوں کی گرج اُن جھیلوں کے کنارے جو بحر ایڈریٹک کی ملکہ (سٹریمس) کے گرد بھٹکتی تھیں سنی گئی۔ ڈوئس نے خوف سے جس کے چہرہ کا رنگ زرد ہو رہا تھا بڑی مجلس و زرا کو جمع کیا اور اپنی حکومت پولیس کے حوالہ کر دینے کی تجویز پیش کی کہ اپنی مرضی کے موافق وہ وضع حکومت از سر نو قائم کرے۔ یہاں ابھی شور ہو ہی رہا تھا کہ سڑکوں پر بغاوت کا شور برپا ہو گیا اور حکومت امر کے جانب دار اور جمہوری اصولوں کے حامی ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور مکان مشورہ کے درجوں کے نیچے بند دقوں کے غیر ہونے لگے اور گلیوں میں ”آزادی جاوید“ اور ”بقا“ دو دو ام سینٹ مارک کے نعرے بلند ہو گئے۔ اور آتش زدگی اور عازتگری کا خطرہ شہر کو دھمکانے لگا۔

خطرات کی یہ حالت تھی کہ تین ہزار فرانسیسی سپاہی کشتیوں میں سوار ہو کر جھیلوں کے

پارہوے اور شہریں داخل ہو گئے۔ تمام رعایا نے جو جمہوری آزادی کی بہو کی کچی خیر مقدم کے بلند اور لمبے نعروں سے اُن کا استقبال کیا۔ مقابلہ کرنے سے کوئی نتیجہ نہ تھا۔ بلا اصرار شہر نیولین کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور اس طرح دنیا کے شدید ظالم خود سر حکومتوں میں سے ایک حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت نیولین نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اُس کے سخت سے سخت دشمنوں نے بھی اُس کی تعریفیں کیں۔ اُن سب لوگوں کو جو معاملات ملکی پر اُسے ظاہر کرنے کی بدولت قید کر دئے گئے تھے نیولین نے رہا کر دیا اور کل جرایم جو نیولین کی ذات خاص کے خلاف کئے گئے تھے معاف کر دئے۔ حکومت امر کو اُس نے موقوف کر دیا اور عام پسند ایسی حکومت قائم کی کہ جماعت کے سر جو ب کے وکلا اُس میں شریک ہو سکیں۔ سرکاری قرضہ کو جائز تسلیم کیا اور پیارے امر کی پیشین بجا ل رکھی۔ دینس کی قوم کے لئے یہ بڑی جلیل القدر اصلاحیں تھیں۔ اب دینس کی حکومت امر کے زوال پر جمہوری حکومت کا پھر یہ ایوان کے درجوں میں لہ لے لگا اور جبوقت وہ خوشی سے لہراتا تھا۔ رعایا کی مسرت کے نعرے آسمانوں کے پار ہوئے جاتے تھے کیونکہ پندرہ سو برس کے ظلم نے اب نیچا دیکھا تھا۔

مسل میں اب تمام اُعلیٰ نیولین کے قبضہ میں تھی۔ ابھی ایک سال نہ ہوا تھا کہ یہ چھبیس برس کا گنام جوان ایسی فاقہ زدہ تیس ہزار فوج کے ساتھ جس کے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے بحرِ روم کے ساحل پر اپنے دشمنوں پر اپنا حکم کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ اب وہ ملک اٹلی کے اس کنارے سے اُس کنارہ تک تاخت کر چکا تھا اور جملہ مخالف ریاستوں کو فرانس کی جمہوری حکومت کی عزت کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور آسٹریا کے شاہنشاہ کو جو پیشتر شاؤناور ہی کسی سے ایسا عاجز ہوا تھا مغلوب کر چکا تھا۔ اٹلی کے باشندے نیولین کو اپنا مہوطن سمجھتے تھے اور اُس کی عالمگیر سہرت پر نازاں تھے وہ اُسے ملک گیر خیال کرتے تھے بلکہ رومی دہندہ سمجھتے تھے۔ اُس کی ہر لغز بی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ جہد نظر آ جاتا خوشی کے نعروں سے اُس کا خیر مقدم ہوتا اور اُس کی فتح کی خوشی میں پہاڑوں پر آگ روشن کی جاتی اور جہاں وہ جاتا مسرت سے گھنٹے بجنے لگتے۔ گرگوں

کی بڑی بڑی قطاریں اُس کے کہستیں گلاب کے پھول ڈالیں۔ رعایا کے نعروں اور قیوں کی گج سے اُس کے قدموں کے روبرو سلامیاں دی جاتی تھیں۔ یورپ میں اب جنگ کا پتہ نہ تھا۔ نپولین بڑا صلح۔ امن اوچین دینے والا تھا۔ اس غرض کے حاصل کرنے کی خاطر اُس نے بڑے بڑے زبردست جتقوں سے مقابلے کئے اور جس وقت مخالفین نے میدان میدان جنگ سے کنارہ کشی پر رضامندی ظاہر کی اُس نے فوراً اپنی شمشیر نصرت کو غلاف کر دیا۔

بایں مہر اب بھی اُس عمدہ کے لئے جسے نپولین تھا بڑے پورے منتقل اور عقل کامل کی ضرورت تھی۔ اہلی کی تمام ریاستیں یعنی سڈیا نٹ۔ جنوا۔ نیپلس۔ ریاستہائے پوپ۔ پارما۔ ٹسکنی۔ آزادی کی آرزو میں گھبرائی ہوئی تھیں لیکن نپولین کی یہ مرضی دھتی کہ بغاوت کے لئے ذرا بھی سہارا دیتا نیز وہ اپنا زور بازو ان لوگوں کو بھی مستعار نہ دے سکتا تھا جو حقوق رعایا کے خلاف فساد پر آمادہ تھے۔

جینیوا میں ادھر تو مہمان وطن نے غلبہ کیا اور مغرور امرائے بدلہ لینے کی غرض سے ایسے فرانسیسیوں پر جو اتفاق سے اُس ریاست میں موجود تھے حملہ کیا لہذا نپولین مداخلت کرنے پر مجبور ہوا۔ جینیوا کی حکومت امرائے غلبہ کی پر مجبور کی گئی اور وائس کے مثل بیاں بھی مہمان وطن نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مگر اس جینیوا کی نئی جمہوری حکومت نے اپنی باری میں اپنے قدیم ظلم کرنے والوں کے حقوق کو پال کرنا شروع کیا اور وہی پر انقلاب منظر خجھوں نے پیرس کو خوار کیا تھا جینیوا میں بھی نظر آنے لگے انھوں نے امراء اور متیسوں کو حکومت کی شرکت سے قطعی خارج کر دیا اسلئے کہ ان امراء اور متیسوں نے اس سے قبل ان مہمان وطن کو خارج کیا تھا کسی ظالمانہ فعل پر سزا نہ دی جاتی تھی اور کینیوٹ پادریوں کے مذہب کا مضحکہ کیا جاتا تھا۔ اس موقع پر

یورپ میں مسیحی مذہب کے تین فرقے ہیں۔ پہلا رومن کیتھولک۔ جسکا سردار یا امام پوپ کہلاتا ہے اور اہلی کے دارالسلطنت شہر روم میں رہتا ہے۔ دوسرا فرقہ پروٹسٹنٹ جس کا امام انگلستان کا ناچار ہے۔ تیسرا کپیج

جسکا امام شاہنشاہ روس ہے۔ ۱۲ مترجم

پنولین نے بڑے زور سے نہایت فصاحت کے ساتھ رحل حکمت علی جینوا کے باشندوں کے سامنے پیش کی :-

” اے اہالیانِ شہر میں اُس اعتماد کا جو تم نے مجھ پر کیا ہے بدلہ دینے کو مستعد ہو۔ صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ تم مذہب کی مخالفت سے اجتناب کرو تم کو تو یہ لازم ہے کہ تم کوئی فعل بھی ایسا نہ کرو جس سے نازک قوتِ ایمانیہ کو دکھ ہو۔ سرکاری عہدوں سے امرا کو خارج کر دینا بڑے ظلم کی بات ہے۔ یہ کرنے سے تم انہیں فعلوں کے مرتکب ہوتے ہو جن کی وجہ سے تم ان امرا پر الزام لگایا کرتے تھے۔ جینوا کے لوگوں میں ایسی تبدیلی کیوں ہو گئی؟ اُنکے پہلے برادرانِ خیالات ظلم و تعدی سے بدلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ سب سے اول جو لوگ محفلِ آزادی کے گرد جمع ہوئے یہی متیس تھے۔ انہیں نے تم کو سب سے پہلے تعلیم کیا ہے کہ انجیل مقدس کے اخلاق جمہوری ہیں یعنی جملہ خلقِ خدا کے حقوق مساوی ہیں۔ لوگوں نے شاید افرادِ متسیوں کی تقصیروں یا جرموں سے فائدہ اٹھا کر مسیحی مذہب پر زخم کیا ہے۔ تم بلا امتیاز قتل کا حکم دیدیتے ہو اور جب کسی ریاست کی یہ عادت ہو جاتی ہے کہ وہ بے سماعت کئے ہوئے سزا دینے لگتی ہے اور تقریر کی صرف اس وجہ سے کہ وہ پرجوش ہو تعریف کرتی ہے اور دیوانہ پن اور مبالغہ کو نیکو کاری تصور کرنے لگتی ہے اور نرمی و اعتدال کو جرم گردانتی ہے تو یہ ریاست تباہی کے قریب ہوتی ہے۔ یقین جانو کہ اپنی زندگی کے اُس لمحہ کو میں سب سے زیادہ خوش نصیبی کا لمحہ خیال کروں گا جب میں یہ سن لوں گا کہ جینوا کے باشندے ایک ہو گئے اور خوشی سے باہم مل جلکر رہتے ہیں۔“

جینوا کو جو اس طرح نصیحت کی گئی اُس کی منشا یہ تھا کہ فرانس پر اسکا اثر پڑے کیونکہ اگر کروں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ جمہوری فرانس سے امرا خارج کر دئے جائیں۔ اس طرح پنولین کی آواز بڑی نرمی اور تاثیر کے ساتھ بحث میں داخل ہوئی اور اس شدید انتہائی تجویز سے یک قلم دست برداری کی گئی۔

پنولین نے اس وقت ایک اور کام کیا جس کی بدولت یورپ کی تمامی خود مہر

بادشاہتوں سے اُس پر ملامت کی پوچھا نہ گئی۔ لیکن ہر ایک فیاض دل اُس کو ضرور پسند کرے گا۔ اٹلی میں ایک چھوٹی سی ریاست ویل ٹے لائن *Valltallene* نامی ۵۰ میل چوڑی اور ۴۵ میل لمبی واقع تھی اور اس میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمی رہتے تھے۔ یہ پرنسپل لوگ ایک جرمن کی ریاست گرنسین *Grinsins* کی رعایا تھے اور جملہ حقوق ملکی سے محروم نہایت ہی ذلیل ظلم سے پسے جا رہے تھے۔ ویل ٹے لائن کے باشندوں نے آزادی کے خیال سے جوش میں آکر بغاوت کی اور ایک محضر جس میں تمامی مظالم کی شرح تھی کل یورپ میں بھیجا اور لکھا کہ اُن کا لپکا ارادہ اُن حقوق کے حاصل کر کے کا ہے جن سے دھوکہ دیکر وہ محروم کئے گئے ہیں۔ فریقین نے اپنے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے پاس بھیجے کہ وہ مثالیں کر دے اور دراصل اُن کو اس امر سے اتفاق تھا کہ نپولین جو کچھ کر دے گا اُن کو منظور ہے۔ نپولین نے اس نیت سے کہ میل اور ایکے میں ترقی ہو یہ تجویز کیا کہ ویل ٹے لائن کے باشندے گرنسین کے ہمسر ایک قوم ہو کر رہیں اور گرنسین اُن کو وہی حقوق ملکی عطا کریں جو خود اُن کو حاصل ہیں۔ اس سے زیادہ متوسط اور مدبرانہ مشورہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔ لیکن مغرور گرنسین نے جن کو اپنی رعایا بے مظلوم کے ستارے کی تاج تھی بڑے غور سے اُن کے ساتھ حقوق انسانی کو بانٹ لینے سے انکار کیا۔ اسپینولین نے ایک فرمان جاری کر دیا کہ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ ایک قوم دوسری قوم تھی رعایا ہو اور چونکہ گرنسین نے ویل ٹے لائن کے باشندوں کو برابر حقوق عطا کرنے سے انکار کیا لہذا ویل ٹے لائن کے باشندوں کو اختیار ہے کہ سس آل پائن رپبلک کے بھٹے شریک ہو جائیں۔ اس فیصلہ کو آزاد رعایا نے بڑی خوشی سے منظور کیا اور نئی رپبلک میں فوراً شامل ہو گئی۔

یہ بڑے بڑے نتیجے جن کا باب ہذا میں ہم نے تذکرہ کیا سات ہفتہ میں تکمیل کو پہنچے۔ زبردست فوجوں کے مقابلہ میں نپولین صد ہا میل چلا گیا اُس نے ایسی حالت میں کہ سرب و آہن کا طوفان اُس کے گرد برپا تھا اور یا پار کئے۔ اُس نے گوہر الپس عبور کیا اور تین مہینے گمری برف میں وہ اپنے کو بچانے کی کوشش کی اور آخر طایکی فوجوں کے بڑے بڑے اڑا دیئے

اور مغرور طاقتور بادشاہت سے صلح قبول کرالی اور آپس کو پھر پار کیا۔ وٹس کی مشکبہ خود سر ریاست کو نیچا دکھایا اور آزاد صوبوں میں جمہوری عام پسند حکومت قائم کی اور حبیبو امیں تبدیلی کی۔

اب جوزیفائن پولین کے ہمراہ ملان کے ایوان میں تھی۔ اگلی کی ہریاست سے ایلچی پر ایچی آتے اور جانتے تھے کوئی تو اس کے قہر سے امان مانگتا تھا۔ کوئی مشورہ چاہتا تھا اور کوئی حفاظت کا طالب تھا۔ یورپ کی قسمت اب اس کے تصفیہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی۔ یورپ کی تمام بادشاہتوں کی طاقت پر اس کی طاقت کو فوقیت تھی۔ جوزیفائن کے گرد و صد ہا لیدیاں جمع رہتی تھیں اور مشہور فاتح کی خوشنودی حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے ہمسری کرتی تھیں۔ پر جوش اٹلی والوں کے ابنوہ اس کے پھاٹک پر جمع رہتے تھے کہ اس نوجوان شجاع کو ایک جھلک دکھ لیں۔ اس کی عالمگیر شہرت جو اس کی نزاکت بدن سے سقد نامتنا سب غمی جہاں کہیں وہ نمودار ہوتا اور بھی زیادہ جوش پیدا کرتی۔ اس کے قوی بازو نے فرانس کے لئے ساری دنیا سے باشندائے انگلستان صلح حاصل کر لی تھی۔ ان بیچوں جزیرہ والوں نے جن کو بحر اعظم نے حملہ آور فوجوں سے بچا رکھا تھا اب بھی سرجم جنگ جاری رکھی۔ جہاں جہاں ان کے یٹرے پہنچ سکتے تھے انھوں نے فرانس پر حملہ کیا اور چونکہ ان کے ساحل پر خطرات جنگ پہنچ نہ سکے تھے انھوں نے جمہوری فرانس سے صلح کرنے سے انکار کیا۔

باب نهم

ملان کا دربار

.....(۱۰).....

پنولین کی عاری ذائے والی پستی۔ کمپوز فورسیو کی کانفرنس۔ ملان کا دربار۔ جوزیفائن کی مسرت۔ آزمائش نفس۔ ڈاکٹر کمری کا حسد۔ اعلان عام۔ نوجوان جبریل کا ظاہر ہونا۔ ریٹڈ *Reasted* اپنی فوج کو نصیحت۔ پیرس میں آنا۔ خاموش خانگی زندگی۔ صلنامہ کلونیا۔ انسٹیٹیوٹ کو جواب۔ انگلستان کا صند کے ساتھ صلے سے انکار۔ انگریزی چھاپے خالوں کا پنولین کو بدنام کرنا۔ پنولین کی ہر دو لغزیزی پڑاؤ گڑوں کی پریشانی۔

پنولین نے اپنا قیام کیا بلکہ اپنا دربار مانتی سیلو میں جو ملان کے قریب ایک خوبصورت محل تھا اختیار کیا۔ وہ بوجہ اُن شدید محنتوں کے جو اُس نے برداشت کی تھیں بحیف و زار ہو رہا تھا لیکن با اینہم اُس نے ایک ساعت بھی آرام نہ کیا۔ بڑے ضروری حوالے اٹھانے کے معاملات ملکی کی بابت ہنوز ٹھیک کرنا باقی تھے اور پنولین نے اگرچہ وہ حد درجہ جسمانی ناندگیاں اٹھائے ہوئے تھے اس دماغی ریاضت میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دیا اب اُس کی محنتوں کی انتہا نہ تھی اس سڑک کے وکلا سے اُس کو صلح کرنا تھی۔ اٹلی کی جمہوری حکومتوں کو ترتیب دینا تھا۔ بحر اڈریاٹک *Adriatic* میں جہازوں کی جمیعت قائم کرنا تھی اور محروم کے متعلق بڑی بڑی اہم تجویزیں بچتہ کرنا تھیں۔ ایسے ایسے کاموں میں (جیسے سڑکیں بنانا۔ بندر گاہوں میں ترقی دینا۔ پل۔ گرجا۔ بحری و بری

ذخیرہ گاہیں تعمیر کرنا اور شہروں اور بحری فوجوں کو وجود میں لانا اور ہر مقام پر برہمن مذہب کی کرنیوالوں کو مستعد کرنا) اُسے مزہ آ رہا تھا۔

انہی کی تمام ریاستیں مقامی تعصب اور ایک دوسرے کے ساتھ عداوت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان تعصبوں کو میٹ دینے کی اُس نے یہ تجویز کی کہ سبھی لوگوں کی ایک ریاست قائم کر کے ملان کو اُس کا صدر مقام مقرر کر دے اور اُس نے طرح طرح سے یہ کوشش کی کہ انہی کے زمانے لوگوں میں فوجی اور سپاہیانہ جوش پیدا ہو جائے وہ خوب جانتا تھا کہ یہ نئی جمہوری حکومت درحالیکہ اُس کے ہر چار طرف مخالف خود سر ہادشاہتیں جو اُس کے وجود کی دشمن تھیں بہت عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی تھیں فقط فرانس کی شرکت سے وہ قوی ہو سکتی تھی پس اُس نے تجویز کیا کہ ایک بڑی چوڑی محفوظ شاہزادہ سرک پیرس سے حبشہ تک بنائی جائے۔ پھر سملین *Simlin* کو پار کر کے بھارت بھیجی جاتی ہوئی ملان آئے۔ سوئزرلینڈ کی گورنمنٹ سے اس سرک کی تعمیر کے بارے میں کہ اُس کے ملک میں ہو کر یہ سرک بنے پنولین گفتگو کرتا رہا اور راستہ دریافت کرنے اور پھر کاغذ بنانے کے لئے انجینئر بھی روانہ کر دئے خود بھی پوری تفصیلات کے ساتھ چوکس تحقیق کیا اور انگلستان کی بحری سلطنت پر بھی اُس نے غور کیا جس سے اُس کو بڑا لطف اور تشفی حاصل ہوئی اُس زبردست دشمن کی طاقت توڑنے کی بابت اُس نے اس طرح ارادہ کیا کہ بحر روم کے جزائر پر قبضہ کر لے اور اُس نے ڈائرکٹری کو لکھا کہ ان متفرق مقامات سے ہم بحر روم پر حکومت کریں گے اور سلطنت عثمانیہ پر جو حالت زوال میں ہے نگاہ رکھیں گے اور ہمارے اختیار میں ہو گا کہ انگریزوں کی بحری سلطنت کو ہم کل بیکار کر دیں۔ اس امید انگریزوں کے قبضہ میں ہے لیکن ہم بغیر اس امید کے کام

لے اس امید۔ انگریزی کیپ آف گودہوپ *Good Hope*۔ یہ اس بحر اظمیٰ کے جنوب میں بحر اظمیٰ کی جنوبی ٹوک ہے۔ یورپ والے ہندوستان کو پہلے اسی اس کے پورے آگے تھے۔ بعد کو بحر اظمیٰ ہو کر قریب کارستہ دیٹ ہو گیا۔ جسے پہلے واکوڈی گاما پرتگالی ملے اس میں یورپ سے ہندوستان کو اس امید کے پاس ہو کر آیا تھا۔ ۱۲ مترجم۔

کر سکتے ہیں۔ آؤ ہم مصر پر قبضہ کر لیں اور یہاں سے ہندوستان کو سیدھا راستہ ہے اور
پھر چارے لئے بہت آسان ہوگا کہ ہم ہندوستان میں ایسی نوآبادی قائم کریں جو دنیا میں سب
سے خوبصورت ہو۔ وہ مقام جہاں سے ہم انگلستان پر حملہ کر سکیں مصر ہے۔“

یہ طریقہ تھا جس میں نپولین نے ان شدید مہمات کے بعد جو انسان سے شادی
عمل میں آئی ہوں اور ام کیا۔ آسٹریا واسے اپنی عظیم الشان سلطنت میں سے جلد جلد
فوجیں بھرتی کر رہے تھے اور اس طرح قطعی انفصال صلح کے راستہ میں وقتیں حامل کرنا شروع
کیں۔ صلح کے متعلق آخری کانفرنس وکلاء کے درمیان کیمپو فورمیو میں ہوئی یہ کیمپو فورمیو
وریاتے ٹیکلیا منٹو سے دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قریہ ہے کشر ایک لمبی مستطیل
میز پر بیٹھے ہوئے تھے ایک جانب آسٹریا کے چار وکلاء تھے اور دوسری طرف نپولین تھے
آسٹریا کے کشتروں نے وہ شرائط صلح پیش کیں جن کو نپولین منظور نہ کر سکتا تھا اور وہ بھی دی
کہ اگر نپولین نے ان شرائط کو مانا تو شاہنشاہ روس آسٹریا کا شریک ہو جائیگا اور فرانس ایسی
شرائط کے منظور کرنے پر مجبور ہوگا جو موجودہ شرائط سے زیادہ سخت ہوں گی اور ایک کشتروں نے
اس پر زور فقرہ پر اپنی تقریر کو ختم کیا کہ آسٹریا تو صلح کا خواستگار ہے اور اگر وکیل فوجی ہوس کی
خاطر آسٹریا کے اغراض اور امن چین کو قربان کر لیا تو شاہنشاہ اس پر سخت الزام دلیگا۔“

جس وقت یہ باتیں ہو رہی تھیں وہ خاموش مستقل بیٹھا تھا۔ پھر وہ ایک دم کھڑا ہو گیا اور فرانس
سے ایک خوبصورت چینی کا گلدان ہاتھ میں اٹھا کر بولا ”سیچے اب صلح کا خاتمہ ہو گیا اور
جنگ کا اعلان کرتا ہوں لیکن یاد رکھنا کہ میں تین ماہ کے اندر تمہاری بادشاہت کو طرح
پاش پاش کر دوں گا جس طرح اس گلدان کو ریزہ ریزہ کرتا ہوں“ چنانچہ یہ لیکر اس نے گلدان
کو فرش پر پٹک دیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور متحیر وکلاء کو سلام کر کے فوراً چل دیا اور معمولی
سرعت سے ایک آئینہ آج ڈیو لگے بھیج کر کد لکھیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر جنگ شروع ہو جانا چاہیے
اور اپنی گاڑی میں سوار ہو کر اپنی فوج کے صدر مقام کو روانہ ہو گیا۔ اُن شرائط میں سے
ایک شرط جن پرنپولین اصرار کر رہا تھا یہ بھی تھی کہ لافیت جو خیالات جمہوری کی وجہ سے دشمن
تھا (Colmulet) کے مجلس میں قید تھارہا کر دیا جاوے۔ اس فیصلے پر آسٹریا کے وکلاء ہلکے ہو گئے

جلی گری اور انھوں نے فوراً اُن شرط کو جنہیں چاہتا تھا منظور کر لیا اور دوسرے دن پانچ بجے کمیون فورمیو کے صلح نامہ پر دستخط کر دے گئے۔

دو شہر ایچونولین نے اسپیرا کی گورنمنٹ کے ساتھ پیش کی تھیں اگرچہ فرانس کے صدر جو مفید مطلب تھیں تاہم وہ اتنی نرم تھیں کہ وہ گورنمنٹ ان سے زیادہ نرم شرائط کی توقع کا استحقاق نہ رکھتی تھی۔ پیرس میں ڈائرکٹروں کو سخت فکر تھی کہ خود سر یورپ کی طاقتوں کے مقابلہ میں تمام اٹلی میں انقلاب واقع کر کے فرانس کو مستحکم کریں اور اٹلی میں جمہوری حکومتیں قائم کریں اور پس انھوں نے پنولین کو صاف مالت کو دہائی کہ جب تک وینس کی جمہوری حکومت تسلیم نہ کر لیجائے وہ اٹلی سے صلح نہ کرے۔ اس پنولین نے ڈائرکٹروں کو لکھا کہ اگر آپ نے اس شرط پر اصرار کیا تو جنگ کو برسرِ سیدہ سمجھئے۔ ڈائرکٹروں نے جواب دیا کہ آسٹریا نے اٹلی کو نکل لینے اور بحری طاقت حاصل کرنے کی بہت دنوں سے خواہش کی ہے۔ اٹلی کو تجویزوں کو رد کرنے سے فرانس کو فائدہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر شاہنشاہ آسٹریا کو وینس ملگئی اور اُس کا وینس کے دوسرے مقبوضات پر قبضہ ہو گیا تو لمبارڈی میں آنے کا راستہ اُس کے ہاتھ میں آجائیگا اور اس حالت میں ہمارا صلح کرنا تو ایسا بھیر لگا کہ گویا ہم مفتوح فریق ہیں۔ یہ بڑے شہر اور اُس کے بحری سطح خانہ کو اگر ہم نے شاہنشاہ آسٹریا کو دیدیا تو اُس نے والی انہیں کیا کہیں گی۔ فرانسیسی گورنمنٹ نہ ایسا کر سکتی ہے نہ کریگی اور جہاں مصائب جنگ کو وہ اس فعل پر ترجیح دیگی۔“

پنولین کو تو صلح کی خواہش تھی اور بدو اپنی گورنمنٹ کی عدول حکمی کئے وہ صلح حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اب وسط اکتوبر آچکا تھا۔ ایک دن صبح کو اُس سے کہا گیا کہ پہاڑ برف سے ڈھک گئے۔ اپنے پتنگ سے کود کر وہ دریچ میں پہونچا اور دیکھا تو واقعی موسم سرما کا طوفان سرد پہاڑوں پر شروع ہو گیا تھا وہ کہنے لگا۔ ارے وسط اکتوبر۔ اور حال یہ عجیب ملک ہے۔ پس اب ہم کو ضرورت ہے کہ لینا چاہئے اور ایک گھنٹہ اپنے کمرے میں بند ہو کر اُس نے فوجی نقشہ پر غور کی اور یورپ سے بولا۔ ہم ساٹھ ہزار سے زیادہ سپاہ میدان جنگ میں نہیں بھیجا سکتے اور اگر ہم نے فتح بھی پائی تو ہمیں ہزار سے کم آدمی مقتول

و مجموع نہ ہونگے پھر چالیس ہزار فوج سے تمام سلطنت آسٹریا کی فوجوں کا مقابلہ جو آٹسٹا کی امداد کو پیش کی کس طرح ہو سکیگا اور وسط نمبر سے قبل دریا سے رین کی فوجیں میری ملک کو آنے سکیں گی اور جب تک وسط نمبر آوے کہ الپس برن کی وجہ سے بے گزر ہو جائیگا۔ اچھا بس سب ختم ہوا میں صلح نامہ پر دستخط کروں گا اور گورنمنٹ اور وکلاء جو چاہیں سو کہتے رہیں۔

اس صلح نامہ کے موافق فرانس کی حکومت دریا سے رین تک بڑھ گئی۔ سس آل پائن رپبلک۔ جس میں سس پڈین رپبلک اور لبارڈی شامل تھے تسلیم کی گئی اور شاہنشاہ آسٹریا اختیار دیا گیا کہ دینس کی چند ریاستوں پر اپنی حکومت بڑھالے۔ نپولین کو پس میں جمہوری آزادی قائم کرنے کی بڑی تمنا تھی۔ لیکن اس تمنا کا خون کرنے پر راضی ہو جائے اور اپنی گورنمنٹ کی صریح نافرمانی کرنے سے بجائے اس کے کہ جنگ کی ہول کو از سر نو جاری کرے اس نے بڑی ناموری سے اپنی تمنا سے صلح کا اظہار کیا۔ اس نے اپنا فرض منصب اس بات میں سمجھا کہ یورپ کو جنگ میں مبتلا کر کے دینس کے لئے جمہوری آزادی حاصل کرے۔ پھر اس میں بھی کھلا تھا کہ دینس کے باشندے اپنے اور آپ حکومت کرنے کے لئے پورے شائستہ بھی تھے یا نہیں اور نصف کے قریب تو ایسے جاہل باشندے تھے کہ خود سر بادشاہت ہی کو ترجیح دیتے تھے۔ اس صلح کی تمامی شان و عظمت سے نپولین کی عزت منہج ہوتی ہے۔ اگر وہ خود بھی ڈاکٹر ٹری کے ارشاد کے موافق دینس کی آزادی پر مصر ہوتا تو اور کیا ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ شعلہ جنگ شعلہ ہوتا۔

اس زمانہ میں جبکہ کمیونزم میں صلح کی بات چیت ہو رہی تھی تو ہر ایک ممکن کوشش جو باریک سے باریک چالاکی تجویز کر سکتی تھی اس غرض سے عمل میں لائی گئی کہ نپولین پر اس کے فیصلوں میں ذاتی اغراض سے اثر پڑ جائے۔ یورپ کی دولت اس کے قدموں سے گئی ہوئی تھی کروڑ ہا روپیہ اس کے سامنے نذر پڑا گیا۔ لیکن اس کی ہمت عالی اس طرح ملوث نہ ہو سکتی تھی۔ جبکہ کسی نے اس کے سامنے ڈاکٹروں کی بابت بیان کیا کہ وہ بھی تو حبسیا موقع دیکھتے ہیں کارروائی کرتے ہیں تو نپولین نے جواب دیا۔ ”مہربان من تم واقف نہیں۔ ان

ڈاکٹروں میں کونسا ایسا ڈاکٹر ہے جو چار ہزار ڈولروں کے بدلے میں میری پاپوش کو بوسہ نہ دے
 دیگا؟ دینس والوں نے نپولین کے سامنے پندرہ لاکھ ڈولر پیش کئے اس پر وہ مسکراتے لگا
 اور انکار کر دیا۔ شاہنشاہ آسٹریا نے اُس کی شجاعت کی بڑی تحسین کر کے ایک ریاست
 جس میں ڈھائی لاکھ باشندے تھے نپولین کو تسلیم بعد تسلیم دینا چاہی اس میں شک نہیں کہ
 یہ بڑی لالچ دلانے والی چیز تھی۔ نپولین نے اُس کی خوش مندی پر اُس کا شکریہ ادا کر کے کھلا سمجھا
 ”میں کوئی عزت سوائے تیرے جو فرانسیسی قوم مجھے عنایت کرے قبول نہیں کر سکتا ہوں اور
 مجھے اُسی پر ہمیشہ قناعت رہیگی جو یہ قوم مجھے دیگی۔“

جب اسی سیلون میں نپولین اپنی مظفر و منصور فوج کے کاروبار میں مصروف تھا جو زلیفا
 بڑی شائستگی اور خوبی سے ملان کی ذمی شان جماعت کی میز مجلسی کر رہی تھی۔ نپولین نے جو کہ درجہ
 شان و شوکت کے دھوکے دینے والے اژدوں کو خوب سمجھتا تھا اپنی توہی سادی
 پوشاک رکھی لیکن ملان والوں کو دربار کی نمائش سے چونہ ہیا دیا تھا۔ یورپ کی قسمت اب بھی
 اُس کے اشارہ پر منحصر تھی۔ وہ سلطنت کے خاکے کے خطوط پہنچ رہا تھا۔ نواب شاہزادے
 باوشاہ اُس کی حصول دوستی کی تمنایں کرتے تھے۔ جوزیفائن اپنے حسن ذاتی اور اپنی
 عادات و صفات سے مرجع تحسین ہو رہی تھی اُس کی حیرت انگیز ملیقہ شعاری۔ فطانت اور نیک
 مزاجی نے اُس کے شوہر کے اثر کو اور مضبوط کر دیا تھا۔ نپولین کہتا تھا ”میں تو صوبے
 فتح کرتا ہوں لیکن جوزیفائن دلوں کو مسخر کرتی ہے“ یہ دونوں بعد کو اپنے زمانہ کی نسبت
 کہا کرتے تھے کہ وہ سب سے زیادہ خوش قسمتی کا زمانہ تھا۔ ان دونوں کو اپنا یہ زمانہ خواب پریشانی
 کی طرح یاد ہوتا ہوگا۔

صرف چند ہی ماہ اس زمانہ سے قبل جوزیفائن زندان میں مقید تھی اور اپنے قتل کا اہتمام
 کر رہی تھی اور سچ پوچھتے تو اُس کے بچے گلیوں میں بھیک مانگتے تھے اور شکل سے ایک
 سال گذر ا ہوگا کہ نپولین کو سیکا کا ایک سپاہی تھا کہ جس کی گرہ میں ایک خرمبرہ نہ تھا اور
 پیرس کے ایک بالا خانہ پر کتب بینی کر رہا تھا اور یہ نہ جانتا تھا کہ ایک فرانک کہاں سے
 پیدا کرے یا اب نپولین کا نام کوہ پیرس میں روشن تھا اور اپنے خود ملک کی حکومت سے اُس کی

ہاقت بڑھی ہوئی تھی اور وہ خاندانوں کو قایم اور زیر و زبر کر رہا تھا۔ صلح اور جنگ کے سوال اس کے لب ہلانے پر منحصر تھے اور یورپ کے نہایت تکبر و تاجدار کسی قیمت پر اس کی صوابی حاصل کرنے کو مستعد تھے۔ جوزیفائن اپنی دافز خوشحالی میں جو خواب معلوم ہوتی تھی ہمیشہ اٹار ہی تھی اور اس کا فیاض دل مسرت رسانی کے اختیارات پر جو اس کو حاصل تھے مطمئن تھا۔ وہ محبوب تھی اس کی پرستش ہو رہی تھی۔ بہت دنوں سے اس کے جی میں یہ تجویز آرہی تھی کہ وہ امریکہ جاتی کیونکہ واقعات گزشتہ کی یادگاریوں کے لئے امریکہ بڑی نامور تھی۔

خوبصورت کوہستانوں سے چھائی ہوئی کوہ *Como* اور پیچھوڑی جھیلوں تک میلان سے سواری میں جانا ایسی فرحت بخش سیر تھی کہ جس سے بہتر تمام اٹلی میں بھی نہیں ایک مرتبہ نورانی روشن صبح کو نپولین معہ اپنی مبارک بیوی کے زرخیز وادیوں اور انگوروں سے لدی ہوئی پہاڑیوں کے دامن میں ہوتا ہوا پیچھوڑا جھیل کو گیا ان کی جلو میں بڑے پر آب و تاب حشم و خدم تھے۔ وہ خوبصورت چادر آپ پر ایک نفیس بجرے میں سوار ہوئے تھے ریشمیں پردے اور شونخ رنگ کی جھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ مہنجیوں کے پتواروں سے و لفریب ساز کا لطف آرہا تھا۔ پھر وہ خوبصورت جزیرہ میں جو جنت تمثال جھیل کے وسط میں واقع تھا اترے۔ یہ جزیرہ نپولین کا دل پسند گوشہ عزلت ہو گیا تھا اس کا تنہا ایوان بوجہ اپنی پرانی طرز عمارت کے نپولین کے ان کے اداس دل سے جس میں شاذ ہی خوشی کی جھلک آیا کرتی تھی نہایت موزوں تھا۔ ایک مرتبہ جوزیفائن ایک چوتھرہ پر مع بہت سی لیدیاؤں کے ایک بڑے نارنگی کے درخت کے نیچے جس میں سنہری نارنگیاں کثرت سے لدی ہوئی تھیں کھڑی تھی۔ جیسے کہ ان سب کا خیال خوبصورت منظر کی طرف جمع تھا نپولین خنجر اس درخت پر چڑھ گیا اور ایسا اچانک جھکولادیا کہ خوشنما جھیلوں کی ان لیدیاؤں کے سروں پر بوجھار ہو گئی۔ جوزیفائن کی ہر اسی لیدیاں ڈر سے چمک رہی تھیں لیکن جوزیفائن ویسی ہی مستقل کھڑی رہی۔ نپولین نے فتقہ لگا کر کہا "جوزیفائن تم تو میرے کاراز نمودہ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کے مثل آگ کا مقابلہ کرتی ہو" اس پر جوزیفائن نے

فورا جواب دیا کہ میں کیوں نہ مقابلہ کروں۔ کیا میں ان کا آزمودہ سپاہیوں کے جہز بیوی نہیں ہوں ؟

اُس وقت پولین کو عیاشی کی لت دلانے کے اُس کے گرد کثرت سے اغوا ہو چکے تھے۔ اُس زمانہ میں اور اُس مقام پر نیک چلنی ایسی نیکو کاری تھی کہ جس کو کوئی جانتا ہی نہ تھا کسی شخص نے پولین کی جامع قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے اُس کو حضرت سلیمان سے تشبیہ دی۔ اس پر دوسرے نے بڑی حقارت سے کہا : ”چرخوش۔ آپ کا حضرت سلیمان سے پولین کو زیادہ عقلمند کہنے سے کیا مدعا ہے۔ حضرت سلیمان کو دیکھئے کہ جن کی سات بیویاں اور تین سو حرم تھے اور ایک میان پولین صاحب کی عقل دیکھئے کہ صرف ایک بیوی پر رقت ہے اور وہ بھی حضرت سے عمر میں بڑی“ اُن دنوں بدکاری اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ دوسری لہڈیاں جو رلیان سے فقط اس بات پر چلتی تھیں کہ اُس کے شوہر پر اس کا بلا شرکت غیرے قبضہ تھا۔ اور وہ پولین کو بدراہ کرنے کے لئے حتی المقدور اپنی ولعوت سے کام لیتی تھیں۔ پولین کی رفعت ہو س اور وہ اصول جو بچپن میں اُس کی ماں کے لبوں نے اُس کی طبیعت میں پیوست کر دئے تھے اُس کی سپر تھے۔ جو رلیان کی مسرت کی کوئی انتہاء تھی ایک لہڈی بولی کہ ”جو رلیان کا شوہر ایسی وفاداری اور اعتقاد ہے اُس سے وابستہ ہے کہ جو رلیان اس قدر اتر اگئی ہے کہ اب تو ہم سے دیکھا نہیں جاتا“ پولین نے کہا ہے کہ ”وہ تو شے سی دیگر ہے جس کا مجھے خیال ہے۔ عشق و محبت سے مجھے کوئی ایسا سرور کار نہیں۔ کسی شخص کو تعریف و توصیف کی فوقیت سے محروم ہوئے بغیر اُس کو چہرے میں حصولِ شاد کامی نہیں ہو سکتا جیسے تو اپنی تجویز کا خاکہ اپنی طبیعت میں کینچ لیا ہے اور تمام دنیا کی اچھی سی اچھی آنکھیں اور یہاں بھی بہت سی چشم سیت ہیں مجھے اُس تجویز کی راہ سے سر موڑنا نہیں سکتیں“

ایک مرتبہ ایک عالی رتبہ لہڈی نے پولین کو اپنے ناگوار سلسلہ تعلق سے تھکا دیا اور انھیں باتوں میں بولی کہ ”اُس شخص کے لئے جو پولین کو پارٹنر نو دنیا کا رت ہے“ یہ سن کر پولین نے بے اعتنائی کی نظر سے اُس کو دیکھا اور کہا : ”بیوی صاحبہ۔ دنیا کی

اکارت ہے۔ وہ ایک زرن باوفا اور بچوں کی نیک ماں ہو سکتی ہے۔
 اُس صدمے نے جو ڈاکٹر لوں کو پنولین کے عروج پر پہنچا تھا اُن کو ترغیب دی کہ
 اُس کے دربار کو جاسوسوں سے بھرویں۔ چنانچہ یہ جاسوس اُس کی حرکات و سکنات
 کو تاکتے رہتے اور اُس کے منہ کی لفظیں ڈاکٹر لوں کو پہنچاتے۔ جوزیفائن جو سچے
 اور صاف دل کی عورت تھی اور چل فریب سے واقف نہ تھی اپنے خیالات یادہ باتیں
 جبکہ اُسے علم ہوتا چھپاہ سکتی تھی لہذا پنولین کبھی ایسی باتیں جو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا چاہتا
 تھا جوزیفائن سے نہ کہتا تھا۔ ایک مرتبہ پنولین نے کہا بھید کی بات تو جو زلیخان پر ایک بار
 ہو جاتی ہے ”لہذا وہ اس کو اس طرح زیر بار بنانے سے احتیاط کرتا تھا۔ پنولین کے
 دل کا بھید پا جانے کے لئے بڑے مرد زیرک کی ضرورت تھی وہ اپنے بشرہ کو سنگ مرمر
 کی طرح سکوت سے موثر کر لیتا اور کسی قسم کا لغوص اُس کے جی کا حال نہ پاسکتا تھا۔
 زمانہ مابعد میں جوزیفائن نے کہا ہے۔ ”میلے پنولین کو کبھی پورا مطمئن نہ دیکھا۔ حتیٰ کہ خود میری
 طرف سے بھی اُس کو اطمینان نہ تھا وہ ہمیشہ چوکتا رہتا تھا اور اگر کبھی وہ اعتماد ظاہر بھی کرتا
 تھا تو اُس کا یہ منشا ہوتا تھا کہ اپنے مخاطب کو اُس کی ہوشیاری کی طرف سے غافل
 کر دے اور اس طرح اُس کے دل کا بھید لے لے اُس نے اپنے اہل خیالات
 کبھی ظاہر ہی نہ کئے۔“

آسٹریا کے شاہنشاہ کو وینس حوالہ کر دینے پر فرانسیسی گورنمنٹ کی طرف سے بہت
 سخت شکوہ ہوا اس پر پنولین نے جواب دیا کہ مثنیٰ بھر خوش تقریر لوگوں کا مجنونوں کی
 طرح یہ بڑبڑا دینے میں کہ ہر جگہ رپلیک قائم کر دیا جائے صرف ہی کیا ہوتا ہے میری تو
 یہ آرزو ہے کہ جاڑوں کی ایک مہم میں یہ حضرات شریک ہوئے ہوتے۔ تم اٹلی کے لوگوں
 سے واقف نہیں ہو۔ تم کو بڑا دھوکا ہو رہا ہے۔ تم کو ابھی یہی خیال ہے کہ ذلیل بڑوں
 اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو آزادی سے بہت فائدہ ہوگا۔ تم یہ چاہتے ہو کہ میں مجھ سے
 دکھاؤں۔ تو مجھ سے دکھانا تو مجھے آتا نہیں۔ جب سے میں اٹلی آیا ہوں مجھے تو ان
 اٹلی والوں کی آزادی اور ہمہ سری کی چاہ سے کچھ امداد ملی نہیں۔“

کیمپو فورمیو کے صلحنامہ کو پنولین نے فوراً پیرس بھیج دیا اگرچہ پنولین نے صلح کر کے
ڈائرکٹروں کی صریح نافرمانی کی تھی لیکن ڈائرکٹروں کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ اس صلحنامہ کو جانبدار
تسلیم نہ کریں۔ نوجوان جنرل کی فرانس کے لوگوں نے بڑی تعریف کی کہ اُس نے اس
غرض سے کہ خون آلود یورپ سے صلح کرے ایک اور نئی جنگ کی شان و شوکت سے
انکار کیا اگرچہ وہ جانتے تھے کہ اس نئی جنگ میں بھی اس کو فتح و نصرت کے یقینی سرے
بات آتے۔ ۱۷ نومبر کو پنولین نے ملان سے ریٹنڈ کی کانگریس میں شریک ہونے
کے لئے کوچ کیا جس کے واسطے وہ مقرر ہوا تھا اور وکیل مطلق کے اُس کو اختیارات
دئے گئے تھے۔ رخصت کے وقت اُس نے سسٹل پائن ریپبلک سے حسب ذیل
خطاب کیا۔

”ہم نے تم کو آزادی بخشی۔ اس کو قائم رکھنے میں احتیاط کرنا اس غرض سے کہ تم اپنے
اس ہاگ کے مستحق ثابت ہو۔ تم دور اندیش اور معزز قانون بنانا اور ان پر بڑے
عزم و ہمت سے عمل کرنا۔ علم کو ترقی دینے کے ہمیشہ حامی رہنا اور مذہب کی وقعت
کرنا فوجوں کو ترتیب دینا جس میں بدنام آدمی نہ ہوں بلکہ ایسے شہری ہوں جو حیالات جمہوری
کے رنگ سے رنگے ہوں اور جمہوری حکومت کی سرسبزی سے دلی تعلق رکھتے ہوں۔
مختارے لئے ضروری ہے کہ اپنی طاقت کے خیال اور اس رتبہ سے جو آزاد آدمیوں
کے مشایاں ہو موثر ہوتے رہو چونکہ زمانہ سے وراذ کے ظلم نے تم کو پرانہ اور چمیدہ
کر دیا تھا تم اپنی آزادی خود حاصل نہ کر سکتے تھے۔ چند ہی سال اگر تم اپنے سانہ
باو فارہے تو کوئی قوم اتنی زبردست نہ ہوگی جو مختاری آزادی تم سے زبردستی چھین
اور اُس وقت تک قوم اعظم (فرانسیسی) مختاری محافظ رہے۔“

جو لیفائین کو چھوڑ کر پنولین بڑی سرعت سے پیدمانٹ سے گز گیا اور ارادہ تھا کہ
سوئٹزرلینڈ ہوتا ہوا ریٹنڈ جاوے اُس کے سفر میں کہیں ایسا نہ ہوا کہ شادی و فوجی
کے منظر نظر نہ آئے ہوں۔ چراغان۔ ہجوم زناں و مردان۔ آتش ہائے شادمانی کا
روشن کیا جانا۔ گھنٹوں کا بجنا۔ توپخانوں کی سلامیاں۔ مخلوق کے نعرے اور اس

سب سے بڑے کرڈیوں کی پرجوش غیر مقدم میں مبارکبادیاں تمام رستہ بھر اُس کے ساتھ رہیں۔ ایسا جوش تھا کہ میان سے باہر ہے۔ لیکن نپولین اس نمائش کا شائق نہ تھا وہ عوام کی واہ واہ کو نظر حثارت سے دیکھا کرتا۔

بیورین نے نپولین سے کہا کہ ایسی پرجوش تحسین و آفرین کے اظہار پر تو واقعی انگوٹھی خوشی ہو اکتی ہوگی۔

نپولین نے کہا: ”لا حول ولا قوۃ۔ اگر ذرا سی نیرنگی تقدیر میں آجاوے تو یہی بزرگ ابنوہ اسی جوش کے ساتھ جائے قتل تک میرے پیچھے پیچھے ہو گا۔“

چونکہ وہ بڑی تیزی سے سفر کر رہا تھا وہ شہابِ ثاقب کے مانند نمودار ہونا اور غائب ہو جاتا تھا اور ہمیشہ وہی اُداس۔ خاموش خیال میں ڈوبی ہوئی صورت رہتی تھی ایک شخص جس نے نپولین کو اس موقع پر دیکھا تھا اس طرح بیان کرتا ہے ”میں نے لطف عمیق اور بڑے غور سے اُس حیرت انگیز آدمی کو دیکھا جس نے ایسے بڑے کام کئے ہیں۔ اُس کے دین ہنوز کچھ ایسی بات موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی اس کا دورِ اجل ختم نہیں ہوا ہے میں نے اُس کی تصویروں سے اُس کو بہت مشابہ پایا۔ قد چھوٹا تھا۔ دُلا دُلا۔ رنگ زرد تھا۔ بشرہ سے تکان معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جیسی افواہی تندہستی خراب نہ تھی۔ مجھے بس معلوم ہوا کہ بات سننے میں اُس کی استعراقی حالت بات میں لطف لینے سے زیادہ بڑھتی ہوئی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُس بات کی طرف جو اُس کے خیال میں گزر رہی ہے نسبت اُس بات کے جو اس سے کسی جا رہی ہے زیادہ مصروف ہے اُس کی داخلِ عادت خوض کرنے کی وضع کے ہمراہ اُس کے بشرہ سے بڑی زیر کی ہویدہ تھی جس سے اُس بات کا کہ اُس کے باطن میں کیا گزر رہا ہے پتہ نہیں چلتا تھا اُس پر فکر نہیں۔ اُس شجاع دل میں۔ ممکن نہیں کہ یہ خیال نہ کیا جاوے کہ ایسی ایسی تجویزیں پیدا ہو رہی ہیں جو یورپ کی قسمت پر اثر ڈالیں گی۔“

رٹینڈ میں نپولین زیادہ عرصہ تک نہ رہا کیونکہ معاملات ملکی کے اہم مسئلے طے ہو چکے تھے۔ اور خفیف خفیف معاملات پر وہ بحث کرنا پسند نہ کرتا تھا جنہوں نے چھوٹے چھوٹے مجرمین کے

تھے اور اس جوان مرد کو چند ہی آدمیوں نے دیکھا تھا اور وہ بھی صرف ایک جھلمک۔ اور اُس کے دیکھنے کو سب بے قرار تھے آخر کار بہت سے گجگوں کی آواز نے نپولین کی آمد آمد کی خبر دی۔ اس وقت نپولین نہایت ہی سادہ لباس پہنے تھا وہ چوتراہ پر چڑھا۔ اُس کا مصاحب ٹیلر انڈ نہایت زرق برق پوشاک پہنے مع ایک بلند قد جماعت کے بڑے اعلیٰ اہمیت و ادب کے ساتھ اُس کے ہمراہ تھا۔ نپولین کے چھوٹے قد اور نحیف بدن کی ان کے ساتھ انوکھی مناسبت تھی۔ ہر شخص کی نگاہ نپولین پر جمی ہوئی تھی۔ تمام حاضرین کے نعروں کی وہ نوبت تھی کہ توپوں کی گرجا مات ہو گئی تھی۔ انسانی چشمہ جوش کو شاید اس سے بڑھ کر کبھی جوش نہ آیا ہوگا۔ نپولین کے دبلے چہرے بدن کی نزاکت۔ اس کا نہایت پرشہا بشہ۔ پہلے سے ہونے خوار۔ خوبصورتی سے ڈھلے ہوئے خط و خال اور بیان سے باہر متین بنے تکبر وضع اور اُس کے نہایت حیرت انگیز کارہائے نمایاں نے اس شدت سے جوش بڑھا دیا تھا کہ اس سے قبل شاید ہی ہو ابو اور جس شخص نے اس منظر کو دیکھا کبھی فراموش نہ کیا۔ ٹیلر انڈ نے اس ہیرو کو مختصر فیض تقریر سے جماعت کے سامنے پیش کیا۔

ٹیلر انڈ نے آخر میں کہا: "نپولین کی وجہ سے مجھے اس قسم کا تڑد و ضرور ہوا جو نئی جمہوری حکومت میں ایسی ہر ایک بات سے جو شہریوں کی برابری کو برباد کر نیوالی معلوم ہو پیدا ہوا کرتا ہے۔ لیکن میں غلطی پر تھا۔ منفرد عظمت و شان برابری کے لئے خطرناک ہونا تو گناہ تو بڑی شادمانی کا باعث ہے اور اس موقع پر ہر ایک فرانسیسی کو اپنی قوم کے ہیرو کی وجہ سے اپنے کو سرفراز خیال کرنا چاہئے اور جب میں اُن سب باتوں کو جو اُس نے اپنی شان و شوکت حد سے زیادہ پوشیدہ رکھنے میں کی ہیں خیال کرتا ہوں یعنی۔ اُس کا قد و طرز سادگی پسند ہونا جس نے اُس کی عزیز کتب بینی کی وجہ سے اُس کو ممتاز کیا ہے اُس کا علوم و ہنسی سے شوق۔ اُس کا بلند مرتبت ادیبان کو نگاہ تحسین سے دیکھنا جو اُس کے دنیا سے علمی نگاہ پر لیکھا باعث معلوم ہوتا ہے اور شان و شوکت نام و نمود اور اُن سب باتوں سے جو کینہ طبیعت کا خیر معافی ہیں نفرت کرنا۔ تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ

اُس کی حوصلہ مندی سے ڈرنا تو کجا ہم کو ایک دن ضرورت ہوگی کہ اُس کی حوصلہ مندی کو تحریک دیں اور طالب علمانہ گوشہ نشینی سے اُس کو بھٹا کر باہر لائیں۔“

اس تحسین و آفرین بے پایاں سے نپولین پر ظاہر کوئی اثر نہ تھا اور وہ ایسا مستقل اور غیر مضطرب تھا کہ گویا اپنے خیمہ میں اپنے کسی ماتحت افسر سے باتیں کر رہا ہے۔ اُس نے حسب ذیل مختصر طور سے جواب دیا۔ ”اے شہرلو۔ فرانسیسی قوم کو آزادی حاصل کرنے کے لئے بادشاہوں سے مقابلہ کرنا تھا اور ایسی حکومت قائم کرنے میں جو عقل پر مبنی ہوئے اٹھارہ سو برس کے نقض کو دیر کرنا تھا۔ قیسیون۔ امرا اور خود سر بادشاہوں نے کیے بعد دیگرے دو ہزار سال سے یورپ پر حکومت کر رکھی تھی۔ اُس صلح سے جو تم نے حاصل کی ہے جمہوری حکومت کا سنہ شروع ہوتا ہے قوم اعظم کو ترتیب دینے میں تم نے کامیابی حاصل کی جس کی وسیع حکومت کی حدیں صرف اسی وجہ سے مقرر ہیں کہ خود قدرت نے اس کی حدود قائم کی ہیں۔ تم نے اس سے بھی زیادہ کیا۔ یعنی یورپ کے سب سے خوبصورت و دملک (جو پیشتر اپنے علم دہن اور ارباب کمالات کے لئے جن کے وہ گمراہ تھے نہایت مشہور تھے) بڑی امیدوں کے ساتھ اپنے بزرگوں کی قبروں سے ذہن و دُکا اور آزادی کو نکلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ میں کمیونوریو کے صلحا کو جسے شاہنشاہ آسٹریا نے تسلیم کیا ہے تمہیں دینے کا افتخار حاصل کرتا ہوں اس صلح سے ریپبلک کی آزادی خوشحالی اور شان و شوکت مضبوط ہوتی ہے اور جو بقت سب سے بہتر ترتیب دئے ہوئے قوانین سے فرانس کی سرسبز می مستحکم ہو جائیگی تمام یورپ آزاد ہو جائیگا۔“

جوں ہی نپولین نے بولنا شروع کیا حاضرین میں سناٹا ہو گیا اُس کی آواز سننے کا اس قدر اشتیاق طبعاً ہوا تھا کہ سامعین مشکل سے اعضاء کو حبش دیتے یا سانس لیتے تھے اور نپولین مستقل صاف لہجہ میں کٹا بول رہا تھا۔ جس وقت اُس نے بولنا ختم کیا پرجوش نعروں سے ہوا گونج گئی اور سب سے زیادہ پرجوش لوگوں کا تو اپنے اوپر قابو نہ رہا تھا۔ نپولین زندہ ناماد، ”فاتح اٹلی“ ”امان دہندہ یورپ“ ”رہائی بخشندہ فرانس“ کے نعروں سے کان پڑی آواز نہ سنی جاتی تھی۔ اب برس ۱۸۰۴ نے ڈاکٹر ٹروٹ کی جانب سے

اس طرح جواب دیا۔

فرط جوش سے یہ مرد خوش تقریر کہنے لگا: ایک بوٹا پارٹ کے خلق کرنے میں فطرت نے اپنی تمام سچیوں کو ختم کر دیا "اور پھر تنولین کی طرف مخاطب ہو کر بولا: جا۔ اور ایسی فتح جو کہ قومِ عظیم کی اس دشنام دادہ شان و شوکت پر قرض آتی ہے حاصل کر کے اپنی نامور زندگی کو نیک نامی کا تاج پہنا۔ جا۔ اور دربار لندن کی گوشالی کر کے اُن سب کے دلوں میں جوازا د قوم کی طاقت کا اندازہ کرنے میں غلطی کرتے ہیں ہوں پیدا کر دے۔ دریاے پو۔ *Phine* اور دریاے ٹیبر *Tiber* کے فاتح تیرے جھنڈے کے نیچے جائینگے۔ بحرِ عظیم ان کو لے چلنے سے فخر کر لگا۔ وہ غلام ہو رہے لیکن غیظ سے بھر ا ہوا ہے اور اُس کو اپنی بیڑیوں سے شرم آتی ہے۔ سر رنگِ علم دریاے ٹیمس کے خون آلود پورے پینچنے بھی بے پایاں کہ ایک آواز متفقِ تمھاری آمد کا خیر مقدم کرے گی اور فیاض انگریزی قوم تم کو اپنا رہائی دہندہ سمجھ کر تمھارے استقبال کو سامنے آئیگی۔"

پھر اس کے بعد سب نے آواز ملا کر کنیر *Chenier* کا شہر بھیجی آزادی کے نام پر گایا اور اُس کے ہمراہ پورا ساز تھا۔ اُس وقت کے اضطرابی جوش میں ہانچوں ڈاکٹر لڑکھے اور تنولین کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے لیا۔ جگلوں کی آواز۔ بنیڈ باجوں کا شور۔ توپوں کی سلامیاں اور بیشمار انہود کے لغزے ہو اکو چیرے ڈالتے تھے۔ تیرے ساتھ جو اُس وقت گویا تمام حاضرین اس نشہ میں چور ہو رہے تھے اور اس طرح فرانس نے اپنے کو ایک حیرت انگیز شخص کے ہاتھ میں دیدیا۔ ہم کو اپنے بزرگوں کی کمزوری پر فخر نہ کرنا چاہئے۔ وہ شان و عظمتِ وقت کی تاریکی اور مصائب کے درمیان ہم کو تعلیم کرنی ہے تاہم ہم وجد میں آجاتے ہیں اور ایشیائے اُس سے ہم کو اتفاقِ رائے کرنا چاہیے جو کہتا ہے کہ اگر اُس ویلو کو ہم خود دیکھتے تو معلوم نہیں کیا ہوا ہوتا۔"

تنولین کا زور تقریر ایسا تھا کہ جس کی نقل نہیں کچا سکتی ہر فقرے میں جو وہ بولتا تھا ایک خصوصیت ہوتی تھی جس کے ساتھ جدت و ذکاوت کا اثر پایا جاتا تھا وہ ہر شخص کو جو اُس کے قریب جاتا نہ فریقہ کر لیا کرتا تھا۔ اپنے کارہائے نمایاں کا اُس نے کبھی ذکر نہیں کیا لیکن اپنی

فوج اور اپنے خبروں کی شجاعت کو اس آب و تاب اور ایسی موثر لفظوں میں بیان کرتا کہ تصویر کھینچ جاتی۔

اب پبولین مشہور اسٹیلٹوٹ کا ایک رکن منتخب ہوا جس میں فرانس کے بڑے بڑے صاحب علم و فضل شریک تھے اور اُس نے اس دعوت کو بڑے شوق سے منظور کیا اور حسب ذیل جواب دیا۔

”اُن نامور اشخاص کی آراء نے جو اسٹیلٹوٹ میں شریک ہیں مجھے سرفراز کیا۔ میں خوب واقف ہوں کہ اس سے کیا نفع ہے۔ اُن سے برابری کا خیال کروں مجھے اُن کی شگرمندی کی تمنا کرتا چاہئے۔ سب سے سچی فتوحات جو باعثِ اندوہ درج نہیں ہوتیں وہ فتوحات ہیں جو جہالت پر حاصل کی جاتی ہیں قوموں کی سب سے زیادہ مفید اور مغرورہ پیروی ہے جو توسیعِ علم و ہنر میں مدد رساں ہو۔ اس وقت سے فرانسیسی رپبلک کی عظمت اس امر میں ہونا چاہئے کہ وہ کل مائے علم انسانی کو حاصل کرے اور کسی ایسے خیال کو موجود نہ ہونے دے جو اُس کی خود کوششوں سے پیدا ہوا ہو۔“

اُس نے سپاہیانہ وردی تو اتار کے ایک طرف رکھ دی اور عالمانہ اور فلسفیانہ لباس میں اسٹیلٹوٹ کے درمیان شریک ہو کر وہ اسٹیلٹوٹ کی سب سے زیادہ نورانی زینت بن گیا اُس کے محیط و مانع نے ہر ایک مضمون کو اپنے قبضہ میں کر لیا جس کی طرف وہ متوجہ ہوا اور ذخیرہ علم پر وہ ایک گمنام میں ایسا حاوی ہو جاتا جس کے حاصل کرنے میں دوسروں کو ایک سال لگ جاتا اور بہت جلد باعتبار اپنے علم و فضل کے اُس نے ان مشہور علماء و فضلاء میں وہ فضیلت حاصل کی جو میدان کشت و خون میں اُس کو حاصل تھی۔ ظاہر الیسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس نے اپنی وہ تمام ناموری جو وہ اب تک حاصل کر چکا تھا فراموش کر دی تھی اور بڑی بھاری ہوس کے ساتھ اُس نے اُس سے بھی زیادہ کارہائے عظیم کی تکمیل پر کمر باندھ دیا تھی اور کسی چیز کو وہ پورا خیال کرتا تھا جب تک اُس میں کچھ بھی کرنے کو باقی رہ جاتا تھا۔

بعد کو اُس نے اپنے اس زمانہ کا حوالہ دیتے وقت کہا ہے ”جب میں اٹلی سو دہاں

اگر اسٹیٹوٹ کے اراکین کا لباس اختیار کیا اور ارباب علم کے ساتھ بیٹھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں کیا کر رہا تھا۔ انجام کا انسان صفات ذہنی کی برتری سے حکومت کئے جاتے ہیں اور فوجی پیشہ رکھنے والوں سے بڑھکر اس بات سے زیادہ کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ فوج میں ادنیٰ اسے ادنیٰ اظہورچی بھی ایسا نہ تھا جس نے میری صفات کے اعتبار سے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔

اس وقت موافقین سرکار شاہی نے اس بارہ میں ایک اور سخت کوشش کی کہ بوربون خاندان کے بادشاہ کو تخت پر بحال کریں۔ نپولین اگرچہ ڈاکٹر گڑوں کی ناکافی حکومت سے منفرد تھا تاہم وہ نہ چاہتا تھا کہ خود سر بوربون خاندان فرانس کے جوش آزادی کو پامال کرے۔ وہ شاہی حکومت کا مخالف نہ تھا۔ لیکن وہ ایسا بادشاہ چاہتا تھا جو رعایا کی ہیود کے متعلق بھی لحاظ رکھے نہ کہ صرف عیش و عشرت اور امرا کے تکبر کی ناز و نعمت سے پرورش کرے۔ نپولین نے تجویزیں قائم کیں اور جملہ کوششوں کی رہنمائی کی جس سے شاہی طرفداروں کے جوصلے پست ہو گئے اور انگریزوں کو مدد ملی اور اس طرح اس نوجوان کے بازو سے قوی نے دو مرتبہ گورنمنٹ کو بچایا۔ ڈاکٹر گڑ اپنی گوناگوں پریشانیوں کی حالت میں اُس کو اپنی مجلس میں بلا تے کہ مشکلات میں وہ اُن کو مشورہ دے۔ خاموش۔ پر حجاب۔ وہ میز کے قریب بیٹھ جاتا اور سلیقہ شعاری کی اُس فصیلت سے جس سے وہ ہمیشہ ممتاز رہا اور اپنی ذہنی برتری سے جس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا وہ اُن سے اخلاقی بالا تر ترقی حاصل کرتا اور ان دیرینہ سال بد بزن ملک کی اس طرح رہنمائی کرتا جس طرح باپ اپنے بچوں کی کیا کرتا ہے۔ جب وہ اُن کو سامنے پہنچتا اُس کی فطرتی عظمت قائم ہو جاتی اور وہ بے اختیار تسلیم کی جاتی۔

پُر انقلاب دور ظلم نے مذہب کی قربانگاہوں کو الٹ دیا تھا اور وہ ہنوز منہدم ٹری محقق۔ کلیسا بند ہو گئے تھے یوم السبت کی عبادت موقوف ہو گئی تھی۔ اصطبلع کو کوئی جاتا نہ تھا اور پارسی لوگ ملک بدھ تھے اور فرانس میں نئی نسل کی نسل ایسی پیدا ہو گئی تھی جو مذہب مسیحی کو جانتی ہی نہ تھی۔ اور عالم گیر بدکاری پھیلی ہوئی تھی۔ ایک نیا فرقہ قائم ہو گیا تھا۔

جو حق پرست اور پختہ دل ہو، اس نے اپنے طریق کی بنیاد چند اخلاقی نصائح پر جن کی انجیل مقدس سے خوشہ چینی کی گئی تھی جو مذہب مسیحی کی ارفع منظوریوں سے اخذ کی گئی تھیں۔ مگر ان لوگوں کو جلد معلوم ہو گیا کہ علم صنائع و ہنر کے پھولوں اور موزوں اشعار کی روانی۔ حسن کی خوبی۔ سخاوت چمنوں اور آسمان کی بابت سخنان بے ربط سے انسان کے سخت قلب پر قابو حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پسند کی گرجہ اس طرح پالو نہیں ہو سکتا۔ انسان جس کا نفس انہوا کی طرف جو اُس کی روح کو چیرے ڈالتے ہیں کھلا ہوا ہے اور ہونک مصائب کے کنارہ پر پھر پھرتا ہوا اور ندوب ستھنے والے خوابشات سے جلتا ہوا۔ اگر ذلیفہ ہوا سے یا رعب میں آیا ہے تو اسی حالت میں آیا ہے جبکہ محبت و رحم کی امان کے ساتھ کہ سینا کے رد کی گنج ملی ہو۔ و خیر ایہ اُمّیہ کا مقام ہے کہ اُس اخلاقی نیکو کاری میں جو یہ نیا فرقہ تعلیم دیتا تھا اکثر اس قدر صداقت نظر آتی تھی کہ اگر اٹھارہ سو برس پیشتر انجیل مقدس کے شائع اور شہرہ کرنے والے انھیں باتوں کو زیادہ بہتر طریق سے نہ کہہ گئے ہوتے تو اس کے قبول کر لینے کا لوگوں کو میلان ہو جاتا۔

نپولین نے ان پرچوں کو بڑی نگاہ حقیقت سنج سے دیکھا۔ اُس نے کہا

”اُن لوگوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو صرف نقال ہیں“ اس پر کسی نے پوچھا کہ ایسے لوگوں پر جن کے اصول اخلاق عالم گیر فیض رسانی سکھاتے ہیں نپولین تم کس طرح الزام دیتے ہو؟

انے جواب دیا ”بلکہ طرق اخلاق اچھے ہیں لیکن صرف انجیل مقدس ہی نے اصول اخلاقی کا مکمل اجتماع دکھایا ہے جو مہودگی سے پاک ہے وہ تمہارے عقائد کی طرح چند یادداشت کے فقرات سے جن کو بھونڈی طرح نظم کر دیا ہے نہیں بنے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُس چیز کو حقیقت میں ارفع ہے دیکھو۔ اچھا لارڈ اُس پر پریس ہو۔ ایسے پرچوں کو گور کا تو صرف مضحکہ کے ہتھیاروں سے مقابلہ ہونا چاہیے۔ ان کی جلد کو ششیں ہیچ ہونا چاہیے۔“

جمہوری فرانس کی اب تمام یورپ سے سوائے انگلستان کے صلح ہو چکی تھی۔

لے مسیحی مذہب کی نماز۔ اس کی خوبی کا کوئی پیمانہ نہیں۔ ۱۲ مترجم

انگریزی بادشاہت اب بھی ریلک کے مقابلہ میں برجم لڑائیاں لڑے جا رہی تھی اور یورپ کے بادشاہوں کو ابھارنے میں کہ مکروہ لوربوں خاندان کو پھر فرانسیسیوں کا زبردستی ہاتھ بنانے میں ایسا کریں حتی الامکان کو شش کر رہی تھی۔ انگریزی بیڑہ ہمازات نے بوجہ اپنے لافح ہونے کے فرانس کی تجارت کا ستیاناس کر دیا تھا۔ انگریز بحر اعظم سے مخوذ جزیرہ میں بیٹھے ہوئے اور خود جنگ کے تحت و تاراج سے بے خوف تمام ساحلوں پر مصیبت برپا کر رہے تھے۔ ڈاکٹر کٹری نے انگلستان پروری میں کرنے کے لئے ایک فوج کھڑی کی اور نیولین کو اس کا سپہ سالار کیا۔ وہ شمشیر مافعت نہ کہ مصمصام پیشدستی نیام سے کہنچ کر فرانس کے اس ساحل کو روانہ ہوا جو انگلستان کے محاذ تھا تاکہ اس کو پر تاملے اور اندازہ کرے کہ یہ اہم مہم ممکن کجی تھی یا نہیں۔ اپنے خبروں میں سے تین خبروں کو اپنے ہمراہ گاڑی میں سوار کر کے اٹھ دن ساحل کے معائنہ کے دورہ میں وہ مصروف رہا۔ بڑے غم و ہمت اور سلیقہ شعاری سے اس نے تمام اُن حالات سے جو اس معاملہ کے متعلق فیصلہ کرنے میں مدد دے سکتے تھے پوری دقتیت حاصل کر لی اس نے تمام ساحل کو بڑے عور سے دیکھا۔ جہازوں اور مستحکم مقامات کو جانچا۔ جہازوں میں سوار ہونے کے سب سے بہتر مقامات منتخب کئے اور اچھی آدھی رات تک ملاحوں مانجھیوں۔ چو کی بارو اور ماہی گیروں کے بیانات سے وہ اعتراض کرتا اور اُن کے جوابوں کو بڑی احتیاط سے جی میں تولتا۔

جب نیولین پریس واپس آیا تو اس کے دوست یورین نے اس سے پوچھا ”کیوں جہل۔ تم اس مہم کے بارہ میں کیا چناں کرتے ہو؟ یہ ممکن ہے؟“ اس نے فوراً سر مل کر جواب دیا ”نہیں۔ یہ مہم ایسی خطرناک ہے کہ میں اس کو ہرگز اختیار نہ کروں گا میں ایسی بازی پر اپنی خوبصورت فرانس کو معرض خطر میں نہ ڈالوں گا“ اس زمانہ میں جبکہ وہ ساحل کی پرتال کر رہا تھا وہ اپنی معمولی طبیعت کے بہت واستقلال سے انگریزی حکومت کے حملے روکنے کا ایک اور منصوبہ کر رہا تھا۔

مصر کی راہ سے انگلستان کے خلاف اس کے مشرقی مقبوضات پر حملہ کرنے کا

خیال اُس کے جی میں پورا جھگ گیا تھا۔ اُس نے اپنی گاڑی کو تمام اُن کتابوں سے جو مسر کے متعلق پرس کے کتب خانوں میں مل سکیں بھر لیا۔ اعجازی سرعت سے اس نے اُن کی تمام صفحوں کو چھان ڈالا اور اپنے فرائض اور قومی حافظہ میں ہر ایک ضروری خیال کو بھر لیا۔ خود اُس کی قلم کی تحریریں جو اُس نے ان کتابوں کی سطروں کے پیچ میں لکھی ہیں یا اُن کے حواشی پر شرحیں وجہ کی ہیں اُس کی نہ ٹھکنے والی دماغی محنت کی شاہد ہیں۔

اب تمام یورپ میں نیولین کی حقوق رعایا کے حامی کے مثل پرستش ہو رہی تھی۔ رعایا اُس کو اپنا خیر خواہ اور وکیل خیال کرتی تھی۔ انگلستان میں خاصکر ایک بڑی وادو والی اور ترقی کرتی ہوئی فریق تھی جو بادشاہ کے استحقاق اور امرائے بلا شرکت غیرے حقوق سے برہم تھی اور اس ہمسری اور آزادی کے حامی نیولین کی محنت سرمایوں سے کہی نہ تھکتی تھی اُس کے ذہن کی آب و تاب اُس کے اخلاق کی پاکی۔ اُس کی ذاتی علم اور خوشی سے بے پردہ و باری کی پختگی۔ اُس کے نہ ٹھکنے والے غم و ہمت اور ہر فقرہ کی جو اُس کے ہونٹوں سے نکلتا تھا فصاحت اُس کی جوانی۔ نزاکت جسم اور اُس کی فتوحات نے ملکر اُس کو دلفریبی کی ایسی قوت عطا کی تھی کہ اس سے پیشتر انسان کو میسر نہیں ہوئی۔ انگلستان پر حملہ کرنیوالی فوج کی سپہ سالاری اب نیولین کو عطا ہوئی اور وہ اس سلطنت کا بڑا سربراہ اور وہ اور خوفناک دشمن ہو گیا۔ تاہم وہ عام لوگ جو جنگ کرنے والے تھے ایک ایک اُس سے محبت کرتے تھے تخت کا نچنے لگا۔ امرائے کبار لارڈ چٹھم ^۱ Lord Chattham نے علانیہ کہا ”کہ اگر ہم فرانس کے ساتھ ایمان و انصاف سے بڑاؤ کریں تو انگریزی گورنمنٹ چوبیس گھنٹہ قائم نہیں رہ سکتی“ اب یہ ضروری معلوم ہوا کہ اس زبردست دشمن کی طرف سے لوگوں کے خیالات بدلے جائیں اور اُس کی جانب سے دلوں میں ذاتی عداوت پیدا کی جائے۔ نیولین کو بدنام کرنیکی غرض سے گورنمنٹ کی تمام دولت اور کوشش سے کام لیا گیا اور علی الانصاف

لے جان پلارل آف چٹھم Pitt. & of Chattham مشہور و بڑا دہم پرست

کے بڑے بہائی کا بیٹا۔ مصنف

ملاست وہ ششام کے توپ خانے اسپر کھول دے گئے اور نہایت غصہ اور بیہوشی سے چھاپے خانے معذور ہو گئے اُس وقت کے سالوں کے دیکھنے اور اُن پشاور پر جو اُس سے منسوب کئے گئے تھے خود کرنے اور اُن کے باہمی اختلافات سے بچ بڑا لطف آتا ہے لکھا گیا تھا کہ نپولین اٹان کے بھیس میں ایک حضرت ہے۔ وہ عراق ہے۔ لہم ہے تو سوں کے خزانے اپنے لئے گنج جمع کرنے کی خاطر لوٹتا ہے۔ وہ فاسق ہے فضول خرچ ہے۔ سلطنتوں کی دولت کو اپنی نفس پرستیوں پر اوڑھتا ہے۔ وہ عینک میں خواہش سے زندگی بسر کرتا ہے۔ اُس کا کمپوٹا کی کا زنا تھا نہ ہے۔ اور جب اُس کی آوارہ خواہش اُن کی طرف سے بٹھتی ہیں تو ان اپنی آتشناؤں کو زہر دے دے گئے وہ اپنا چھاپا چھٹاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی وہ نامرو ہے یعنی ایسا شیطان ہے کہ جس کو خدا نے محض اپنے غضب سے صحت و رجوانی کے قوائے اور جذبات سے محروم کر دیا ہے۔ وہ ایک بستہ ہے جس کو مشرقی بندگی سے بڑکر فریقہ لوگ سجدہ کرتے اور پوجتے ہیں۔ وہ خود بخود ہے۔ سنگدل ہے۔ بے رحم ہے۔ قصائی ہے قتل و خونریزی سے مسرور ہوتا ہے اور خود اپنے مجدح سپاہیوں کی ہڈیوں کو اپنی گاڑی کے پیٹل سے میکے چرن کر دیتا ہے اور جاں بلیوں اور بدحووں کی کراہوں میں اُس کی زبان کینہ درروح کو مرغوب ساز کے آواز کا لطف آتا ہے۔ آئرلینڈ *Ireland* والوں کے سامنے جن کا مذہب رومن کیتھولک *Roman Catholic* تھا اُس کی بابت بیان کیا گیا کہ وہ جب القیصر (پوپ صاحب) کے سفید بال کپڑے اور اسی حالت میں اُس کے محل کے فرش سنگ مرمر پر اُس کو کینچا۔ برخلاف اُس کے انگلستان میں جہاں پروٹیسٹنٹ *Protestant* تھے وہاں مذہب تھا لگایا کہ اُس نے پوپ کی سازش کر لی ہے جس کی وہ انتہا درج کی چالوسی میں لگا ہوا ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ شمشیر کی خود سری کو باطل پرستی کے زور سے قوت دے۔

نپولین کا فلسفیانہ استقلال جس سے اُس نے اس متواتر و ششام و مہبتان پر توجہ کی حیرت انگیز ہے۔ بعد کو نپولین نے کہا۔ "اُن تمام بتانوں اور دشناموں اور

رسالوں میں سے جن کاغذ اسے انگلستان نے یورپ میں سیلاب برپا کر دیا ہے ہولی
 نسلوں تک ایک بھی نہ پونچھا۔ اور جب مجھ سے کہا گیا کہ میں ان کا جواب لکھوا دوں بیٹے
 ہمیشہ بلا تغیر یہی جواب دیا کہ میری مستوحات اور رفاہ عام کے کام ہی صرف ایسے جو آ
 ہیں جو مجھے دینا دیا ہیں۔ جب ان ہتھوں کا پتہ بھی باقی نہ ہوگا اور سو دمندمی کی یاد گار
 جو بیٹے قائم کی ہیں اور مجموعہ قوانین جو بیٹے مرتب کیا ہے آنے والے دور دراز زمانہ میں
 پونچھیں گے تو انہی اے مورخ اُن ظلموں کا جو میرے ہم عصروں نے مجھ پر کئے ہیں بدلہ
 لینے اور پھر اُس نے کہا: ایک وقت تھا کہ وہ سب جبرائیم جو میرے ساتھ منسوب
 کئے گئے تھے حق بجانب معلوم ہوتے تھے۔ اس طرح میں چونکہ *Floche*
 کو زہر دیا۔ میں نے پیکر *Pichegru* کا اُس کے کمرہ میں گلا گونٹ دیا۔
 مصر میں کلیئر *Kleber* کو قتل کرایا۔ ڈیزے *Desaix*
 لگاؤلی سے دماغ پاش پاش کیا۔ بیٹے اُن لوگوں کے جو قید خانہ میں تھے گلے کاٹے
 سر کے بال پکڑ کر پوپ کو بیٹے کھینچا۔ اور ہزار ہا اسی قسم کی اور میوہ گیاں کیں اور پھر ہر
 نے کہا ”ان ہتھوں میں سے مجھے تو کوئی ایسا معلوم نہیں ہوتا جو جواب دینے کے
 لئے لازماً ہوگا *L. Roche* ایک نہایت نامور نوجوان جنرل تھا جو فوج میں یکایک مر گیا۔
 بوناپارٹ نے کہا ہے ہرک آن اول درجہ کے خیر لوں میں سے ایک جنرل تھا جو فرانس نے پیدا کئے ہیں
 وہ بہادر۔ ذکی۔ کثرت سے یاتقوں والا۔ بات کا قطعی فیصلہ کرنے والا اور معاملہ کی تہ کو پہنچ جانے والا شخص
 مکے چارلس پیکر *Charles Pichegru* مشہور فرانسیسی جنرل تھا اور جب نپلین چھٹت لکال
Conrad کے حکمرانی کر رہا تھا تو اس حکومت کے الٹ دیے کو پیچیدہ کرنے سازش کی اور چاہا کہ بوناپارٹ
 خاندان کو بحال کرے۔ اسپر پیکر دیگر فساد کو ٹپل حملہ *Temple* تھا۔ جہاں وہ ایک صبح کو اپنے پلنگ پر
 ملا۔ ڈاکٹروں نے جن کی اُس موقع پر کمپٹی ہوئی بیان کیا کہ اُس نے خود اپنے گلو بند سے پھانسی لگاوا
 مکے جنرل کلیئر اُس وقت جبکہ نپلین پیرس میں تھا مصر میں ایک قاتل کے ہاتھ سے بزرخم خور مارا گیا۔ مصنف
 کے جنرل ڈیزے۔ *Desaix* میرنگولی جنگ میں گولی سے مارا گیا۔ نپلین نے اپنے اس باوجود
 خالص دوست کے مارے جانے پر ہمتا دہ کا افسوس کیا ہے۔ مصنف

قابل ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ٹیکر گولڈ سٹیم *Goldsmith* اور
 گوارڈی ریلوے *Review* کا جواب دوں۔ یہ ایسے گھنٹے اور صبح جھوٹے
 ہیں کہ ان پر اور کوئی توجہ سوائے اس کے منونا چاہئے کہ ان کے ہر صفحہ پر لکھ دیا جاوے
 جھوٹ جھوٹ۔ ان سب میں اگر کوئی سچی بات مجھے نظر پڑی تو وہ اس قدر تھی کہ ایک
 دن میں ایک جنرل سے جس کا نام جنرل ریپ *Gen. Rapier* تھا مجھے یقین ہوتا ہے کہ
 میدان جنگ میں ملا۔ اس جنرل کا چہرہ دھوئیں اور خون سے گہرا لودھ تھا اور میں نے
 مسیحا نہ کہا وہ کیا ہی خوب منظر ہے! اور یہ بات بالکل ٹھیک تھی اور لیجے دشمنوں نے
 اس کا جرم بنایا۔ ایک مرد شجاع کو تو میں اس طرح داد دوں اور دشمن سمجھیں کہ خوزری
 میں مجھے لذت آتی ہے۔ کیا خوب!

پرانقلاب حکومت فرانس کا دستور تھا کہ ۲۱ جنوری کو ہر سال بڑے دھوم دھام
 سے بادشاہ (لوئی شانزدہم) کی قتل کی یاد گار میں سالانہ جلسہ ہوتا تھا۔ پولین سے صرا
 کیا گیا کہ اپنی موجودگی سے وہ اس جشن کو رونق دے اور اس کی دھوم دھام میں پوری
 شرکت کرے۔ اس نے صاف جواب دیا کہ ”یہ جشن ایک اندوہناک معاملے یعنی عثمانی افغانی
 کی یاد گار ہے اور آدمیوں کو یہ فرح و غلبہ نہیں ہو سکتا۔ فتوحات کے جشن منانا زیبا ہیں لیکن
 ان لوگوں کا جو مقتول ہوئے ماتم ہونا چاہئے۔ کسی کی موت پر خوشیاں منانا گورمنٹ
 کے لئے زیبا نہیں۔ بجائے تسلی دینے کے یہ بات غصہ دلاتی ہے اور بجائے مستحکم کریز
 یہ بات گورمنٹ کی بنیاد کو ہلاتی ہے“

اس پر وزیر اعلیٰ نے باصرہ تمام کہا کہ جملہ قوموں کا دستور چلا آیا ہے کہ ظالموں کے زوال
 پر جشن کیا کرتی ہیں اور پولین کا خلق پر اتنا اثر ہے کہ اس کی عدم شرکت گورمنٹ کے ساتھ
 انہماک مخالفت شمار کی جائیگی۔ اور اغواض ریلیک کے لئے سخت مضر ٹرگی۔ آخر کار پولین
 اراکین نسفینوٹ کے شش خانگی طور پر اس جشن میں شریک ہوا لیکن اس کے رسوم
 میں کوئی خاص شرکت نہ کی بلکہ الیٹینوٹ کے اراکین کے ساتھ جس کا وہ خود ایک رکن تھا سیر
 کرتا پھرا۔ جب یہ واقعہ گروہ سینیٹ سلیس *St. Sulpice* میں گیا تو سب شخصوں

کی انہیں نیولین کو ڈھونڈ رہی تھیں اور دور سے جلد اُس کو دیکھ لیا اور پھر اُس کے ساتھ گوا
 ہر شخص زندہ ہو گیا۔ جب رسم ختم ہو گئی تو وہ نیولین زندہ مانا، "کے لغوں سے ہوا گونج رہی تھی اور
 سرکوں پر یہ منحوس غرے کہ ہم ان مقتان کو نکال دینگے اور لٹل کارپورل کو اپنا بادشاہ
 بنائینگے،" سنگڑا اڑ کر نہایت متروک ہوئے اور انہیں لغوں کی وجہ سے اُنھوں نے نیولین
 کو معجزہ سمجھنے میں بڑی جلدی کی جس دور دراز ملک سے اُن کو پوری امید تھی کہ نیولین
 کبھی واپس نہ آئیگا۔ فقط

بالی - - - لبر

جس کو پھر لکھنا

